اللہ کی مسجدوں کو وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں (القرآن)

مسجد کے فضائل و احکام

احادیث و آثار کی روشنی میں

- مسجد کے بنانے کی فضیلت
- مسجد کی صفائی کرنے کی فضیلت
- مسجد کیسی ہونی چاہیئے؟
- کائنات کی مشہور مساجد کی فضیلت
- مسجد کے نگران کی فضیلت
- مسجد کو آباد کرنے کی فضیلت
- مسجد میں کیا اعمال کرنے چاہییں؟
- اور اس کے علاوہ مسجد سے متعلق ہر قسم کے مسائل و آداب کا مجموعہ

تالیف

مولانا مفتی محمد ارشاد صاحب

استاذِ حدیث و افتاء مدرسہ ریاض العلوم گورینی جونپور

زمزم پبلشرز

إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ

اللہ کی مسجدوں کو وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں (القرآن)

مسجد کے فضائل و احکام

احادیث و آثار کی روشنی میں

- مسجد کے بنانے کی فضیلت
- مسجد کے نگران کی فضیلت
- مسجد کی صفائی کرنے کی فضیلت
- مسجد کو آباد کرنے کی فضیلت
- مسجد کیسی ہونی چاہیئے ؟
- مسجد میں کیا اعمال کرنے چاہییں ؟
- کائنات کی مشہور مساجد کی فضیلت
- اور اس کے علاوہ مسجد سے متعلق ہر قسم کے مسائل و آداب کا مجموعہ

تالیف
مولانا مفتی محمد ارشاد صاحب
استاذ حدیث و افتاء مدرسہ ریاض العلوم گورینی جون پور

ناشر
زمزم پبلشرز
نزد مقدس مسجد اردو بازار کراچی

کتاب کا نام ـــــ مسجد کے فضائل و احکام

تاریخ اشاعت ـــــ مئی ۲۰۰۹ء

باہتمام ـــــ احباب زمزم پبلشرز

ناشر ـــــ زمزم پبلشرز کراچی

شاہ زیب سینٹر نزد مقدس مسجد، اُردو بازار کراچی

فون: 021-2760374 - 021-2725673

فیکس: 021-2725673

ای میل: zamzam01@cyber.net.pk

ویب سائٹ: http://www.zamzampub.com

ملنے کے دیگر پتے

- دارالھدیٰ اردو بازار کراچی ۔فون: 2726509
- دارالاشاعت، اُردو بازار کراچی
- قدیمی کتب خانہ بالمقابل آرام باغ کراچی
- مکتبہ رحمانیہ، اُردو بازار لاہور

- **Madrassah Arabia Islamia**
  1 Azaad Avenue P.O Box 9786-1750
  Azaadville South Africa
  Tel : 00(27)114132786
- **Azhar Academy Ltd.**
  54-68 Little Ilford Lane
  Manor Park London E12 5QA
  Phone: 020-8911-9797
- **ISLAMIC BOOK CENTRE**
  119-121 Halliwell Road, Bolton Bl1 3NE
  U.S.A
  Tel/Fax : 01204-389080

فہرستِ مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

الحمد لله الذي نزل على عبده الفرقان و قرر فيه تعمير المساجد علامة الإيمان، والصلوة والسلام على رسوله الكريم الذي بين لنا فضائل المساجد و أحكامها، هدى إلى الآداب ومسائلها، وعلى آله و أصحابه الذين كانوا يبنون المساجد للذكر والتلاوة و يدرسون فيها الاحاديث والفقه والسنة و يعمرونها بالوعظ والعبادة وعلى عامة المسلمين والمؤمنين الذين يسلكون على مسالكهم إلى يوم القيامة والدين إلى يوم يقوم الناس لرب العلمين برحمتك يا أرحم الراحمين: أما بعد.

اسلام ایک ایسا جامع ترین مذہب ہے جس نے عبادت ومعیشت مبدأ ومعاد دنیاوی وآخرت کے کسی گوشہ کونہیں چھوڑا، جس میں اس کے اصول وضوابط طریق احکام مسائل وآداب کوذکر نہ کیا گیا ہو، جس طرح اس نے عبادات پر بسط وتفصیل سے کلام پیش کیا ہے اس کے ہر رخ کو واضح کیا ہے اس کے اوامر ونواھی کو اجاگر کیا ہے، دین ودنیا کے متعلق ہر امور کو کھول کھول کر بیان کیا ہے کوئی کسر اور تشنگی باقی نہیں رکھی ہے، جس پر عاجز کی تالیف شمائل کبریٰ کا شاھد ہے۔

اسی طرح اس جامع شریعت قائد ملت پیغمبر اسلام سرکار دو عالم فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وسلم نے معابد ومساجد کے فضائل ومسائل احکام آداب کو بھی نہایت بسط وتفصیل ووضاحت کے ساتھ امت کے سامنے پیش کیا ہے، اوراس کے متعلق کسی گوشے اور تاقیامت آنے والی ضرورتوں اور مسائل کونظر انداز نہیں کیا۔

جسے ارباب حدیث نے اپنے ذوق اور یافت کے موافق شرطوں کی رعایت

کرتے ہوئے گراں قدر تالیفات میں ذکر کیا ہے، انہیں لآلی منثورہ کو جو ذخائر احادیث میں پھیلے ہوئے تھے مولف نے پیش نظر کتاب ''مساجد کے فضائل احکام احادیث وآثار کی روشنی میں'' ایک ترتیب سے جمع کردیا ہے۔

عاجز مؤلف نے سعی بلیغ کی ہے کہ امت کے سامنے اس مونضوع پر ایسی جامع کتاب آجائے اور اس موضوع کے متعلق تمام مرویات آجائے اور کوئی تشنگی باقی نہ رہے۔

موضوع کے متعلق ایسی جامع ترین کتاب شاید آپ نہ پاسکیں۔

یہ کتاب ''۱۷۲'' احادیثی عنوانات پر مشتمل ہے۔

احادیث پر حسب ضرورت فوائد اور تشریحات بھی ہیں، احادیث کے ساتھ فوائد کے بھی حوالے بقید جلد صفحات درج ہیں، تاکہ اہل تحقیق کو مراجعت میں آسانی ہو۔

اخذ روایت میں متساہلین اور متشددین کے طرز سے گریز کیا گیا ہے، واھیات اور موضوعات سے اجتناب کرتے ہوئے ضعاف ''حسب اصول قبول کرلیا گیا ہے۔ جس کی تفصیل ضوابط عاجز کے رسالہ ''ارشاد اصول حدیث'' میں ملاحظہ کرسکتے ہیں۔

ماخذ میں صحاح ستہ مشکوٰۃ وطحاوی کے وہ حوالہ درج ہیں، جو ہندی مطبوعات کے ہیں، چونکہ دیار ہندو پاک میں یہی نسخے رائج ہیں، بقیہ بیرونی نسخے سے ہیں۔

خیال رہے کہ اس امت کے پاس دین دنیا، عبادت دمعیشت کے تمام امور میں حسب ضرورت سرکار دو عالم ﷺ کے پاکیزہ طریق، اسوہ حسنہ اور شمائل مبارک کا ایک عظیم ذخیرہ ہے

امت کی ذمہ داری ہے کہ ان سنت کے ذخیروں کو ہمارے لئے دین ودنیا کی نجات وترقی کا باعث ہیں خود بھی اختیار کریں اور دوسروں کو بھی ترغیب دیں اور امت کے ہر طبقہ تک پہنچائیں۔

انشاء اللہ اس کے دوسرے حصہ میں مسائل اور احکام فقیہ کا بیان ہوگا۔

عاجز فقیر کی دعا ہے کہ مولی کریم ورحیم کے کوتاہیوں کو معاف فرما کر اس کی سعی کو قبول فرمائے، امت کے ہر طبقہ میں رہتی دنیا تک اسے قبول فرمائے، عقبی میں اپنے مقرب بندوں میں شامل فرما کر اپنی رضا وخوشنودی سے نوازے اور اسے آخرت کا ذخیرہ بنائے۔

ہمیں مسرت ہے کہ زمزم پبلشرز سے اس کی اشاعت ہورہی ہے، اللہ پاک ان کی علمی خدمات کو سعادت دارین کا باعث بنائے تجارت کو فروغ فرما کر عالم اسلام میں ان کی مطبوعات قبول فرمائے۔

والسلام مع الاکرام

محمد ارشاد قاسمی بھاگل پوری ثم لکھنوی

استاذ حدیث وافتاء مدرسہ ریاض العلوم۔ گورینی جون پور، ہند

مجاز صحبت حضرت اقدس مولانا قاری امیر حسن صاحب ہردوئی نور اللہ مرقدہ

رجب ۱۴۲۸ھ جولائی ۲۰۰۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو خدا کے واسطے مسجد بنائے گا اس کا گھر جنت میں بنے گا

عن عثمان بن عفان رضی اللّٰہ عنہ إنی سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول من بنی مسجداً یبتغی به وجه اللّٰه بنی اللّٰه له مثله في الجنّة.

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص خدا کی رضا کے لئے (لوگوں میں نام کے لئے نہیں) مسجد بنائے گا خدا اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔ (بخاری ۶۴، مسلم ۲۰۱)

فَائِدَۃ: مطلب یہ ہے کہ خدا کی خوشنودی کے لئے بنائے گا نام ونمود شہرت کے لئے نہیں کہ لوگ کہیں فلاں نے یہ مسجد بنائی تب یہ ثواب ہے۔ عموماً اس میں شیطان دخیل ہوکر نام ونمود شہرت کے اسباب پیدا کر دیتا ہے بڑے ڈر کی بات ہے، اگر ریاء وشہرت کا دخل ہوگیا تو مال کثیر بھی گیا اور ثواب اور رضا الٰہی سے بھی محرومی اس لئے بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔

جو نام اور شہرت کے لئے نہ بنائے تب جنت میں گھر

عن عائشة رضی اللّٰه عنها عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال: من بنی مسجداً لا یرید به ریاءاً ولا سمعة بنی اللّٰه له بیتاً فی الجنة.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو نہ دکھاوے اور ریا کے لئے اور نہ نام وشہرت کے لئے مسجد بنائے اس کے لئے خدا جنت میں گھر بنائے گا۔ (مجمع: ۲/ ۸، ترغیب: ۱۹۵)

فَائِدَۃ: دیکھئے نام وشہرت کے لئے نہ بنائے تب یہ ثواب ہے، عموماً اہم امور میں

جس میں مال زیادہ خرچ ہوتا ہے، اور ثواب زیادہ ہوتا ہو شیطان اور نفس داخل ہو کر دقیق اور لطیف طور پر ایسا کام کراتا ہے کہ آدمی کو احساس نہیں ہوتا اور ثواب اکارت یا خطرے میں ڈال دیتا ہے، چنانچہ وہ ایسا طریقہ زبان و بیان وعمل سے ظاہر کرتا ہے جس میں نام اور لوگوں میں اس کی شہرت اور معتقد ہونے کا ارداہ مخفی طور پر ہوتا ہے، چنانچہ حج بیت اللہ میں جانے والوں کو دیکھیں گے کہ وہ دعا اور ملاقات کے بہانے لوگوں کو مطلع کر کے بھیڑ اور شہرت چاہتے ہیں، لوگوں میں اعلان کراتے ہیں فلاں تاریخ کو میراج کا سفر ہے، اللہ تعالیٰ ہی حفاظت فرمائے۔

حلال کمائی سے بنانے پر موتی اور یاقوت کا گھر

عن ابی هريرة رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من بنى بيتاً يعبد الله فيه من مال حلال بنى الله له بيتاً فى الجنة من درو ياقوت.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو حلال کمائی سے اللہ کا گھر بنائے تا کہ اس میں خدا کی عبادت ہو، خدا اس کے لئے موتی اور یاقوت کا گھر جنت میں بنائے گا۔ (بزار، ترغیب: ۱۹۵، مجمع: ۸)

فَائِدَۃ: دیکھئے حلال کمائی سے بنانے کی فضیلت ہے، بہت سے مالداروں کے پاس غلط قسم کے روپے ہوتے ہیں اور اسے مسجد میں لگانے میں کوئی دریغ نہیں کرتے، وہ غلط مال حاصل کرتے ہیں اور اس رقم سے مسجد بنا ڈالتے ہیں ایسی رقم سے مسجد کا بنانا درست نہیں اور نہ ثواب ہوتا ہے۔

مسجد بنانا صدقہ جاریہ ہے، اس کا ثواب موت کے بعد بھی ملتا ہے

عن ابی هريرة رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله

علیه وسلم: ان مما یلحق المؤمن من عمله وحسنا ته بعد مو ته علماً علمه و نشره اوولدا صالحا ترکه او مصحفا ورثه او مسجدا بناه او بیتا لا بن السبیل بناه او نهرا اجراه او صدقة اخرجها من ماله فی صحته و حیاته تلحقه من بعد مو ته. (رواه ابن ماجه واللفظ له و ابن خزیمه فی صحیحه و البیهقی و اسناد بن ماجه حسن، کذا فی الترغیب: ١/١٩٦)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ان چیزوں میں سے جس کی بھلائی اور نیکی کا ثواب اس کی موت کے بعد بھی ملتا رہتا ہے ① علم کہ اسے سیکھا پھر اس کی اشاعت کی ② صالح اور نیک اولاد جن کو وہ چھوڑ کر مرا ہے۔ ③ قرآن پاک جو کسی کو دیا ہے۔ ④ مسجد جس کی اس نے تعمیر کرائی ہے۔ ⑤ مسافروں کی سہولت کے لئے کوئی گھر بنادے، یعنی مسافر خانہ یا سرائے وغیرہ۔ ⑥ یا کوئی نہر کھدوادے (جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں)۔ ⑦ یا کوئی ایسا صدقہ خیرات صحت وحیات کی حالت میں اپنے مال سے کیا ہو جس کا سلسلہ اس کی موت کے بعد بھی جاری رہے (مثلاً مدرسہ میں کتابیں دیں یا کسی عالم سے کتابیں لکھوائیں یا کسی کتاب کی طباعت میں مدد کی یا مسجد میں پنکھا لگوایا، غرض کی جس نیکی کا سلسلہ مرنے کے بعد جاری رہے گا)۔ (ترغیب: ١/١٩٦)

فَائِدَة: مطلب یہ ہے کہ مسجد کی تعمیر اور اس کے بنانے میں تعاون کرنا صدقہ جاریہ ہے، مسجد بنانے والا تو مرجاتا ہے، مگر اس کے ثواب کا سلسلہ جاری رہتا ہے، جب اس کی دیگر عبادتوں کا سلسلہ بند ہو جاتا ہے تو مسجد میں نماز وعبادت کرنے کا ثواب قیامت تک پاتا رہتا ہے، یہ بڑی خوش نصیبی کی بات ہے، خدائے پاک مال سے نوازے تو مسجد بنادے، یا اس میں تعاون کردے یا اور کوئی صدقہ جاریہ وسعت کے مطابق کردے تاکہ مرنے کے بعد اس کا ثواب برابر ملتا رہے۔

مسجد کی تعمیر میں مدد اور تعاون کرنے کا ثواب

عن ابی ذر رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من بنی للّٰہ مسجداً و لو مثل مفحص قطاۃ بنی اللّٰہ لہ بیتاً فی الجنۃ.

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ کے لئے مسجد بنائے، گو قطا پرندے کے گھونسلے کے برابر سہی اللہ پاک اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔ (ابن حبان احسان: ۴۹۱، سنن کبریٰ: ۴۳۷)

فَائِدَۃ: قطا ایک پرندہ ہوتا ہے، ظاہر ہے کہ پرندہ کا گھونسلہ بہت ہی چھوٹا ہوتا ہے، مطلب یہ ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی مسجد بنائے تب بھی جنت میں گھر بنایا جائے گا۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ وہ کسی مسجد کی تعمیر اور اس کی بنا میں اس قدر قلیل رقم سے تعاون کرے کہ اگر اس سے مسجد بنائی جاتی وہ گھونسلے کے مثل ہوتی تب بھی اس کا گھر جنت میں بنایا جائے گا۔ اس تاویل کے پیش نظر مسجد میں تعاون اور مدد کرنے والے کے لئے بھی جنت میں گھر بنائے جانے کی بشارت ہوگی۔

مسجد کو وسیع تر تعمیر کرنے کا حکم

عن کعب بن مالک ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم مر علی قوم من الانصار یبنون مسجداًفقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اوسعوا مسجد کم تملؤوہ.

عن ابی قتادۃ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مر علی بقوم قد اسسوا مسجداً لیبنوہ فقال اوسعوہ تملأوہ.

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ انصاری حضرات کے قریب سے گزرے جو مسجد بنا رہے تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ذرا

مسجد کو وسیع اور کشادہ بناؤ، کہ تم لوگ بھر دو گے (یعنی آئندہ تمہاری آبادی)۔
(مجمع:۱۱/۲)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ آپ ﷺ ایک قوم کے پاس سے گزرے جنھوں نے مسجد کی بنیاد ڈالی تھی، تو آپ نے فرمایا کشادہ بنانا، کہ تم بھر دو گے۔ (سنن کبریٰ:۴۳۹)

فَائِدَة: خیال رہے کہ مسجد کو مزین کرنے کے بجائے مسجد کو وسیع تر اور کشادہ کرنے کا حکم ہے اور اس کی حکمت ظاہر ہے کہ آبادی میں ہمیشہ اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ چھوٹی مسجد بعد میں تنگ ہو جاتی ہے پھر اضافہ میں مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔ اس لئے شروع سے اس کا خیال رکھا جائے، مزید مسجد کی کشادگی سے دوسری اور ضرورتیں، وضوخانہ، غسل خانہ اور دیگر وقتی ضرورتوں میں سہولت ہوتی ہے۔

بازار یا راستہ پر بیٹھنا ممنوع ہے مسجد میں یا گھر میں بیٹھے

عن واثلة قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم شر المجالس الاسواق و الطرق وخير المجالس المساجد و ان لم تجلس فى المسجد فالزم بيتك.

حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بازار اور راستے کی مجلس بدترین مجلس ہے، بہترین مجلس مسجد ہے، اگر مسجد میں نہ بیٹھو تو پھر گھر میں رہو، (بازاروں اور راستوں پر مت مجلس لگاؤ)۔ (مجمع صفحہ:۶/۲)

فَائِدَة: دیکھئے بازاروں اور راستوں کی بیٹھک پر کس قدر وعید ہے۔ یہ مجالس گناہ کے اڈے ہیں اوباش، آزاد فساق وفجار کے یہ خاص مقامات ہیں۔ یہاں بیٹھ کر حرام نگاہوں کو استعمال کرتے ہیں، بے پردہ عورتوں سے حظ حاصل کرنا عموماً ان کے مقاصد ہوتے ہیں جو آنکھ کا زنا ہے۔ آج کل آزاد نوجوان طبقوں کو دیکھیں گے ان

جگہوں پر بھیڑ لگاتے ہیں۔ بسا اوقات گزرنے والوں کو اذیت اور پریشانی ہوتی ہے۔اسی لئے آپ ﷺ نے ایسی مجلس کو بدترین مجالس فرمایا ہے اہل علم وفضل کو تو ایسی مجلسوں سے سخت اجتناب چاہئے۔

مسجد کا نگراں خدا کو محبوب

عن ابن عباس (مرفوعاً) ان اللّٰہ اذا احب عبداً جعله قيّمَ مسجد و اذا ابغض عبداً جعله قيم حمام.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ پاک جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اسے مسجد کا خادم اور نگراں بنادیتا ہے اور جب کسی بندے سے بغض ناراض رہتا ہے تو اسے حمام خانے کا خادم ونگراں بنادیتا ہے (کنز العمال: ۶۵۳)

فائدہ: مسجد کا نگراں مسجد کا خادم ہے۔ جو مسجد کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ امامت کا موذن کا، صفائی کا وضو وغسل وطہارت کا انتظام کرتا ہے۔ روشنی، صف اور دیگر امور جس کی مسجد میں ضرورت پڑتی ہے۔ اس کی خدمات انجام دیتا ہے۔ ایسا بندہ خدا کو محبوب اور پسندیدہ ہے چونکہ خانہ خدا کی خدمت کرتا ہے۔ اور ایسی خدمت اور ایسا انتظام باعث فضیلت ہے گویا مسجد کے متولی ٹرسٹی اور سکریٹی کی خدمت کی فضیلت ہے جو مساجد کی ضرورتوں کا انتظام اور اس کے خدمات انجام دیتے ہیں۔

قریب المسجد گھر کی فضیلت

عن حذيفة رضى اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فضل الدار القربية من المسجد على الدار الشاسعة كفضل الغازى على القاعد.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا قریب مسجد کے جو گھر ہو دور گھر کے مقابلہ میں وہ ایسا ہے جیسے غازی کو فضیلت حاصل ہے گھر

بیٹھنے والے پر۔ (مسند احمد، الفتح:۳/۴۹، مجمع الزائد:۲/۱۶)

فَائِدَہ: مراد ایسے لوگ ہیں جو مسجد کے قریب رہنے کی وجہ سے مساجد کے اعمال میں ان کو شرکت کا موقعہ زیادہ ملے گا۔ اسی طرح مسجد کے حقوق کے ادا کرنے میں بھی ان کو سہولت ملے گی دور والوں کے مقابلے میں مسجد کی، خدمت بھی ان سے زیادہ ہونے کا امکان ہے، مسجد کے قریب حق ہو اور مسجد کے حق کو پامال کرتے ہوں تو ایسے لوگ اس فضیلت کے حامل نہیں۔

مسجد سے دور رہنے والوں کو ثواب زیادہ

عن جابر بن عبداللّٰہ قال خلت البقاع حول المسجد فار ادبنو سلمہ ان ینتقلوا الی قرب المسجد فبلغ ذلک رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال لھم انہ بلغنی انکم تریدون ان تنتقلوا قرب المسجد قالوا نعم یا رسول اللّٰہ قد اردنا ذلک فقال یا بنی سلمہ دیارکم تکتب آثارکم دیارکم تکتب آثارکم.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ مسجد (نبوی) کے ارد گرد علاقے جب خالی نظر آئے تو قبیلہ بنو سلمہ کے لوگوں نے ارادہ کیا کہ ہم لوگ مسجد کے قریب منتقل ہو جائیں تو نبی پاک ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے ان سے فرمایا کہ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ تم لوگ مسجد کے قریب منتقل ہونا چاہتے ہو۔ انہوں نے کہا ہاں اے اللہ کے رسول ﷺ ہم نے ایسا ہی ارادہ کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے گھروں سے (جو قدم اٹھتے ہیں مسجد کی جانب) اس کی نیکیاں لکھی جاتی ہیں تمہارے قدموں کے نشانات کی نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ (مسلم:۲۳۵ مشکوۃ:۶۸)

جو زیادہ دور اس کو زیادہ ثواب

عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم

قال الا بعد فالا بعد من المسجد اعظم اجراً.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو مسجد سے جتنا زیادہ دور ہوگا اس کا ثواب اتنا ہی زیادہ ہوگا۔

(حاکم، کنز العمال: ۷/۵۵۹، ابوداؤد: ۸۲)

فائدہ: جتنے قدم نماز کی جانب مسجد جاتے ہوئے اٹھیں گے اس کا ثواب ملے گا ظاہر ہے دور رہنے سے زیادہ قدم اٹھیں گے، تو زیادہ ثواب ملے گا، اسی ثواب کی وجہ سے آپ نے منع کیا۔

بدبودار چیز مسجد میں نہ لائے اور نہ کھا کر آئے

عن جابر رضى الله عنه قال (رسول الله صلى الله عليه وسلم) من اكل من هذه الشجرة المنتنة فلا يقر بن مسجدنا فان الملائكة تاذى مما يتاذى منه الانس.

عن ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من اكل من هذه البقلة فلا يقربن مسجدنا حتى يذهب ريحها يعنى الثوم.

عن جابر بن عبد الله قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من اكل ثوما او بصلا فليعتزل مسجدنا وليقعد في بيته.

عن عبد الله بن زياد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اكل من هذه الشجرة فلا يقربن مساجدنا.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو اس بدبو دار درخت (لہسن پیاز) سے کچھ کھائے وہ ہماری مسجد نہ آئے کہ ملائکہ بھی اس سے تکلیف محسوس کرتے ہیں جس سے انسان کو تکلیف ہوتی ہے۔ (مسلم: ۲۰۹)

حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو اس درخت سے کھائے

وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے جب تک کہ اس کی بودونہ ہوجائے۔ (مسلم:۲۰۹)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو پیاز لہسن کھائے وہ مجھ سے دور رہے۔ ہماری مسجد سے دور رہے، وہ گھر بیٹھا رہے۔
(مسلم:۲۰۹، مجمع:۱۷)

حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو اسے کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔ (مجمع:۲/۱۷)

مسجد سے نکال باہر فرمادیتے

عن عمر ابن الخطاب رضی اللّٰه عنه قال رأيت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم اذا وجد ريحهما من الرجل فى المسجد أمر به فاخرج الى البقيع فمن اكلهما فليتمهما طبخاً.

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کو دیکھا کہ جب کسی آدمی میں پیاز لہسن کی بدبو محسوس فرماتے اور وہ مسجد میں ہوتا تو حکم فرماتے اسے مسجد سے باہر بقیع (قبرستان جو مسجد کے قریب ہے) کی جانب کر دیا جاتا۔ پس اسے کھائے اور اس کی بو کو پکا کر ماردے۔ (مسلم:۲۱۰، ترغیب:۱/۲۲۴)

فائدہ: ان تمام روایتوں سے معلوم ہوا کہ پیاز لہسن مولی اور دیگر تمام بدبودار اشیاء سے مسجد کو محفوظ رکھنا لازم ہے۔ لہٰذا ان چیزوں کو کھا کر مسجد میں آنا درست نہیں۔ اسی حکم میں بیڑی سگریٹ اور حقہ وغیرہ جن سے منہ میں بدبو پیدا ہوتی ہے۔

درست نہیں۔ مجالس الابرار میں ہے کہ بیڑی سگریٹ حقہ وغیرہ پی کر آنے والے کو مسجد سے باہر نکال دینا درست ہے۔ علامہ نووی نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ اس ممانعت میں وہ تمام اشیاء داخل ہیں جو بدبو پیدا کرتی ہوں یا باعث بدبو ہو۔
(شرح مسلم:۱/۲۰۹)

اسی حدیث سے محشی ترغیب نے حقہ اور سگریٹ نوشی کو ناجائز قرار دیا ہے۔ (۲۲۴/۱)

چنانچہ بیڑی سگریٹ حقہ اسی وجہ سے مکروہ تحریمی ہے۔ اسی سے معلوم ہوا کہ مٹی کا تیل مسجد میں جلانا درست نہیں لہٰذا لالٹین کا استعمال مسجد کی حد میں ناجائز ہے۔ اسی طرح مسجد میں افطار میں پیاز کا بھیجنا۔ یا افطاری میں پیاز کا استعمال مکروہ ہے۔

آپ ﷺ مسجد کی صفائی فرماتے

عن يعقوب بن زيد ان النبى صلى الله عليه وسلم كان يتبع غبار المسجد بجريدة عن ابى سعيد الخدرى ان النبى صلى الله عليه وسلم رأى نخامة فى قبلة المسجد فحكها بحصاة.

حضرت یعقوب بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی پاک ﷺ کھجور کی شاخوں سے مسجد کا غبار صاف فرماتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ: ۳۹۸)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے مسجد میں قبلہ کی جانب دیوار پر تھوک (بلغم وغیرہ) دیکھا تو اسے ایک ٹھیکرے سے کھرچ کر صاف کر دیا۔ (مسلم: ۲۰۷)

فَائِدَۃ: مسجد کو آپ ﷺ نے صاف رکھنے کا حکم دیا اور اس کی تاکید فرماتے تھے کہ مسجد کو پاک صاف نظیف رکھو اگر کسی مقام پر گندگی اور نظافت کے خلاف کوئی بات دیکھتے تو اسے خود صاف فرمادیتے علامہ شعرانی نے کشف الغمہ میں لکھا ہے کہ اگر آپ ﷺ مسجد میں تھوک وغیرہ دیکھتے تو اپنے ہاتھوں سے صاف کر دیتے پھر زعفران منگا کر اسے مل دیتے اور تھوک لگانے والے پر غصہ ہوتے (کشف الغمہ: ۸۰)

آپ ﷺ (اسی صفائی کی پیش نظر جھاڑو کا حکم دیتے اور فرماتے کہ مسجد میں جھاڑو دینا جنت کی حوروں کا مہر ہے۔

مسجد میں تھوک رینٹ وغیرہ دیکھتے تو فوراً خود صاف فرماتے

عن عبد اللّٰہ بن عمر ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رأى بصاقا فى جدار القبلة فحكه ثم اقبل على الناس فقال اذا كان احدكم يصلى فلا يبصق قبل وجهه فان اللّٰه سبحانه قبل وجهه إذاصلى.

إن أبا هريرة و ابا سعيداً خبراه ان رسول اللّٰہ صلى اللّٰہ عليه وسلم راى نخامة فى حائط المسجد فتناول رسول اللّٰہ صلى اللّٰہ عليه وسلم حصاة فحتها ثم قال اذا تنخم احدكم فلا يتنخم قبل وجهه ولا عن يمينه وليبصق عن يساره و تحت قدمه اليسرى.

حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے مسجد میں تھوک بلغم وغیرہ دیکھا جو قبلہ کی دیوار پر تھا آپ نے اسے کھرچ دیا اور لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کوئی نماز پڑھتا ہوا قبلہ کی جانب نہ تھوکے کہ خدائے پاک کا رخ قبلہ کی جانب ہوتا ہے جب وہ نماز پڑھتا ہے۔ (بخاری:۵۸،نسائی:۱۱۹)

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ آپ نے قبلہ کی جانب ناک رینٹ دیکھا تو ایک پتھر لے کر کھرچ دیا اور فرمایا اگر کوئی ناک چھنکے تو قبلہ کی جانب اور دائیں جانب نہ چھنکے بلکہ اپنے بائیں جانب چھنکے یا بائیں پیر کے نیچے (اور اسے کپڑے یا کسی چیز سے مسل کر ختم کر دے)۔ (بخاری:۵۹)

خام مسجد ہو تو کھرچ کر زمین میں دفن کر دے

انس بن مالك قال قال النبى صلى اللّٰه عليه وسلم البزاق فى

المسجد خطيئة و كفارتها دفنها.

ابا هريرة عن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم قال اذا قام احدكم الى الصلاة فلا يبصق امامه فانها يناجى اللّٰه مادام فى مصلاه ولا عن يمينه فان عن يمينه ملكاً و ليبصق عن يساره او تحت قدمه فيدفنها.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: مسجد میں تھوکنا ناک ڈالنا گناہ ہے اس کا کفارہ دفن کرنا ہے۔ (بخاری:۵۹، نسائی:۱۱۸)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز میں ہو تو اپنے سامنے نہ تھوکے کہ جب تک وہ نماز میں رہتا ہے خدائے پاک سے مناجات میں رہتا ہے نہ دائیں جانب تھوکے کہ اس کی دائیں جانب فرشتے رہتے ہیں بلکہ بائیں جانب تھوکے اور پیر کے نیچے اسے دفن کردے۔ (بخاری:۵۹)

فَائِدَہ: اس زمانے میں چونکہ مسجدیں پختہ ہوتی ہیں اس لئے اپنے رومال اور کپڑے ہی میں پونچھ لینا مناسب ہے۔

بائیں پیر سے مسل دے

عن ابن العلاء عن ابيه قال رأيت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم تنخع فدلكه برجلها ليسرىٰ.

حضرت ابوالعلاء بن شخیر نے کہا کہ میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ چھنکا اور بائیں پیر سے مسل دیا۔ (نسائی:۱۱۹، ابوداؤد:۶۹)

فَائِدَہ: خیال رہے کہ اس فرش کے متعلق ہے جو مٹی یا خام ہو فوراً اسے جذب کرکے خشک کردیتی ہے اور عرب کی سخت گرمی گویا اسے جلا دیتی ہے، آجکل کی مسجدوں میں جو کہ پختہ اور سمینٹیڈ اور خوشنما چکنے پتھروں سے بنی ہوتی ہے یہ طریقہ

درست نہیں بلکہ اپنے کپڑے سے صاف کر کے بعد نماز اسے دھو ڈالے۔ اب اس دور میں نہ بائیں جانب تھوکنے کی اور نہ پیر سے ملنے کی اجازت ہے کہ اس سے اور مسجد گندی ہوگی۔

ایسے احوال والے شخص کو چاہئے وہ رومال یا کوئی کپڑا ضرور رکھے اور بوقت ضرورت اسے کام میں لائے، چنانچہ کپڑے میں ملنے کا ذکر بخاری میں ہے (ص ۵۹)

گندگی صاف کرنے کے بعد خوشبو وغیرہ مل دینا

عن انس بن مالك قال راى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم نخامة فى قبلة المسجد فغضب حتى احمر وجهه فقامت امرأة من الانصار فحكتها وجعلت مكانها خلوقا قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ما احسن هذا.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بجانب قبلہ ناک کی ریزش دیکھا تو آپ مارے غصہ کے لال ہوگئے۔ (ایک انصاری عورت نے یہ حال دیکھا) تو انصاری عورت کھڑی ہوئی اور اسے کھرچ دیا اور اس کی جگہ عطر مل دیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا بہت اچھا کیا۔ (ابن ماجہ: ۵۵، نسائی: ۱/ ۱۱۹)

تھوک رینٹ وغیرہ اپنی چادر یا کپڑے میں مل لے

انساً قال قال النبى صلى اللّٰه عليه وسلم لا يتغلبن احدكم بين يديه ولا عن يمينه ولكن عن يساره او تحت رجله اليسرىٰ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: قبلہ کی جانب نہ تھوکے نہ دائیں جانب۔ ہاں مگر بائیں جانب یا پیر کے نیچے تھوکے۔

(بخاری: ۱/ ۵۹)

فَائِدَة: قبلہ کا احترام اور اکرام اہل ایمان کا فریضہ ہے، اس کا اکرام یہ ہے کہ اس

کی جانب نہ تھوکے عموماً لوگ تھوکنے میں اس سے احتیاط نہیں کرتے، اسی طرح اس کی جانب پیر نہ پھیلائے، کہ بے ادبی ہے۔

قبلہ کی جانب تھوکنے کی سزا

عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنھما قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یبعث صاحب النخامۃ فی القبلۃ یوم القیمۃ وھی فی وجھہ.

عن حذیفۃ رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من تغل تجاہ القبلۃ جاء یوم القیمۃ وتفلتہ بین عینہ. (ابوداؤد، ابن خزیمۃ، ابن ماجہ)

عن عبد اللّٰہ بن عمر ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رای بصاقاً فی جدار القبلۃ فحکہ ثم اقبل علی الناس فقال اذا کان احدکم یصلی فلا یبصق قبل وجھہ اذا صلی.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو ناک کی ریزش قبلہ کی جانب کی گئی لوگتی وہ قیامت کے دن اس کے چہرے پر (پھینک) ڈال دی جائے گی ہوگی۔ (کشف الاستار:۲۰۸، ترغیب:۲۰۱)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو قبلہ کی جانب تھوکے گا وہ قیامت دن اس حال میں آئے گا کہ تھوکا ہوا اس کے دونوں آنکھوں کے درمیان ہوگا۔ (ترغیب:۲۰۱)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے قبلہ کی جانب تھوک (بلغم) دیکھا تو اسے کھرچ دیا، اور لوگوں پر متوجہ ہوئے اور فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہے تو قبلہ کے رخ میں نہ تھوکے کہ اللہ پاک قبلہ رخ ہوتے ہیں

(گویا کہ) جب بندہ نماز پڑھتا ہے۔ (مسلم:۲۰۷)

فَائِدَہ: قبلہ رخ کعبہ ہے، اور کعبہ خانہ خدا ہے، اس کا احترام اور اکرام ہر مؤمن کا اولین فریضہ ہے، خصوصاً مساجد اور نماز کی حالت میں تو اس کا اکرام اور زائد ہو جاتا ہے۔

برکۃً کسی بزرگ سے نماز پڑھوا کر اپنے لئے نماز کی جگہ بنانا

عن أنس بن مالك رضى الله عنه ان عتبان بن مالك ذهب بصره فقال يا رسول الله صلى الله عليه وسلم لو جئت صليت فى دارى او قال فى بيتى لا تخذن مصلاك مسجدا فجاء النبى صلى الله عليه وسلم فصلى فى داره.

عن انس بن سيرين قال سمعت انس بن مالك قال كان رجل من الانصار ضخما لا يستطيع ان يصلى مع النبى صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله انى لا استطيع ان اصلى معك فصنع له طعاما و دعا النبى صلى الله عليه وسلم اليه و بسطوا له حصيرا و نضحوه فصلى عليه ركعتين.

عن انس بن مالك قال صنع بعض عمومتى للنبى صلى الله عليه وسلم طعاماً فقال للنبى صلى الله عليه وسلم انى احب ان تاكل فى بيتى و تصلى فيه قال فاتاه و فى البيت فحل من هذه الفحول فامر بناحية منه فكنس ورش فصلى و صلينا معه.

حضرت انس بن مالک ذکر کرتے ہیں کہ حضرت عتبان بن مالک جو کہ نابینا تھے انہوں نے آپ ﷺ سے کہا اے اللہ کے رسول آپ ہمارے گھر میں آکر نماز پڑھ دیں۔ تو میں اسی جگہ کو (برکۃً) اپنے لئے نماز کی جگہ بنالوں، چنانچہ آپ ان کے

گھر تشریف لے گئے۔ (مسند احمد، الفتح الربانی: ۸۱/۳)

ابن سیرین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ قبیلہ انصار کے ایک لحیم شحیم شخص نے جو آپ کے ساتھ (مسجد نبوی میں) میں نماز نہیں پڑھ سکتے تھے کہا اے اللہ کے رسول میں آپ کے ساتھ نماز نہیں پڑھ سکتا (کہ انصاریوں کے مکان سے مسجد فاصلہ پر تھی) انہوں نے کھانا بنایا، اور نبی پاک ﷺ کی دعوت فرمائی، چٹائی بچھادی اور اسے صاف کر دیا، آپ نے دو رکعت نماز پڑھ دی۔

(مسند احمد الفتح: ۸۲/۳)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ کی بعض پھوپھیوں نے کھنا بنایا، اور کہا کہ میں یہ چاہتی ہوں کہ آپ میرے گھر کھانا کھائیں اور نماز پڑھ دیں، چنانچہ آپ تشریف لائے ان کے گھر میں ایک پرانی چٹائی تھی گھر کے ایک کونے میں جھاڑو دے دیا گیا، پانی چھڑک دیا گیا (اور وہ چٹائی بچھادی گئی، آپ نے نماز پڑھی اور ہم لوگوں نے بھی آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔ (ابن ماجہ: ۵۵)

فَائِدَة: اس سے معلوم ہوا کہ اکابرین اور بزرگوں سے برکت حاصل کرنا مشروع اور سنت سے ثابت ہے غلو نہیں، لہٰذا اپنے گھر بلا کر ان کی دعوت کرے، دعائیں حاصل کرے، قیام کی درخواست کرے، کہ اس کی برکت سے نماز بھی پڑھنے کا موقعہ ملے گا، بچوں کو ان سے مانوس کرائے، ان سے ان کے حق میں صلاح کی دعائیں کرائے، اکثر بیشتر ان کو گھر بلاتا رہے، ان کی عبادت اور دعاؤں سے گھر میں برکت ہوگی، صالحین کی برکت سے دنیاوی سہولتیں بھی میسر ہوتی ہیں۔ خیال رہے کہ مردوں کے بجائے زندوں سے فائدہ حاصل ہوگا۔

فرائض کے لئے مساجد اور نوافل کے لئے گھر بہتر ہے

عن زید بن ثابت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال افضل

صلاتكم فى بيوتكم الا المكتوبة.

عن ابن عمر قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم اجعلوا فى بيوتكم من صلاتكم ولا تتخذوها قبورا.

عن عمر الفريضة فى المسجد والتطوع فى البيت.

حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا فرض نماز کے علاوہ نماز (نفل) گھر میں افضل ہے۔ (نسائی، ترمذی:۱۰۲)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کچھ نمازیں اپنے گھروں میں پڑھا کرو اسے قبرستان مت بناؤ۔ (بخاری:۱۵۸، مسلم، ترغیب:۲۷۸)

حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا فرائض مسجد میں پڑھے جائیں اور نوافل گھروں میں۔

(کنز العمال:۱۷۷، اتحاف المہرہ:۱۹۵، مطالب عالیہ:۱۴۶)

مسجد نبوی کی فضیلت کے باوجود آپ نوافل گھر میں پڑھتے

عن عبد اللّٰه بن مسعود رضى اللّٰه عنه قال سألت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ايما افضل الصلاة فى بيتى او الصلاة فى المسجد قال الا ترى الى بيتى ما اقربه من المسجد فلأن اصلى فى بيتى احب الى من ان اُصَلِّيَ فى المسجد الا ان تكون صلاة مكتوبة.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ سے میں نے پوچھا نماز (نفل) اپنے گھر میں افضل ہے یا مسجد میں، آپ ﷺ نے فرمایا تم کیا نہیں دیکھتے مسجد سے میرا گھر کتنا قریب ہے، مجھے اپنے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ محبوب ہے، کہ میں مسجد میں نماز پڑھوں، ہاں یہ کہ فرض نماز ہو (کہ اس میں جماعت کی وجہ سے

مسجد افضل ہے)۔ (ابن خزیمہ، ابن ماجہ، ترغیب:۲۷۹)

فَائِدَۃ: آپ تمام نوافل گھر مبارک ہی میں پڑھتے تھے باوجودیکہ مسجد کے بالکل متصل آپ کا مکان تھا، نفل نماز مسجد میں افضل ہوتی تو آپ مسجد میں پڑھتے۔

اپنے گھر کو نماز کے نور سے منور رکھو

قال عمر سألت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فقال اما صلاة الرجل فی بیته فنور فنور وا بیوتکم.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، آدمی کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا نور ہے، پس اپنے گھروں کو نور سے منور کردو۔

(ابن خزیمہ، ترغیب:۲۷۹، ابن ماجہ:۹۸)

فَائِدَۃ: نماز اور تلاوت کے انوار سے گھر کو نورانی بنانے کی تاکید ہے، کہ ذکر و عبادات کے انوار سے گھر میں برکت ہو، شیاطینی اثرات گھر میں داخل نہ ہوں، گھر کی برکت کا بہترین ذریعہ تلاوت اور نماز ہے۔ تعویذ گنڈا نہیں جیسا کہ جہال کا طریقہ ہے۔

گھر کو قبرستان کی طرح مت بناؤ

عن ابن عمر قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اجعلوا فی بیوتکم من صلاتکم ولا تتخذوها قبوراً.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو، اسے قبرستان کی طرح مت بناؤ۔

(ترمذی:۱۰۳، بخاری:۱۵۸، مطالب عالیہ:۱۴۶)

فَائِدَۃ: مطلب یہ ہے کہ جس طرح مقبرہ اور قبرستان نماز ممنوع ہونے کی وجہ سے نماز کی برکت سے محروم ہے اسی طرح اپنے گھر کو نماز کے نور سے محروم نہ رکھو،

بعضوں نے اس سے لطیف اشارہ یہ بھی نکالا ہے کہ قبرستان سے جس طرح آدمی بلا کھائے پیئے واپس آتا ہے اسی طرح تمہارے گھر آنے والا بلا کھائے پیئے واپس نہ جائے، یعنی آنے والے کا چائے پانی سے اکرام کرے۔

کچھ نمازیں گھر میں بھی پڑھو اس سے گھر میں خیر و برکت ہوتی ہے

عن أبي سعيد الخدری عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال إذا قضی أحدکم صلاته فلیجعل لبیته منها نصیبا فان اللّٰه جاعل فی بیته من صلاته خیرا.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، جب تم نماز پڑھو تو گھر کے لئے بھی نماز کا حصہ بناؤ، (نفل یا سنت پڑھو) اس سے اللہ تعالیٰ تمہارے گھر میں بھلائی پیدا کرے گا۔ (ابن ماجہ: ۹۸ مسلم، ترغیب: ۲۷۸)

فَائِدَة: مردوں سے خطاب ہے کہ صرف مسجد میں نماز مت پڑھو گھروں کو بھی اپنی نمازوں سے روشن رکھو، کہ یہ گھر کے لئے نور برکت اور شیاطین سے حفاظت کا باعث ہے۔

نفل اور سنت نمازوں کا ثواب گھر میں زیادہ ہے

عن صهیب بن نعمان فضل صلاة الرجل فی بیته علی صلاته حیث یراه الناس کفضل المکتوبة علی النافلة. (کنز العمال)

عن صهیب صلاة التطوع حیث لا یراه من الناس احد مثل خمس و عشر ین صلاة حیث یراه الناس.

عن کعب بن عجرة ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم المغرب

فی مسجد بنی عبدالاشھل فلما فرغ رأی الناس یسبحون قال یا ایھا الناس انما ھذہ الصلوات فی البیوت. (کنز)

صہیب بن نعمان سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا گھر میں نفل نماز کا ثواب اس کے مقابلہ میں جہاں آدمی دیکھ رہے ہوں (مسجد میں) ایسا ہے جیسے فرض نماز نفل مقابلے میں (یعنی فرض نماز کی طرح ثواب ملتا ہے گھر میں پڑھنے سے)

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نفل نماز جہاں لوگ نہ دیکھ رہے ہوں ۲۵ رگناہ افضل ہے اس مقام سے جہاں دیکھ رہے ہوں۔

(کنز العمال: ۷/۷۷۱، ترغیب: ۲۸۰)

کعب ابن عجرہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے مغرب کی نماز قبیلہ بنی اشہل کی مسجد میں پڑھی لوگوں کو دیکھا کہ وہیں (مسجد میں) نوافل پڑھنے لگے تو آپ نے فرمایا لوگو یہ نمازیں گھر میں پڑھا کرو۔ (طحاوی: ۲۲۰، کنز العمال: ۷/۴۷۷)

فائدہ: خیال رہے کہ فرائض میں جماعت کے اہتمام کی وجہ سے مسجد میں جانے کا حکم ہے جس قدر جماعت زیادہ ہوگی اسی قدر ثواب زیادہ ہوگا۔ نوافل میں اصل اخفاء چھپانا ہے تنہائی میں اس کی زیادہ فضیلت ہے، اسی لئے گھر میں اس کی تاکید کی گئی ہے اور ثواب بھی زیادہ ہے ایسے جیسے فرض کا، اور ایک روایت میں ۲۵ ردرجہ مسجد سے زاید ہے۔

آپ ﷺ تمام نوافل اور سنتیں جو نماز فرائض کے بعد کی ہیں گھر میں پڑھتے تھے، مسنون بھی یہی ہے کہ سنتیں بھی گھر میں آکر پڑھے مگر یاد رہے کہ اس زمانہ میں فرائض کے بعد کی سنتیں کو پڑھ لے ہوسکتا ہے کہ گھر آنے کے بعد غفلت سے رہ جائے۔ مزید فقہاء نے بیان کیا ہے کہ مسجد میں اس وجہ سے پڑھے کہ عوام الناس یہ نہ سمجھیں کہ نماز کے بعد سنت نہیں ہے اس کی اہمیت نہیں ہے۔ وہ مطلقاً چھوڑنے کے عادی ہوجائیں۔ آپ نے نوافل اور دیگر عبادتوں ذکر وتلاوت وغیرہ سے گھر منور

کرنے کو کہا ہے، اس کے بڑے فوائد ہیں ملائکہ رحمت آتے ہیں شیاطین اجنہ اور جنات سے حفاظت ہوتی ہے۔ مصائب وحوادث کا دفاع ہوتا ہے جن گھروں میں قرآن اور نماز نہیں ہوتی ہے وہاں شیاطین اور اجنہ کا بسیرا ہوتا ہے، پھر تعویذ گنڈہ کے چکر میں لوگ پریشان ہوتے ہیں، اجنہ اور شیاطین سے گھر کی حفاظت کا بہترین ذریعہ تلاوت قرآن اور نماز ہے۔

مسجد سے زیادہ ربط وتعلق رکھنے والے اہل اللہ ہیں

عن انس قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عمار بیوت اللّٰه هم اهل اللّٰه.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مسجد کو آباد رکھنے والے (کثرت سے ربط وتعلق رکھنے والے اور اکثر اوقات مسجد میں گزارنے والے) اہل اللہ ہیں۔ (کشف الاستار، بزار: ۱/ ۲۱۷)

پل صراط پر گزرنے کی ضمانت

عن ابی درداء قال لتکن المساجد بیتك فانی سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول ان اللّٰه عزوجل ضمن لمن کانت المساجد بیته الا من و الجواز علی الصراط یوم القیامة.

حضرت ابو درداء فرماتے ہیں کہ مسجد تمہارے گھر کی طرح ہوجائے میں نے رسول پاک ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس کے لئے مسجد گویا گھر ہوجائے، خدائے پاک نے اس کی ضمانت لی ہے کہ وہ امن سے پل صراط پر سے قیامت کے دن گزر جائے گا۔ (بزاز: ۲۱۸، مطالب: ۱/ ۱۰۳)

اس کے مؤمن ہونے کی گواہی دے دو

عن ابی سعید عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال اذا

رایتم الرجل یعتاد المساجدفاشھدوا له بالایمان قال اللّٰه انما یعمر مساجد اللّٰه من آمن باللّٰه. الآیة

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم کسی آدمی کو مسجد میں کثرت سے دیکھو تو اس کے مؤمن ہونے کی گواہی دے دو، کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ مسجد کو آباد رکھنے والے وہ لوگ ہیں جو خدا پرست اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں۔ (ترمذی، ابن ماجہ: ۵۸، دارمی)

فَائِدَۃ: گھر سے تعلق اور محبت رکھنا گھر کے مالک سے تعلق اور محبت کی دلیل ہے۔ مساجد کے اعمال سے محبت رکھنے والا مسجد میں کثرت سے رہے گا، فاسق فاجر آزاد آدمی کی طبیعت مسجد میں کہاں لگ سکتی ہے، اس کے لئے تو مسجد قید خانہ ہے، اس لئے مسجد سے کثرت سے تعلق ایمان اور خدا سے متعلق ومحبت ہونے کی علامت ہے۔

ہماری امت کے راہب کون؟

عن عثمان بن مظعون فقال ائذن لنا فی الترھب فقال ان ترھب امتی الجلوس فی المساجد انتظار الصلاۃ.

حضرت عثمان بن مظعون کی روایت میں ہے کہ انہوں نے راہب بننے کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا۔ ہماری امت کی رہبانیت یہ ہے کہ مسجد میں بیٹھا جائے نماز کے انتظار کے لئے۔ (مشکوۃ: ۶۹)

فَائِدَۃ: راہب کا مقصد دنیا چھوڑ کر عبادت اختیار کرنا ہے چنانچہ مسجد میں بیٹھنے والا دنیا کے آلائشوں سے محفوظ رہتا ہے اور اس کے فتنوں سے محفوظ رہتا ہے یہی مقصد رہبانیت کا مسجد سے پورا ہو جاتا ہے اس لئے ایسے لوگ راہب کہلائے۔

مسجد سے انس رکھنے والے کو خدا سے انس

عن ابی سعید رضی اللّٰه عنه من الف المسجد الفه اللّٰه تعالٰی.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو مسجد سے انس رکھتا ہے خدائے پاک اس سے انس رکھتے ہیں۔ (کنز العمال: ۷/ ۶۴۹)

مسجد کو آباد رکھنے والے اہل اللہ ہیں

عن انس قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول: ان عمار بیوت اللّٰہ ھم اھل اللّٰہ عز وجل.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مسجد کو آباد رکھنے والے اہل اللہ ہیں۔ (مجمع الزوائد: ۳۳، کنز العمال: ۷/ ۶۵۹)

فائدہ: آباد رکھنے کا مطلب۔ عبادت۔ تلاوت ذکر اذکار سے اسے پر رکھتے ہیں۔ دوسرا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس کی نگرانی اور اس کی ضرورتوں کا خیال رکھتے ہیں تاکہ عبادت کے نظام میں خلل واقع نہ ہو۔

مسجد متقی لوگوں کا گھر ہے

عن ابی درداء قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان المساجد بیوت لمتقین و من کانت المساجد بیوتہ فقد ختم اللّٰہ لہ بالروح و الرحمۃ و الجواز علی الصراط الی الجنۃ.

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مسجد متقی لوگوں کا گھر ہے، اور جس کا گھر مسجد ہوگا، (یعنی عبادت ذکر ورحمت وغیرہ کی وجہ سے گھر کی طرح آمدورفت رکھے گا) اللہ پاک اس کے لئے رحمت مقرر کردے گا، اور پل صراط سے گزر کر جنت پہنچ جائے گا۔ (کنز العمال: ۶۵۹)

فائدہ: جس طرح آزاد فاسق وفجار کے مراکز بازار ہیں اسی طرح خوف خدا کے حاملین کا مقام عبادت کی جگہ مساجد ہیں۔

بشاشت اور مسرت الٰہی کا کون سزاوار

عن ابی هريرة عن النبی صلی اللّٰه عليه وسلم انه قال لا يوطن رجل مسلم المساجد للصلاة والذكر الا تبشبش اللّٰه به يعنی حين يخرج من بيته كما يتبشبش اهل الغائب بغائبهم اذ قدم عليهم.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو مسلمان نماز کے لئے مسجد کو اپنے سے لگائے رکھتا ہے۔ (الفت اور کثرت سے آمد و رفت رکھتا ہے) جب گھر سے نکل کر آتا ہے تو خدا کو ایسی خوشی ہوتی ہے جیسے کسی غائب شخص کے آنے سے گھر والوں کو۔ (مسند احمد فتح: ۵۰/۳)

فَائِدَہ: دیکھئے مسجد سے تعلق رکھنے والوں کی کتنی فضیلت معلوم ہوتی ہے، کیوں نہیں خدا نے ان کے اہل ایمان ہونے کی شہادت دی ہے۔

عرش کے سایہ میں جگہ پانے والا

عن ابی هريرة عن النبی صلی اللّٰه عليه وسلم قال سبعة يظلهم اللّٰه فی ظله يوم لا ظل الا ظله الامام العادل و شاب نشأ فی عبادة ربه و رجل قلبه معلق فی المساجد ورجلان تحابا فی اللّٰه اجتمعا عليه و تفرقا عليه و رجل طلبته ذات منصب و جمال فقال انی أخاف اللّٰه و رجل تصدق اخفاءً حتی لا تعلم شماله ما تنفق يمينه و رجل ذكر اللّٰه خاليا ففاضت عيناه.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ۷ لوگ اس دن (عرش) خدا کے سایہ میں ہوں گے جس دن اس کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (۱) انصاف سے حکومت کرنے والا بادشاہ (۲) وہ جوان جس کی زندگی و عمر عبادت اور

طاعت الٰہی میں گزر رہی ہو (۳) وہ آدمی جسکا دل جب مسجد سے نکلے تو مسجد میں لگا رہتا ہو (کہ کب اذان ہو اور مسجد میں جائیں۔ یا دنیاوی امور سے فارغ ہوں تو مسجد میں جا کر عبادت میں لگ جاؤں) (۴) وہ دو آدمی جو اللہ ہی کے واسطے جمع ہوئے اور اللہ ہی کے واسطے ایک دوسرے سے جدا ہوئے (۵) وہ آدمی جس کو تنہائی میں خدا کی یاد سے رونا آجائے۔ (۶) وہ آدمی جسے حسن وحسب والی عورت نے گناہ پر آمادہ کیا اور یہ محض خوف خدا سے بچ گیا۔ (۷) وہ آدمی جس نے اس طرح اخفا اور چھپا کر صدقہ کیا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی پتہ نہ چلا۔ (یعنی خیرات کرنے کا کسی سے ذکر نہ کیا۔) (بخاری:۹۱، مسلم:ص)

فَائِدَہ: حافظ ابن حجر نے اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اگرچہ وہ مسجد سے باہر ہو مگر مسجد میں اس کا دل معلق ہو، اکثر وبیشتر مسجد میں رہتا ہو یعنی مساجد کے اعمال کے متعلق ہو۔ بعضوں نے بیان کیا مسجد سے اس کو محبت ہو۔ بعضوں نے یہ مفہوم بھی لیا ہے کہ مسجد سے نکلنے کے بعد کے بعد جب تک مسجد میں پھر نہ آجائے دل لگا رہے۔ (فتح الباری:۱۴۵)

اللہ پاک اس کا کفیل وکارساز

عن ابی الدرداء قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول المسجد بیت کل تقی و تکفل اللّٰہ لمن کان المسحد بیته بالروح و الرحمة و الجوازعلی الصراط الی رضوان اللّٰہ الی الجنة.

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: مسجد ہر متقی پرہیزگار کا گھر ہے۔ جس کا قلب وروح مسجد سے لگا رہے اللہ پاک اس کا کفیل ہے۔ وہ اس پر رحم فرمائے گا اور پل صراط پر سے گزر کر اپنی رضا کی جگہ جنت پہنچائے گا۔ (مجمع الزوائد:۲۲)

فَائِدَہ: قلب وروح مسجد اور جائے؛ عبادت لگا رہنا خدا کیساتھ تعلق اور محبت اور اس کی عبادت کے اہتمام سے ہے، جو جنت کے اعمال میں سے ہے۔

جس کے دوست اور ہم نشین فرشتے

عن ابی ھریرة عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ان للمساجد اوتاداً الملائکة جلساؤھم ان غابوا یفتقدونھم وان مرضوا عادوھم و ان کانوا فی حاجة اعانوھم.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مساجد کے کھونٹے (جن کا دل مسجد میں لگا رہے) وہ لوگ ہیں جن کے فرشتے ہمنشیں ہیں۔ اگر وہ غائب (کہیں چلے جائیں تو محبت کے مارے) وہ ملائکہ ان کو تلاش کریں اگر بیمار پڑ جائیں تو فرشتے ان کی عیادت اور تیمارداری کریں۔ اگر کوئی ضرورت ہو تو فرشتے ان کی مدد کریں۔ (مجمع الزوائد: ۲/۲۲)

فَائِدَہ: مساجد میں فرشتوں کی آمد اور ان کا قیام رہتا ہے، اور جو مساجد سے زیادہ تعلق رکھتے ہیں مساجد کے اعمال عبادت تلاوت و ذکر وغیرہ میں مصروف رہتے ہیں فرشتوں کے مصاحب ہوتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ مخلص مصاحب ایک دوسرے کو تلاش کرتے ہیں، اور انس حاصل کرتے ہیں۔

اللہ کے گھر میں جو جائے اس کا اکرام

عن بن مسعود قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ان بیوت اللّٰه فی الارض المساجد و ان حقا علی اللّٰه ان یکرم الزائر.

من حدیث سلیمان مرفوعاً من توضأ فی بیته فاحسن الوضو ثم أتی المسجد فھو زائر اللّٰه تعالٰی.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ

مساجد اللہ کے گھر ہیں اللہ پاک کا حق ہے کہ اپنے گھر میں آنے والے کا اکرام کرے۔ (اتحاف:۳/۳۰،مجمع الزوائد:۲/۲۲)

حضرت سلیمان سے مرفوعاً روایت ہے کہ جو اپنے گھر میں وضو کرے اور اچھی طرح کرے۔اور پھر مسجد آئے تو وہ اللہ کا زائر ہے،یعنی مہمان ہے

فَائِدَہ: جس کی زیارت کو جائے اس کا حق ہے کہ وہ آنے والے کا اکرام کرے۔ (اتحاف السادۃ:۳/۳۰)

مسجد کو اختیار کرنے کا حکم

وعن معاذ بن جبل ان نبی اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال ان الشیطان ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذ الشاۃ القاصیۃ و الناحیۃ فایاکم و الشعاب و علیکم بالجماعۃ و العامۃ و المسجد.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: شیطان انسان کا بھیڑیا ہے۔جس طرح بکری کا بھیڑیا الگ اور کنارے رہنے والی بکری کو پکڑ لیتا ہے۔لہٰذا تم تفریق سے بچو۔تم پر جماعت۔عام مؤمنین کے ساتھ اور مسجد لازم ہے۔(مجمع الزوائد:۲/۲۳)

فَائِدَہ: اس سے مراد نظام جماعت بھی ہوسکتا ہے،جس سے مسلمانوں کا اجتماعی نظام وابستہ ہے،اور اتحاد واتفاق بھی۔

مسجد کے اوتاد کون لوگ؟

وعن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال ان للمساجد اوتاداً الملائکۃ جلساء ھم ان غابو یفتقدوھم و ان مرضوا عادو ھم و ان کانوا فی حاجہ اعانوھم.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ

مساجد بھی اوتاد ہیں، جن کے ہمنشیں حضرات ملائکہ ہیں کہ اگر وہ کہیں (مسجد سے) چلے جاتے ہیں تو وہ ان کو تلاش کرتے ہیں اگر بیمار ہو جاتے ہیں تو ان کی عیادت کرتے ہیں اگر ان کو کوئی ضرورت ہوتی ہے تو وہ ان کی اعانت کرتے ہیں۔

(کنز العمال: ۵۸۰، مسند احمد، ترغیب: ۲۲۰)

فَائِدَة: صوفیاء کرام کے یہاں اوتاد بلند پایہ اولیاء کے اقسام میں سے ہے، ممکن ہے کسی اوتاد کی علامت اور وصف کی جانب اشارہ کیا گیا ہو۔

مساجد زمین پر خانۂ خدا ہیں

عمر بن میمون نے بعض صحابی سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا کہ یہ مساجد زمین پر خانۂ خدا ہیں۔ (مطالب عالیہ: ۱/ ۱۳۵)

فَائِدَة: مطلب یہ ہے کہ مسجد اللہ کے ذکر عبادت وتلاوت کے لئے ہے، اور یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ جس طرح گھر کا اکرام واعزاز مالک کے اعتبار سے ہوتا ہے اسی طرح خدا کے گھر ہونیکی حیثیت سے یہ قابل احترام واکرام ہے۔ یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ جس طرح گھر کا مالک صاحب خانہ ہوتا ہے اسی طرح یہ مساجد محض اللہ کی ملکیت ہے، بندہ کی ملکیت نہیں لہٰذا اب بندہ اس میں کوئی مالکانہ تصرف۔ فروخت کرنے کا یا بدلنے کا یا کسی کو ہبۂ دینے کا تصرف نہیں کرسکتا، اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ جس زمین پر ایک مرتبہ مسجد شرعی بن جاتی ہے۔ نماز اذان جماعت ہونے لگ جاتی ہے، تو وہ قیامت تک مسجد رہتی ہے۔ نہ حکومت نہ عام لوگ اس کی مسجدیت کو ختم یا بدل سکتے ہیں، خواہ اسی وقت یا کسی زمانہ میں اس میں نماز نہ ہوتی ہو۔

حتیٰ کہ اسے ڈھا کر زمین بوس بھی کردی گئی ہو تب بھی اس کی مسجدیت باقی رہے گی۔ اور زمین سے لے کر تحت الثریٰ تک وہ مسجد کی حیثیت سے باقی رہے گی۔

تعمیر منہدم ہو جانے کی صورت میں امت مسلمہ پر اس خانہ خدا کی تعمیر کی فرضیت باقی رہے گی۔ (مرقات: ۱۶۳)

خدا کی زمین پر مسجد شعائر اسلام ہے

عن عصام المزنی قال کان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم اذا بعث السریة بقول اذا رأیتم مسجداً اوسمعتم منادیاً فلا تقتلوا احداً. (مسند احمد: ۳/۴۴۸، طبرانی: ۱۷/۱۷۷، ترمذی: ۲۸۳)

حضرت عصام مزنی کی رویت ہے کہ آپ ﷺ جب کسی جماعت کو جہاد کے لئے بھیجتے تو فرماتے کہ جب تم (قوم یا علاقے میں) مسجد دیکھو تو یا اذان کی آواز سنو تو کسی کو قتل نہ کرو۔

فَائِدَہ: مسجد کا ہونا یا اذان کو ہونا اسلام اور مسلمان ہونے کی دلیل ہے، مسلم آبادی کی علامت ہے، اسی حدیث سے حجۃ الہند حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ نے مسجد کو شعائر اسلام میں داخل کیا ہے۔ اسلام کی مذہبی اساسی علامت ہے کہ مسجد کی وجہ سے آپ نے قتال سے روک دیا۔ (حجۃ اللہ البالغۃ: ۱۹۲)

اس لئے ہر مسلم آبادی اور علاقے والوں پر اس اسلامی اساس کو بنانا ضروری ہے، اس کے بغیر جمعہ اور جماعت جو اسلام کے اہم ارکان میں سے ہے کس طرح ادا کریں گے، اور اپنی اجتماعیت کو کس طرح باقی رکھیں گے۔

مسجد آخرت کے بازار ہیں

عن جابر قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم المساجد سوق من اسواق الآخرة من دخلها کان ضیفاً للّٰه تراه المغفرة و تحفته الکرامة فعلیکم بالرتاع قالوا یا رسول اللّٰه وما الرتاع قال الدعاء و الرغبة الی اللّٰه تعالٰی.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مساجد آخرت کے بازاروں میں سے ایک بازار ہے جو اس میں آتا ہے وہ خدا کا مہمان ہوتا ہے خدا کی میزبانی مغفرت ہے اس کا تحفہ کرامت ہے بس تم پر لازم ہے کہ اس میں چرلو پوچھا گیا اس میں چرنا کیا ہے آپ نے جواب دیا دعاء اور رغبت الی اللہ۔

(کنز العمال: ۷/۵۸۰)

فَائِدَہ: یعنی عبادات چونکہ رغبت الی اللہ کے اعمال عبادات واذکار ہیں، اس لئے اس کا حکم دیا گیا ہے۔

خدا کے پڑوسی کون؟

عن ابی سعید الخدری رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول اللّٰه عز وجل یوم القیامة این جیرانی فتقول الملائکة و من ینبغی ان یکون جارك فیقول عمار مساجدی.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے میرے پڑوسی کہاں ہیں فرشتے کہیں گے آپ کا پڑوسی کون ہوسکتا ہے خدا تعالیٰ جواب دیں گے مساجد کو آباد رکھنے والے۔

(کنز العمال: ۷/۵۷۸)

فَائِدَہ: ظاہر ہے مساجد کو آباد رکھنے والے عبادت وتلاوت و جماعت کا اہتمام رکھنے والے ہوں گے جو اللہ پاک سے تقرب اور قرب حاصل کرنے والے ہیں اور قریب ہونے والا پڑوسی ہوتا ہے اور آپ کو معلوم ہے کہ پڑوسی کا کیا حق ہوتا ہے۔

مسجد کا پڑوسی کون: اور اس کا کیا حق ہے

عن علی رضی اللّٰه عنه قال لا صلاة لجار المسجد فقیل له

ومن جار المسجد قال من اسمه المناوی. (سنن کبریٰ: ۳/ ۵۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مسجد کے پڑوسی کی نماز مسجد کے علاوہ میں نہیں ہوتی تو آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ مسجد کا پڑوسی کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا: جو مسجد کی اذان سن لے۔

(سنن کبریٰ: ۳/ ۵۷ کشف الغمہ: ۲۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مسجد کے پڑوس کی نماز مسجد کے علاوہ میں نہیں ہوتی۔ (سنن کبریٰ: ۳/ ۵۷، دار قطنی)

فائدہ: اس حدیث میں آپ ﷺ نے مسجد کا پڑوسی اس شخص کو قرار دیا ہے جو اذان سن لے۔ یعنی جس کا حق قریب ہونے کی وجہ سے جماعت میں حاضر ہونے کا ہو۔ یعنی اس کے محلے اور حلقے کی مسجد ہو کہ وہ جماعت میں شریک ہونے کے لئے جاتا ہو، یعنی اس کے محلے اور حلقے کی مسجد ہو کہ وہ جماعت میں شریک ہونے کے لئے جاتا ہو، اس کی حد آپ نے بیان کی کہ آذان کی آواز اس کے کان میں آجاتی ہو، جس سے اشارہ ہے کہ وہ زیادہ دور نہیں، ایسا شخص مسجد کا خدا کے گھر کا پڑوسی ہے، جس طرح پڑوسی کا حق ہوتا ہے اسی طرح ایسے لوگوں پر حق ہے کہ مسجد کی جماعت میں شریک ہوں، مسجد کی حفاظت اور اس کے خرچہ اور صرفہ کو برداشت کریں۔ اس کی خدمت اور نگرانی کریں، جو امام مؤذن کا انتظام کرے گا، اس کی نگرانی اور ضرورتوں کی جانب دھیان رکھے گا خدائے پاک بھی اس کی ضرورتوں کا خیال رکھیں گے اور وہ خدائے پاک کی خوشنودی حاصل کرے گا۔

اس حدیث پاک میں ہے کہ مسجد کے پڑوسی کی نماز مسجد کے علاوہ گھر میں نہیں ہوتی، اس میں تاکید ہے اور ترغیب ہے کہ قریب رہ کر بھی وہ بلا عذر کے غفلت اور سستی سے مسجد کی جماعت میں شریک نہ ہو کر گھر میں پڑھ لے تو اس کی نماز نہیں ہوتی یعنی کامل اور باعث ثواب نہیں ہوتی۔ یہ جماعت سے بے زاری اور دینی

غفلت کی بات ہے کہ قریب رہ کر بھی مسجد نہ آ سکا۔ اور جماعت جیسی اہم عبادت کے لئے اتنی بھی قربانی نہ دے سکا، تو پھر وہ ثواب کا حقدار کہاں؟

پس معلوم ہوا کہ مسجد دور دراز نہ ہو تو مسجد میں جماعت کا اہتمام چاہئے۔ کہ اس سے نماز کا ثواب ۲۷ ر گنا ہو جاتا ہے۔

ان تین مسجدوں کے علاوہ کسی مسجد کی طرف سفر کرنا جائز نہیں

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لا تشددوا الرحال الا الی ثلثۃ مساجد المسجد الحرام و مسجد الرسول و مسجد الاقصی.

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ سامان سفر نہ باندھا جائے (یعنی سفر نہ کیا جائے) مگر ان ۳ ر مساجد کی طرف:

① مسجد حرام کی طرف

② مسجد نبوی کی طرف

③ مسجد اقصی کی طرف (بخاری: ۱۵۸، ترمذی: ۷۵، ابن ماجہ، نسائی: ۱۱۴)

فَائِدَہ: بکثرت احادیث میں اسناد صحیحہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ان مساجد ثلثہ کے علاوہ کسی مسجد کی جانب سفر کرنے یعنی زیارات اور نماز پڑھنے کے لئے رخت سفر باندھنے سے منع فرمایا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان تین مساجد کے سوا دنیا کی تمام مساجد فضیلت اور ثواب کے اعتبار سے برابر ہیں۔ لہٰذا حصول ثواب اور فضیلت کے حصول کے لئے ان کے علاوہ اور کسی مسجد میں نماز پڑھنے کی غرض سے سامان سفر باندھنا اور سفر کرنا بے فائدہ، ممنوع ہے۔ علامہ عینی اس حدیث کی مزید شرح کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ بالقصد زیارت کی نیت سے ان تین مساجد کی طرف تو سفر کر سکتے ہیں اس کے علاوہ کی طرف کسی مسجد کی زیارت سے سفر نہیں

کر سکتے۔ سفر کی ممانعت ان مساجد ثلاثہ کے علاوہ سے متعلق ہے۔ دوسرے اور اسفار جو طلب علم کے لئے یا تجارتی مقاصد کے لئے یا جہاد کے لئے یا دیگر مباح مقاصد کے لئے سفر ہو اس کی ممانعت اس حدیث سے متعلق نہیں۔

(کذافی عمدۃ القاری:۲۵۴)

چنانچہ علامہ عینی لکھتے ہیں کہ ایک حدیث میں صاف واضح طور پر ممانعت مساجد ثلاثہ کے علاوہ سے ہی معلوم ہوتی ہے چنانچہ مسند احمد میں حضرت ابوسعید خدری کے واسطے سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، ہرگز مناسب نہیں کہ کوئی کسی مسجد میں ثواب کے ارادے سے نماز پڑھنے کے لئے سامان سفر باندھے ہاں مگر مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی کے ارادے سے سفر کرسکتا ہے۔

لہٰذا نبی پاک ﷺ کی قبر اطہر کی زیارت کے ارادے سے سفر کرنا جائز ہی نہیں بلکہ ثواب اور فضیلت وارد ہونے کی وجہ سے سنت اور محمود اور باعث ثواب ہوگا۔

علامہ عینی نے لکھا ہے کہ مسجد قبا کی زیارت بھی ممنوعات میں داخل نہیں، لہٰذا حجاج کرام اور دیگر حضرات کے لیے قباء کی زیارت اور نماز کے لئے جانا ممنوع نہیں بلکہ سنت اور باعث ثواب ہے، بلکہ یہاں جانے اور نماز بڑھنے کی تاکید اور فضیلت وارد ہے۔

سب سے پہلی مسجد

ابا ذر قال قلت یا رسول اللّٰہ ای مسجد وضع فی الارض اول. قال مسجد الحرام. قلت ثم ای قال المسجد الاقصی قلت کم کان بینهما قال اربعون سنة، ثم اینما ادرکتك الصلوة فصلیه فان الفضل فیه.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ سے پوچھا سب سے پہلی مسجد کون بنی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ مسجد حرام۔ پھر سوال کیا، پھر اس کے بعد کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر بیت المقدس۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے پھر پوچھا ان دونوں کے درمیان کتنی مدت کا فرق ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: چالیس سال۔ (تمہارے لئے ساری زمین نماز پڑھنے کی جگہ ہے)۔ پس جہاں نماز کا وقت آجائے پڑھ لو۔ فضیلت اسی میں ہے۔

(بخاری: ۴۷۷، مسلم: ۱۹۹، ابن ماجہ، نسائی: ۱۱۲، صحیح ابن خزیمہ: ۲/ ۶۸)

فَائِدَہ: خیال رہے کہ اس حدیث پاک میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ زمین پر بنا رہی جانے والی مسجدوں میں سب سے پہلی مسجد خانہ کعبہ مسجد حرام ہے۔ اس کے بعد دوسری مسجد بیت المقدس ہے۔ اور مسجد حرام کے چالیس سال بعد بیت المقدس بنی ہے۔

بظاہر اس مدت پر سوال ہوتا ہے کہ مسجد حرام کی تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اور بیت المقدس کی تعمیر حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمائی۔ اور ان دونوں کے درمیان تاریخی فاصلہ قریب ایک ہزار سال سے زاید ہے۔ پھر چالیس سال کی مدت کا کیا مطلب؟ اہل علم نے اس شبہ کے متعدد جوابات دیئے ہیں۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس سے مراد بالکل ابتدائی اساسی تعمیر ہے۔ مسجد حرام کی ابتدائی تعمیر حضرت آدم علیہ السلام نے کی اس کے بعد ان کی اولاد جو اس علاقے میں آئی انہوں نے قریب چالیس سال کے بعد مسجد اقصی کی تعمیر کی۔

(فتح الباری: ۶/ ۴۰۹، مرقات: ۱/ ۴۷۸)

❶ علامہ عینی نے عمدۃ القاری میں بھی یہ جواب دیا ہے۔ (۱۵/ ۲۶۲)

❷ علامہ عینی نے یہ بھی جواب دیا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اولاً بیت اللہ کی تعمیر کی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام بیت المقدس کی تعمیر کے لئے لے گئے۔ حافظ

نے لکھا ہے کہ دونوں کی بنیاد حضرت آدم علیہ السلام نے ہی رکھی۔

❸ حافظ نے یہ بھی لکھا ہے کہ جب بیت اللہ کی تعمیر کے بعد حضرت آدم علیہ السلام نے نماز پڑھنے کا رادہ کیا تو رخ بیت المقدس کا کرنے کو کہا گیا اس پر حضرت نے بیت المقدس کی تعمیر فرمائی کی ہماری بعض ذریات کا یہ قبلہ ہوگا۔

حافظ ابن حجر اور ملا علی قاری نے کہا کہ نہ تو اولاً حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی، نہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس کی بنیاد رکھی بلکہ دونوں حضرات نے تجدید کی ہے۔ (فتح الباری: ۴۰۹، مرقات: ۴۷۸)

ملا علی قاری نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام نے اولاً تعمیر کی اور ان دونوں کے درمیان ۴۰ رسال کا فرق تھا۔

(مرقات: ۱/ ۴۷۸)

خانہ کعبہ کی بنیاد اور تعمیر کے متعلق

ملا علی قاری نے ذکر کیا کہ زمین کی پیدائش سے دو ہزار سال قبل اسے پانی پر رکھا گیا اس کے بعد اس کے نیچے سے زمین کی ابتداء ہوئی۔ مجاہد نے بھی اس طرح ذکر کیا۔ اس زیادتی کے ساتھ کہا اس کی بنیاد ساتویں زمین کے نیچے ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں بھی ہے کہ زمین کی پیدائش سے قبل اسے پانی پر رکھا گیا۔ (مرقات: ۱/ ۴۷۸)

سب سے پہلے تعمیر ملائکہ نے تخلیق آدم علیہ السلام سے دو ہزار سال پہلے کی تھی اور اس کا مقصد بیت المعمور کی محاذات میں زمین میں ایک عبادت گاہ کا تعمیر کرنا تھا۔

(درس ترمذی: ۳/ ۱۳۱)

ابن کثیر نے البدایہ میں ذکر کیا ہے کہ خانہ کعبہ کی تعمیر ٹھیک بیت المعمور کے نیچے ہے کہ اگر بیت المعمور گرے تو ٹھیک اس کے نیچے گرے۔ (البدایہ: ۱/ ۱۶۳)

ملائکہ کی تعمیر کے بعد دوسری مرتبہ اس کی تعمیر حضرت آدم علیہ السلام نے کی۔ عطاء ابن مسیّب سے منقول ہے کہ زمین پر حضرت آدم علیہ السلام جب اتارے گئے تو وحی آئی کہ میرے لئے ایک گھر بناؤ اور اس کا طواف کرو جیسا کہ تم نے حضرات ملائکہ کو دیکھا کہ میرے عرش کا جو آسمان میں ہے چکر لگاتے ہیں۔ (القرطبی:۲/۱۲۶)

ماوردی نے حضرت ابن عباس سے یہ روایت کی ہے کہ جب آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر اتارے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے کہا۔ جاؤ میرے لئے ایک گھر بناؤ اور اس کا طواف کرو۔ (اس کی نشاندھی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کی) حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اپنے پر کو زمین پر مارا جس سے اس کی بنیاد زمین پر ابھر آئی جو نیچے کے ساتویں زمین سے تھی۔ (القرطبی:۱۲۶)

ملا علی قاری نے لکھا ہے حضرت آدم علیہ السلام جب زمین پر تشریف لائے تو ان کو تنہائی کی وحشت ہوئی تو اللہ پاک نے ان کو حکم دیا کہ میرے لئے زمین پر ایک گھر بناؤ۔ (مرقات:۱/۴۷۸)

حضرت ابن عباس اور قتادہ رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ اسے بھی زمین پر اتارا گیا۔ حضرت آدم اور ان کی اولاد طواف کرتی رہی یہاں تک کہ طوفان نوح کے وقت اسے آسمان پر اٹھالیا گیا۔

(مرقات، القرطبی:۲/۱۲۷)

طوفان نوح کے بعد اس کی تعمیر مشہور قول میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی، اور بعض روایات میں ہے کہ تیسری مرتبہ اس کی تعمیر حضرت آدم علیہ السلام کے بعض صاحبزادوں نے کی۔ اور چوتھی مرتبہ اس کی تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی۔ طوفان نوح سے اس کے نشانات مٹ چکے تھے۔ علامہ قرطبی نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بادل بھیجا جس کے سایہ کی مقدار اس کی تعمیر کا حکم دیا۔ (الجامع)

پانچویں مرتبہ اس کی تعمیر عمالقہ نے کی۔ چھٹی مرتبہ بنی جرہم نے کی۔ ساتویں

مرتبہ قصی ابن کلاب نے۔آٹھویں مرتبہ قریش نے کی۔جس کا ذکر صحاح میں ہے۔ نویں مرتبہ حضرت ابن زبیر نے کی۔ دسویں مرتبہ حجاج بن یوسف نے مثل قریش کے کی۔ گیارہویں مرتبہ ہارون نے ارادہ کیا تو امام مالک نے روک دیا۔اب اسی کی بناء ہے۔ گو مرمتیں بار بار ہوتی رہیں۔(درس ترمذی:۱۳۲/۳)

مسجد حرام میں ایک لاکھ کا ثواب

عن جابر ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال صلاۃ فی مسجدی افضل من الف صلاۃ فیما سواہ.

عن انس بن مالك قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صلاۃ الرجل فی بیتہ بصلاۃ و صلاتہ فی مسجد القبائل بخمس و عشرین صلاۃ و صلاتہ فی المسجد الذی یجمع فیہ بخمس مائۃ صلاۃ و صلاتہ فی المسجد الاقصی بخمسین الف صلاۃ و صلاتہ فی مسجدی بخمسین الف صلاۃ و صلاتہ فی المسجدالحرام بمائۃ الف صلاۃ. (ابن ماجہ)

عن ابی ہریرۃ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال صلاۃ فی مسجدی ھذا خیر من الف صلاۃ فیما سواہ الا المسجد الحرام. (بخاری: ۱۵۹)

عن عبد اللّٰہ بن زبیر قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صلاۃ فی المسجد الحرام افضل من الصلاۃ فی مسجدی ھذا بمائۃ الف صلاۃ. (مرقات: ۲۲۵)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مسجد حرام میں نماز کا ثواب دوسری مسجد کے اعتبار سے ایک لاکھ ہے۔(ابن ماجہ:۱۰۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: گھر میں نماز کا ثواب ایک درجہ ہے اور محلے کی مسجد میں ۲۵ گنا ہے اور جامع مسجد میں ۵۰۰ گنا ہے اور مسجد اقصی میں پچاس ہزار اور میری مسجد میں پچاس ہزار اور مسجد حرام میں ایک لاکھ گنا ہے۔ (ابن ماجہ:۱۰۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مسجد حرام کو چھوڑ کر میری مسجد میں نماز کا ثواب ایک ہزار کے برابر ہے۔

(بخاری:۱۵۹، ترمذی:۷۴)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مسجد حرام میں میری مسجد کے مقابلے میں ایک لاکھ گنا ہے۔ (احمد بزار، مرقات:۴۴۵)

فَائِدَۃ: ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ مسجد حرام میں نماز کا ثواب ایک لاکھ نماز کے برابر ہے احادیث مرفوعہ کے علاوہ آثار صحابہ سے بھی یہ ثابت ہے، حضرت عبداللہ بن زبیر نے منبر نبوی پر بیان کیا کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مسجد حرام میں نماز کا ثواب ایک لاکھ درجہ ہے دیگر مساجد کے مقابلے میں۔

(عمدہ:۷/۲۵۶)

اب رہی یہ بات کہ فرض کا ثواب زاید ہوتا ہے یا نفل کا امام طحاوی نے تصریح کی ہے کہ صرف فرض نماز کا ثواب زاید ملتا ہے۔ (طحاوی:۲/۷۳)

(جمہور کی بھی یہی رائے ہے) علامہ نووی فرض و نوافل دونوں کے قائل ہیں حافظ بھی اسی کے قائل ہیں۔ (مرقات:۴۴۶)

مالکیہ میں مطرف نوافل کو مانتے ہیں۔ (کذافی عمدۃ القاری:۲/۲۵۶)

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حرم کی ساری نیکیوں کا ثواب ایک لاکھ ہے حسن بصری کا بھی یہی قول ہے تمام عبادتوں کا ثواب ایک لاکھ ہے روزہ کا بھی ثواب ایک لاکھ ہے۔ (مرقات:۱/۴۴۶)

مسجد نبوی میں نماز کا ثواب

عن ابی هريرة ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم قال صلاة فی مسجدی هذا خير من الف صلاة فيما سواه الا المسجد الحرام.

عن ابن عمر عن النبی صلی اللّٰه عليه وسلم قال صلاة فی مسجدی هذا افضل من الف صلاة فيما سواه من المساجد الاالمسجد الحرام.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میری اس مسجد میں نماز (دوسری مسجد کے مقابلہ میں) کا ثواب ایک ہزار کے برابر ہے سوائے مسجد حرام کے۔ (بخاری:۱۵۹)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مسجد حرام کے سوا دوسری مسجد کے مقابلہ میں ہماری مسجد کا ثواب ایک ہزار ہے۔ (ابن ماجہ:۱۰۱)

فَائِدَة: ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ مسجد نبوی میں نماز کا ثواب ایک ہزار نماز کے برابر ہے اکثر روایتوں میں اسی طرح ہے۔

مسجد نبوی میں ثواب ۵۰ ہزار

عن انس بن مالك قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم و صلاته فی المسجد الاقصی بخمسين الف صلاة و صلاته فی مسجدی بخمسين الف صلاة و صلاته فی المسجد الحرام بمائة الف صلاة.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مسجد اقصی میں نماز کا ثواب ۵۰ ہزار کے برابر ہے اور میری مسجد

میں بھی نماز کا ثواب ۵۰ ہزار کے برابر ہے (اور مسجد حرام میں ایک لاکھ کے برابر ہے)۔ (مختصر ابن ماجہ: ص، کنز العمال: ۳/۵۵۵)

فَائِدَہ: صحاح کی بکثرت احادیث ابن ماجہ کے علاوہ تمام کتب حدیث میں ایک ہزار ثواب مذکور ہے اسی کو ارباب حدیث نے قبول کیا ہے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے اور اس کا معارض اقوی ہونے کی وجہ سے قبول نہیں کیا ہے (معارف: ۳/ ۲۲۸)

ملاعلی قاری نے ذکر کیا کہ مسجد نبوی میں نماز کا ثواب جو ایک ہزار روایت میں ہے وہ ابتداء تھا پھر بعد میں ثواب بڑھا دیا گیا لہٰذا دونوں میں کوئی تعارض نہیں۔

(مرقات: ۲/۴۷۷)

فَائِدَہ: یہ ثواب مسجد کی کس حد سے متعلق ہے؟ اس کے متعلق امام نووی کی رائے یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بنائی ہوئی مسجد سے متعلق ہے بعد میں جو اضافہ کیا گیا اس کے متعلق نہیں۔ علامہ سبکی وغیرہ بھی اس کے قائل ہیں۔ جمہور حضرات اس کے برخلاف تمام مسجد جو بعد میں اضافہ ہو کر شامل ہوتا رہا ہے اس میں بھی نماز کا یہی ثواب ہے ذکر کیا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اس مسجد میں جتنا بھی اضافہ ہو سب ہماری مسجد یعنی مسجد نبوی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ اگر یہ مسجد صنعاء تک بڑھا دی جائے تب بھی یہ ہماری مسجد ہے اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے اگر یہ مسجد جبانہ تک یا ذوالحلیفہ تک بڑھا دی جائے تب بھی سب مسجد نبوی ہوگی، اور اس کا ثواب اتنا ہے ہوگا۔ (مرقات: ۱/۴۴۴)

ایک روایت کے اعتبار سے مسجد نبوی کا ثواب دولاکھ کے برابر

عن علی بن ابی طالب قال خرجنا مع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم حتی اذاکان بحرة السقیاء التی کانت لسعد بن ابی وقاص فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ایتونی بوضوء

فتوضأ ثم قام فاستقبل القبلة فقال اللهم ان ابراهيم كان عبدك وخليلك ودعا لاهل مكة بالبركة وأنا عبدك و رسولك ادعوك لاهل المدينة ان تبارك لهم فى مدهم وصاعهم مثلى ما بركت لاهل مكة مع البركة ببركتين. (ترمذی: ۲۲۹)

عن أبى هريرة قال كان الناس اذا روا اول الثمر جاؤا به الى النبى صلى الله عليه وسلم فاذا اخذه رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اللهم بارك لنا فى ثمارنا و بارك لنا فى مدينتنا و بارك لنا فى صاعنا و فى مدنا اللهم ان ابراهيم عبدك و خليلك و نبيك وانى عبدك و نبيك وانه دعاك لمكة وانى ادعوك للمدينة بمثل ما دعاك به لمكة و مثله معه. (شمائل: ۱۳)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ ﷺ نے وضو کا پانی منگوایا۔ وضو کیا کھڑے ہوئے قبلہ رخ متوجہ ہوکر یہ دعا کی۔ اے اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ کے بندے اور خلیل تھے انہوں نے اہل مکہ کے لئے دعا کی میں بھی آپ کا بندہ اور رسول ہوں میں اہل مدینہ کے لئے دعا کرتا ہوں کہ آپ ان کے مد میں صاع میں اس سے دوگنا برکت عطا فرما جو اہل مکہ کو برکت سے نوازا ہے۔ دوگنی برکت۔

(ترمذی: ۲۲۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ موسم کا اول پھل آپ ﷺ کے پاس آتا تو آپ ﷺ یہ دعا فرماتے اے اللہ ہمارے پھل میں، ہمارے شہر میں، ہمارے صاع میں، ہمارے مد میں برکت عطا فرما۔ اے اللہ حضرت ابراہیم آپ کے بندے اور خلیل تھے اور نبی تھے۔ میں بھی آپ کا بندہ اور نبی ہوں۔ انہوں نے مکہ کے لے دعا کی میں مدینہ کے لئے اسی کے مثل دعا کرتا ہوں، جو انہوں نے مکہ کے لئے دعا کی۔ اسی طرح اتنا اور کی۔ (شمائل: ۱۳)

فَائِدَة: امام مالک نے اس دعا کی وجہ سے مسجد کا ثواب دولاکھ تسلیم کیا ہے۔ اسی طرح علامہ عینی نے اور اس سے قبل قاضی عیاض مالکی نے شفا میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث موقوف کی وجہ سے مسجد نبوی کا ثواب دو لاکھ قرار دیا ہے۔ "فالصلوٰة فی مسجده صلی اللّٰه علیه وسلم یضاعف علی صلاة فی المسجد الحرام فیکون مائتی الف صلوة فی غیره." اس کے برخلاف جمہور علماءِ کرام نے مسجد حرام کو ہی افضل قرار دیا ہے۔ (معارف: ۳/۳۲۶)

صحیح بھی یہی ہے کہ برکت دعاء سے تمام اشیاء میں برکت مراد ہے نہ کہ مسجد حرام کی نماز کا ثواب، اگر مسجد نبوی کا ثواب مسجد حرام سے زائد ہوتا تو آپ ﷺ خود بیان کردیتے کہ آپ ہی نے مسجد حرام کا زاید ثواب بیان کیا ہے۔

مسجد نبوی میں بلا ناغہ چالیس نماز با جماعت کا ثواب

عن انس بن مالك رضی اللّٰه عنه عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال من صلی فی مسجدی اربعین صلاة لا تفوته صلاة کتبت له براء ة من النار و برائة من العذاب، و بری من النفاق. (روه احمد ورواته رواة الصحیح. مجمع الزوائد: ۳/۱۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو میری مسجد میں چالیس نمازیں اس طرح پڑھے کہ اس کی کوئی نماز (جماعت) فوت نہ ہو تو اس کے لئے دوزخ سے، عذاب سے اور نفاق سے برأت نامہ لکھ دیا جاتا ہے۔

(احمد طبرانی، ترغیب: ۲/۲۱۵، الفتح الربانی: ۲:۲۷۲)

مسجد نبوی میں چالیس نمازیں مسلسل باجماعت پڑھنے کی یہ فضیلت ہے۔
معلم الحجاج میں اس حدیث پاک کے ذکر کے بعد لکھا ہے۔ اس واسطے مسجد نبوی ﷺ میں نماز باجماعت کا خاص اہتمام کرنا چاہئے۔ اگر ممکن ہو تو مسجد نبوی

ﷺ میں مستقل طور سے اعتکاف بھی کرے۔ اور قرآن شریف بھی ختم کرے۔

(معلم الحجاج: ۳۲۴)

اس حدیث کے تحت احسن الفتاوی میں ہے: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ چالیس نمازیں مسلسل اور باجماعت ادا کرنے پر عذاب جہنم اور نفاق سے برأت کی بشارت ہے۔ (احسن الفتاویٰ: ۳/ ۳۵)

خیال رہے کہ چالیس نماز مسجد نبوی میں پڑھنے کی جو بشارت ہے وہ فرض نماز باجماعت مسلسل پڑھنے پر ہے۔ بلا جماعت پر نہیں۔ اس لئے کہ جب جماعت چھوٹ جائے تو مسجد کے بجائے گھر میں اہل خانہ کے ساتھ پڑھنا بہتر ہے۔ فرض کا ثواب مسجد میں جماعت کی وجہ سے ہے، اسی وجہ سے ایک مرتبہ آپ ﷺ جماعت میں شریک نہ ہوسکے تو گھر تشریف لے گئے اور اہل خانہ کو جمع کیا اور نماز پڑھی۔ چنانچہ ابو بکرہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ ایک مرتبہ مدینہ کے اطراف میں تشریف لے گئے کہ ان کے ساتھ جماعت میں شریک ہوں گے۔ معلوم ہوا کہ لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے تو آپ ﷺ گھر تشریف لے گئے اور گھر والوں کو جمع کیا اور نماز پڑھی۔

(طبرانی، مجمع الزوائد: ۲/ ۴۵)

اس سے معلوم ہوا کہ یہ فضیلت جماعت کے ساتھ ہے۔ اور وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ ایک وقت کا بھی ناغہ نہ ہو۔ پس زائرین مدینہ کو اس کا اہتمام چاہئے کہ خدائے پاک توفیق دے تو کم از کم ۹/ دن کا قیام کرے۔ اور ۸/ دن مسلسل جماعت کیساتھ نماز پڑھے۔ اگر کہیں جائے تو شروع دن میں جاکر ظہر سے قبل آجائے اور مسجد نبوی میں شریک ہوجائے۔ اور یہ بھی کوشش کرے کہ مسبوق نہ ہو۔ اگر اتفاقاً مسبوق ہوگیا تب بھی فضیلت کا حامل ہوجائے گا۔ کہ ایسا شخص جماعت کی فضیلت کا حامل ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے جس نے ایک رکعت پالی اس نے جماعت (یعنی ثواب) پالی۔ (کنز العمال: ۷/ ۶۴۴)

مسجد اقصیٰ میں نماز کی فضیلت ۵۰ ہزار نماز کا ثواب

عن أنس بن مالك قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم و صلاته فى المسجد الاقصى بخمسين الف صلاة و صلاته فى مسجدى بخمسين الف صلاة. مختصراً.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مسجد اقصیٰ میں نماز کا ثواب ۵۰ ہزار گنا ہے۔ اور میری مسجد میں نماز کا ثواب ۵۰ ہزار گنا ہے۔ (ابن ماجہ:۱۰۲)

ایک ہزار کا ثواب

عن ميمونة مولاة النبى صلى اللّٰه عليه وسلم قالت قلت يا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم افتنا فى بيت المقدس قال ارض المحشر والمنشر ايتوه فصلوا فيه فان صلاة فيه كالف صلاة فى غيره قلت ارأيت ان لم استطع ان اتحمل اليه قال فتهدى له زيتاً يسرج فيه فمن فعل ذالك فهو كمن اتاه.

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی خادمہ سے روایت ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ سے بیت المقدس کے بارے میں معلوم کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ حشر ونشر کی زمین ہے وہاں جاؤ تو نماز پڑھ لیا کرو، اس میں نماز کا ثواب دوسری مسجد کے مقابلے میں ایک ہزار نماز کے برابر ہے، انہوں نے پوچھا کہ اگر کوئی نہ جا سکے تو آپ ﷺ نے فرمایا، زیتون کا تیل وہاں بھیج دو جس کو جلایا جائے تو وہ ایسا ہے جیسے مسجد اقصیٰ میں حاضری دی۔ (ابن ماجہ:۱۰۱، مجمع:۴/۱۰)

فائدہ: اگر نہ جا سکے تو وہاں مسجد کے لئے کچھ بھیج دینا حاضری کے مثل ثواب ہے۔

۵۰۰ نماز کے برابر

عن ابی الدرداء قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فضل الصلاۃ فی المسجد الحرام علی غیرہ مائۃ الف صلاۃ و فی مسجدی الف صلاۃ وفی مسجد بیت المقدس خمس مائۃ صلاۃ.

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مسجد حرام میں نماز کا ثواب دوسری مسجد کے مقابلے میں ایک لاکھ نماز کے برابر ہے، اور میری مسجد میں ایک ہزار، اور مسجد بیت المقدس میں ۵۰۰ نماز کے برابر ہے۔

(بزار، کشف الاستار: ۲۱۳، مجمع: ۴/۱۰، مرقات: ۱/۴۴۵)

ڈھائی سو نماز کا ثواب

وعن ابی ذر قال تذاکرنا و نحن عند رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ایما افضل مسجد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم او بیت المقدس فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صلاۃ فی مسجدی ھذا افضل من اربع صلوات فیہ.

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ آپس میں باتیں کر رہے تھے آپ ﷺ کی مسجد میں نماز افضل ہے یا بیت المقدس میں، اور آپ ﷺ ہمارے درمیان تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میری مسجد میں ایک نماز افضل ہے اس میں (بیت المقدس میں) چار نمازوں کے پڑھنے سے (مجمع الزوائد: ۱۰)

ظاہر ہے کہ چار کے مقابلے میں ایک چوتھائی اور مسجد نبوی میں ثواب ایک ہزار ہے اس کا چوتھائی ڈھائی سو ہوا)۔

فائدہ: مسجد اقصی میں نماز کی فضیلت کے متعلق یہ چار روایتیں ہیں ① ۵۰ ہزار ② ایک ہزار ③ پانچ سو ④ ڈھائی سو۔ ممکن ہے یہ اختلاف زمانہ یا احوال اور

کیفیت کے اعتبار سے ہو۔ یا زیادہ سے زیادہ ۵۰ ہزار اور کم سے کم ڈھائی سو ہو۔ (واللہ اعلم)

مسجد اقصیٰ میں نماز سے تمام گناہ معاف

عن عبد اللّٰہ بن عمرو عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لما فرغ سلیمان بن داؤد من بناء بیت المقدس سأل اللّٰہ ثلثا حکما یصادف حکمه و ملکا لا ینبغی لا جد من بعده و ان لا یاتی هذا المسجد احد لا یرید الا الصلوۃ فیه الا خرج من ذنوبه کیوم ولدته امه.

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: حضرت سلیمان علیہ السلام بیت المقدس کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو ۳ دعا کی۔ (اس میں ایک دعا یہ تھی) جو نماز کے ارادے سے مسجد بیت المقدس آئے اس کے گناہ اس طرح معاف ہو جائیں جیسے اس کی ماں نے آج ہی اسے جنا ہو۔

(ابن ماجہ:۱۰۱)

مسجد قبا میں نماز کا ثواب

قال سهیل بن حنیف قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من تطهر فی بیته ثم اتی مسجد قباء فصلی فیه صلاۃ کان له کاجر عمرة.

اسید بن ظهیر الانصاری و کان من اصحاب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یحدث عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انه قال صلوۃ فی مسجد قباء کعمرة.

وعن سهیل بن حنیف قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ

وسلم من توضأ فاحسن وضوء ه ثم دخل مسجد قباء فركع فيه اربع ركعات كان ذالك عدل رقبة. قلت رواه بن ماجه و غيره وقالوا كان كعدل عمرة و هنا كعدل رقبة.

حضرت سہیل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو اپنے گھر میں وضو کرے۔ پھر مسجد قبا آئے اور اس میں نماز پڑھے تو عمرہ کا ثواب پائے گا۔ (ترمذی:۴۷، ابن ماجہ:۱۰۲، نسائی:۱۱۳)

اسید بن ظہیر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مسجد قباء میں نماز کا ثواب عمرہ کے برابر ہے۔ (ابن ماجہ:۱۰۲)

سہل بن حنیف کی روایت میں ہے کہ جو وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر قباء آئے اور اس میں چار رکعت نماز پڑھے تو اسے ایک عمرہ کا ثواب ملے گا۔

(مجمع:۱۴، مرقات:۴۴۹)

فَائِدَة: بیشتر روایتوں میں مسجد قبا میں ۲/رکعت کا ثواب عمرہ کے برابر ہے۔ اور بعض روایتوں میں ۴ رکعت پر یہ ثواب مذکور ہے۔ چنانچہ سہل کی روایت جو طبرانی اور ابن ابی شیبہ میں ہے۔ (مجمع:۴/۱۴، وفاء الوفاء:۳/۸۰۲)

ملا علی قاری شرح مشکوٰۃ میں شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اولاً چار رکعت پر عمرہ کے برابر ثواب ہوگا۔ پھر سہولت اور تخفیف ہوگئی ہو تو ۲ رکعت پر یہ ثواب کر دیا گیا ہو۔ (مرقات:۴۴۹)

ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ مساجد سے تقرب صلحاء کے یادگار مواقع کا اختیار کرنا مستحب ہے اور سنیچر کے دن قباء میں آنا سنت ہے۔

ہفتہ یا دوشنبہ کے دن مسجد قبا تشریف لاتے

عن ابن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما قال كان النبى صلى الله

علیه وسلم یاتی مسجد قباء کل سبت ما شیا و راکبا وفی روایة فیصلی فیه رکعتین.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ ہر سنیچر کے دن قباء پیدل اور سوار تشریف لاتے، اور ۲ رکعت نماز ادا فرماتے۔ (بخاری: ۱۵۹، مسلم)

فائدہ: آپ ﷺ کو اس مسجد سے بہت محبت تھی۔ خدائے پاک نے بھی اس مسجد کی تعریف کی ہے۔ فرمایا کہ اس مسجد کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔ آپ ہفتہ میں ایک مرتبہ ضرور تشریف لاتے جمعہ کے دن تو مشاغل اور مصروفیت کی وجہ سے نہ آتے سنیچر کے دن ضرور آتے کبھی دوشنبہ کو بھی تشریف لاتے چنانچہ شریک بن عبداللہ کی روایت میں ہے کہ آپ قباء دوشنبہ کے دن تشریف لاتے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ رمضان کی ۲۷ کی صبح کو قباء تشریف لاتے۔
(عمدہ: ۷/۲۵۹، وفاء الوفاء: ۳/۸۰۳)

عموماً تو آپ ﷺ اعتکاف فرماتے ممکن ہے کہ جس سال آپ ﷺ نے اعتکاف نہیں کیا ہوگا، قباء تشریف لائے ہوں گے حضرت سعد بن وقاص اسے مسجد اقصیٰ پر محبوبیت ظاہر کرتے ہوئے فرماتے ہیں دومرتبہ مسجد بیت المقدس سے زیادہ جانے سے محبوب ہے کہ ۲ رکعت قباء میں پڑھ لوں۔ (وفاء الوفاء: ۳/۸۰۲)

یہ مسجد مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔ بعضوں کا خیال ہے کہ اصحاب صفہ یہاں بھی رہتے تھے ۲ رکعت نماز سے یا تو تحیۃ المسجد مراد ہے یا پھر نفل نماز جو ہر وقت مکروہ وقت کے علاوہ پڑھی جاسکتی ہے۔ علامہ سمہودی نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ کے نماز پڑھنے کی جگہ مسجد قباء کی محراب کے دائیں جانب ہے۔
(مرقات، وفاء الوفاء: ۳/۸۰۶)

مسجد فتح

عن جابر یعنی ابن عبد اللّٰه ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم دعا

فی مسجد الفتح ثلاثاً یوم الاثنین و یوم الثلاثاء و یوم الاربعاء فاستجیب له یوم الاربعاء بین الصلاتین فعرف البشر فی وجهه قال جابر فلم ینزل بی امرمهم غلیظ الا توخیت تلك الساعة فادعو فیها فاعرف الا جابة.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے مسجد فتح میں تین دن دعائیں کی۔ پیر، منگل۔ بدھ تو کے دن دو نمازوں کے درمیان آپ ﷺ کی دعا قبول فرمائی گئی، جس کا اثر آپ ﷺ کے چہرے انور پر معلوم ہو رہا تھا اس پر حضرت جابر فرماتے ہیں کہ جب بھی مجھے کوئی ضرورت ہوتی کوئی اہم معاملہ پیش آتا اسی وقت اس مسجد کا رادہ کرتا اور دعا کرتا تو قبولیت کے آثار معلوم ہو جاتے۔

(مجمع الزوائد: ۱۵/۴)

مسجد احزاب

عن جابر بن عبد اللّٰه ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم اتی مسجد یعنی الا حزاب فوضع ردائه وقام و رفع یدیه مدایدعو علیهم ولم یصل ثم جاء ودعا علهیم و صلی.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ احزاب تشریف لائے چادر اتاری کھڑے ہوئے اور ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی اور نماز نہیں پڑھی پھر تشریف لائے اور دعا فرمائی (کفار کے خلاف ان کی ہزیمت کے لئے) اور نماز پڑھی۔

(مجمع الزوائد: ۱۵/۴)

فَائِدَہ: یہ خندق کے مقام پر مسجد ہے یہاں آپ ﷺ نے جنگ خندق کے موقع پر جب کہ کفار کے تمام قبیلے اسلام کے خلاف امنڈ آئے تھے، آپ نے دعا فرمائی تھی جو دعا قبول ہوئی اس مسجد میں جانا اور نماز و دعا کرنا مشروع اور بہتر ہے حجاج کرام

اس کی زیارت کرتے ہیں اور نماز ودعا کرتے ہیں یہاں دعا قبول ہوتی ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے مسجد فتح میں ۳؍دن دعا فرمائی۔ دوشنبہ، منگل، بدھ۔ تو بدھ کے دن دو نمازوں کے درمیان دعاء قبول ہوئی۔ جس کا اثر چہرہ انور پر نمایاں ہوا۔ (مسند احمد، وفاء الوفاء: ۸۳۰)

ہارون بن کثیر کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے جنگ خندق کے موقعہ پر مسجد احزاب میں بیچ کے ستون کے مقام پر دعا فرمائی۔ چنانچہ حضرت یحیٰ کہتے ہیں میں حضرت حسین ابن عبداللہ کے ساتھ مسجد فتح گیا جب مسجد کے بیچ کے ستون کے پاس پہنچے تو کہا یہی جگہ ہے جہاں آپ ﷺ نے نماز پڑھی ہے، جہاں دعا اس جنگ کے موقعہ پر قبول ہوئی تھی۔ جب بھی یہ مسجد آتے تو یہاں نماز پڑھتے۔

حضرت معاذ بن سعد ذکر کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مسجد فتح میں نماز پڑھی جو پہاڑ پر تھی اور ان مساجد میں بھی جو اس کے اطراف میں تھی۔ (اس وقت قریب ۴؍مسجدیں ہیں جو اس کے اطراف میں ہیں)۔ (وفاء الوفاء: ۸۳۶)

حضرت جعفر ابن محمد کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ مسجد فتح میں داخل ہوئے، اور ایک دو قدم آگے چلے (قبلہ کی طرف) پھر کھڑے ہوئے۔ دونوں ہاتھوں کو اٹھایا۔ یہاں تک کہ بغل کی سفیدی ظاہر ہوگئی۔ دعا فرماتے رہے یہاں تک کہ چادر گر گئی۔ تو اسے نہیں اٹھایا دعا کرتے رہے، خوب دیر تک دعا کی۔ پھر واپس تشریف لائے۔ (وفاء: ۸۳۲/۳)

ابن زبالہ نے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے مسجد فتح میں نماز کے بعد یہ دعا فرمائی۔

اللهم لك الحمد هديتني من الضلامة فلا مكرم لمن اهنت ولا مهين لمن اكرمت ولا عز لمن اذللت و لا مذل لمن اعززت ولا ناصر لمن خذلتے ولا خاذل لمن نصرت ولا معطی لما

صنعت ولا مانع لما اعطیت و لا رازق لمن حرمت ولا حارم لمن رزقت ولا رافع لمن خفضت ولا خاضع لمن رفعت ولا خارق لمن سترت ولا ساتر لمن خرقت ولا تقرب لما بعدت ولا مباعد لما قربت. (الوفاء: ۸۳۲)

فَائِدَة: مسجد فتح ان تینوں یا چاروں مسجدوں کا نام ہے جس میں آپ ﷺ نے خندق کے موقعہ پر دعائیں کی۔ ان میں سے ایک مسجد سلمان فارسی کی جانب اور دوسری مسجد علی رضی اللہ عنہ کی جانب منسوب ہے اس وقت ۴ر مسجدیں ہیں۔ حجاج کرام اور طالبین دعا ان مساجد میں آتے ہیں اور نماز و دعا سے تقرب الٰہی حاصل کرتے ہیں، ان مسجدوں میں آنا۔ نماز پڑھ کر دعا کرنا مسنون و مستحب ہے۔

مسجد جمعہ

عن کعب بن عجرة رضی اللّٰہ عنه ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم حبع فی اول جعمة حین قدم المدینة فی مسجد بنی سالم.

(وفاء الوفاء: ۸۲۰)

حضرت کعب ابن عجرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو سب سے پہلا جمعہ مسجد بنی سالم میں آپ نے پڑھا۔

فَائِدَة: آپ جب مدینہ منورہ تشریف لائے اور قباء میں ٹھہر کر جب مدینہ کی جانب آئے تو جمعہ کی نماز آپ نے محلّہ بنی سالم کی مسجد میں پڑھی۔ یہ آپ کا پہلا جمعہ تھا جو آپ نے مدینہ میں پڑھی تھی۔ اسے مسجد الجمعہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ جو اب شہر مدینہ منورہ کی آبادی میں داخل ہے۔

مسجد القبلتین

عثمان بن محمد بن الاخنس کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ بنی سلمہ میں ام بشر

کی ملاقات کوتشریف لے گئے۔ انہوں نے آپ کے لئے کھانا بنایا۔ چنانچہ آپ سے لوگوں نے پوچھا ارواح کے متعلق تو آپ ﷺ نے مؤمن اور کافر کی روحوں کے متعلق جواب دیا۔

پھر ظہر کا وقت آگیا تو آپ نے اپنے اصحاب کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھی۔ جب آپ نے دو رکعت نماز پڑھ لی (تو اسی دوران وحی نازل ہوئی) حکم ہوا کہ کعبہ کا رخ اختیار کیا جائے۔ تو آپ ﷺ کعبہ کی جانب گھوم گئے۔ اور میزاب رحمت کی جانب رخ کیا۔ اور تحویل قبلہ کی یہ آیت ہے۔

"فلنولینك قبلة ترضاها الخ." اسی وجہ سے اس کا نام مسجد قبلتین ہوا۔

(وفاء الوفاء: ۸۴۲)

فَائِدَہ: اسی مسجد میں تحویل قبلہ کا حکم ہوا تھا، اسی وجہ سے یہ مسجد قبلتین کے نام سے مشہور ہے۔ آپ نے ظہر کی نماز کی دو رکعت جب پڑھ چکے تھے تو کعبہ کی جانب رخ کرنے کا حکم اور اس کی وحی نازل ہوئی۔ تو آپ نے اپنا رخ گھوم کر قبلہ کی جانب کر لیا تو آپ کی دو رکعت ظہر کی سنت بیت المقدس کی جانب اور دو رکعت رخ کعبہ کی جانب ہوئی، ایک نماز دو قبلوں کی جانب ہونے کی وجہ سے اس کا نام مسجد قبلتین پڑ گیا۔

خیال رہے کہ صرف چار مسجد میں نماز پڑھنے کی فضیلت اور ثواب منقول ہے۔ مسجد حرام۔ مسجد نبوی۔ مسجد بیت المقدس اور مسجد قباء میں باقی مسجدوں میں جن کا ذکر اوپر گزرا ان میں آپ ﷺ کے نماز پڑھنے کی وجہ سے اسی طرح دیگر اور ان مساجد میں بھی جس میں آپ کا نماز پڑھنا منقول ہے جن کا ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ برکۃً نماز پڑھنا مستحب اور اولیٰ ہے۔

جامع مسجد کا ثواب ۵۰۰ گنا

عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم و

صلاته فی المسجد الذی یجمع فیه بخمسین مائة صلاة. مختصراً

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جامع مسجد میں نماز کا ثواب ۵۰۰ گنا ہے۔

(مختصر ابن ماجہ: ۱۰۲، مرقات: ۴۴۵، کنز العمال: ۷/ ۵۵۵)

حج مبرور کے برابر

عن ابن عمر ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال الصلاة فی المسجد الجامع تعدل الفریضة حجة یعنی مبرورة و فضلت الصلاة فی المسجد الجامع علی ما سواه، ن المساجد بخمسین مائة- مختصرا.

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جامع مسجد میں نماز کا ثواب حج مقبول کے برابر ہے اور جامع مسجد میں نماز کا ثواب دیگر (محلے کی) مسجد کے مقابلہ میں ۵۰۰ پانچ سو گنا رکھتا ہے۔ (مختصر امجمع الزوائد: ۳/ ۴۶، کنز العمال: ۷/ ۶۵۲)

کن مقامات پر نماز کا پڑھنا منع ہے

عن ابن عمر ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم نهی ان یصلی سبعة مواطن فی المزبلة و المجرزة المقبرة و قارعة الطریق و فی الحمام و معاطن الابل و فوق ظهر بیت اللّٰہ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ان مقامات پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے: کوڑی خانہ پر، جانوروں کے ذبح ہونے کے مقامات پر، مردوں کے دفن ہونے کی جگہ، راستہ پر غسل خانہ میں اونٹ کے باندھنے کی جگہ کعبہ کی چھت پر۔ (طحاوی: ۲۲۴، ترمذی: ۸۱)

فائدہ: ان مقامات پر نماز پڑھنا منع اور مکروہ ہے کعبہ کی چھت پر نماز پڑھنا احتراماً

منع ہے خیال رہے کہ اونٹ کے باندھنے کے مقام پر نماز اس وجہ سے منع ہے کہ پیشاب کرنے کی وجہ سے ناپاکی کا اندیشہ یا بدکنے اور شرارت سے نماز کے خراب ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔

غسل خانہ میں نماز پڑھنا منع ہے

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم الارض کلها مسجد الا المقبرة و الحمام.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ساری زمین مسجد نماز کی جگہ ہے سوائے حمام غسل خانہ اور قبرستان کے۔

(ابن خزیمہ: ۷، ترمذی: ۷۳، ابوداؤد: ۷۰)

فَائِدَہ: غسل خانہ چونکہ محل نجاست ہے اس لئے منع ہے۔

مقبرہ میں نماز پڑھنا منع ہے

ان علیاً رضی اللّٰه عنه قال. ان حِبیّ علیه السلام نها نی ان اصلی فی المقبرة و نهانی ان اصلی فی ارض بابل فانها ملعونة.

(ابو داؤد: ۷۰)

ابو مرثد الغنوی قال سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول لا تجلسوا علی القبور ولا تصلوا الیها. (سنن کبری: ٤٣٥، مسلم)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ میرے محبوب نبی پاک ﷺ نے قبرستان میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے اور اس سے بھی منع کیا ہے کہ بابل کی زمین میں نماز پڑھوں کہ وہ جگہ ملعون ہے۔ (ابوداؤد: ۷۰)

حضرت ابومرثد غنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: نہ قبروں پر بیٹھو، اور نہ ان کی جانب (رخ) نماز پڑھو۔

(ابن خزیمہ: ۸، سنن کبریٰ: ۴۳۵)

فَائِدَہ: قبرستان میں قبروں کے رخ نماز کی ممانعت ہے اس وجہ سے کہ عبادت میں اس کے قبلہ کا وہم ہوتا ہے چونکہ وہم شرک ہے اگر کسی جگہ قبروں کے نشانات مٹ چکے ہوں اور سطح زمین کی حیثیت ہوگئی ہوتو پھر منع نہیں ہے۔

جہاں عذاب الٰہی کا نزول ہوا ہو وہاں نماز ممنوع ہے

ان علیاً رضی اللّٰہ عنه قال ان حبیبی و نهانی ان اصلی فی المقبرة و نها نی فی ارض بابل فانها ملعونة.

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میرے محبوب نبی پاک ﷺ نے منع کیا ہے کہ میں سرزمین بابل میں نماز پڑھوں کہ وہ ملعون جگہ ہے۔

(ابوداؤد: ۴۰۷، سنن کبری: ۴۵۱، مصنف ابن عبدالرزاق: ۱/ ۱۴۵)

فَائِدَہ: مطلب یہ ہے کہ نہ پڑھنا بہتر ہے خوف وخشیت خداوندی کی وجہ سے۔ علامہ شعرانی نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے منع فرماتے تھے کہ دھنسنے اور عذاب کے واقع ہونے کی جگہ نماز پڑھے۔ (کشف الغمہ)

علامہ شامی نے اس کے مقام کے پانی سے وضوو غسل کو مکروہ قرار دیا ہے جہاں غضب الٰہی کا نزول ہوا ہو۔ جیسے بیر ثمود اسی طرح شوافع نے بھی اور حنابلہ کے یہاں تو درست ہی نہیں۔ (شامی: ۱/ ۱۳۱)

کفار و مشرکین کی قبروں پر مساجد

قال ابن عمر رضی اللّٰہ عنه وکان موضع مسجد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم بالمدینة قبور للمشرکین و خرب ونخل فامر النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم بقبور المشرکین فنبثت و بالحرب فسویت و با لنحل فقطع لصغوا لنخل قبلة المسجد رجعلوا عضائدة الحجارة و قال اجعلوا کعریش موسٰی علیه السلام ثمام و

خشيبات فقيل لابن عمر ما عريش موسٰى فقال يعنى تصل الايدى الى سقفه.

عن أنس ابن مالك قال كان موضع المسجد حائطا لبنى النجار فيه حرث ونخل وقبور المشركين فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ثامنونى به فقالوا لا ينبغى فقطع النخل و سوى الحرث و بنش قبور المشركين.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کی مسجد مدینہ منورہ کی جگہ (پہلے) مشرکین کی قبریں تھیں اور کوڑے کرکٹ کا مقام تھا اور کھجور کے درخت تھے، آپ ﷺ نے حکم دیا کہ مشرکین کی قبروں کو ختم کردیں، درخت کاٹ دیئے جائیں اور کوڑے کرکٹ کی اونچ نیچ کو برابر کردیا جائے، چنانچہ (یہ سب کر دیئے گئے) اور کھجور کے درخت قبلہ کی جانب کاٹ کر لگا دیئے گئے۔ اور ارد گرد پتھر لگا دیئے گئے، اور آپ نے فرمایا: اسے موسیٰ علیہ السلام کی عریش (چھت) کی طرح کردو.................. آپ سے پوچھا گیا، ان کا عریش کیسا تھا۔ آپ نے فرمایا اتنا اونچا رہے کہ ہاتھ چھت کو چھو جائے (چنانچہ چھت ایسی ہی بنائی گئی کہ ہاتھ چھو جاتے۔

(کشف الغمہ: ۸۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مسجد نبوی کے مقام پر بنی بخار کے درخت خرما کچھ کھیت اور مشرکین کی قبریں تھیں آپ نے ان سے فرمایا کہ مجھے بیچ دو۔ انہوں نے کہا نہیں میں یہ مناسب نہیں سمجھتا۔ چنانچہ درخت خرما کاٹ دیئے گئے زمین برابر کردی گئی۔ مشرکین کی قبریں مسمار کردی گئی (اور اس جگہ مسجد بنادی گئی)۔

(ابوداؤد: ۱/ ۶۵)

فَائِدَة: قبروں پر مساجد کی تعمیر درست ہے مسلمان کی قبریں ہوں اور ان کے نشانات مٹ گئے ہوں اسی طرح مشرکین اور کفار کی قبریں ہوں تو اس پر مساجد کی

تعمیر میں کوئی حرج نہیں۔ علامہ شعرانی کی کشف الغمہ میں ہے کہ مشرکین کے معبد اوران کی قبروں پر جب کہ ان کے نشانات مٹ گئے ہوں (یا مٹا دیئے گئے ہوں) مسجد کی تعمیر درست ہے۔ (ص۸۰)

چنانچہ جہاں مسجد نبوی ہے وہاں مشرکین کی قبریں تھیں، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسجد نبوی کا مقام بنونجار کی زمین تھی جس میں کچھ کھجور کے باغات اور مشرکین کی قبریں تھیں۔ (ابن ماجہ)

کنیسہ وغیرہ پر مسجد

عن عثمان بن ابی العاص ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم امرہ ان یجعل مسجد الطائف حیث کان طواغیتھم.

عن قیس بن طلق عن ابیہ. ان طلق بن علی قال خرجنا و فدا الی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فبایعناہ وصلینامعہ واخبرناہ ان بارضنا بیعة لنا فاستوھبناہ من فضل طھورہ فدعا بماءٍ فتوضأ وتمضمض ثم صبہ فی اداوةٍ وامرنا فقال اخرجوا فاذا اتیتم ارضکم فاکسرو بیعتکم وانضحوا مکانھا بھذا الماء و اتخذوھا مسجداً.

حضرت عثمان بن ابی العاص نے بیان فرمایا کہ آپ ﷺ نے مسجد طائف کے اس مقام پر بنانے کا حکم دیا جہاں ان کا بت تھا۔

(ابن ماجہ:۵۴، سنن کبری:۴۳۹، ابوداؤد:۶۵)

حضرت قیس بن طلق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم ایک وفد کے ساتھ آپ ﷺ کی خدمت میں آئے بیعت کی، اور آپ کے ساتھ نماز پڑھی، اور ہم لوگوں نے بتایا کہ ہمارے علاقے میں بیعہ (یہود کے عبادت خانے) بہت ہیں۔ آپ ہمیں

اپنا جھوٹا پانی دیجئے، چنانچہ آپ نے پانی منگوایا۔ وضو کیا۔ کلی کیا اور ایک برتن میں کلی کیا اور فرمایا لے جاؤ۔ جب تم اپنے علاقے میں جاؤ بیعہ (یہود کے عبادت خانے جو شرک اور معصیت کا اڈہ بن گئے تھے) ان کو توڑ دو، اور یہ پانی اس پر چھینٹ دو۔ اور اس جگہ مسجد بناؤ۔ (نسائی:۱۱۴)

فَائِدَة: علامہ شعرانی نے کشف الغمہ میں لکھا ہے کہ آپ ﷺ معابد مشرکین اور ان کی قبروں پر مسمار کے بعد تعمیر مسجد کا حکم دیتے تھے۔ چنانچہ آپ فرماتے تھے ان کے معابد (شیطانی اڈوں پر مسجد بنادو۔ (۱/۸۰)

اس سے معلوم ہوا کہ شیاطینی اڈے جہاں اکبر کبائر گناہوں کا اڈہ ہو اس کی اصلاح ہونی چاہئے۔ خیال رہے کہ مذکورہ امور میں اہل علم وافتاء۔ مصالح زمان اور مقام زمان کی حکمت ومصلحت بھی پیش رکھنی چاہئے کہ دور صحابہ میں اہل کتاب کی عبادت خانوں کو باقی بھی رکھا گیا ہے۔

کشف الغمہ میں علاشعرانی فرماتے ہیں:

و کان صلی اللّٰه علیه وسلم یأ مربنباء المسجد فی متعبدات الکفار و قبورهم اذا نبشت و یقول وجعلواها حیث کانت طواغیتهم و کانت الصحابة رضی اللّٰه عنهم یصلون فی بیع الیهود الا ما فیه تماثیل. و کان صلی اللّٰه علیه وسلم اذا جائه و فد فاسلموا یقول لهم اذا رجعتم الی ارضکم فاکسروا بیعتکم یعنی اهدموها و انضحوا مکانها بالماء و اتخذوها مسجداً. (کشف الغمه: ۸۰)

مسجد کو مزین اور خوشنما بنانے کی وعید

عن ابن عباس قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ما امرت بتشیید المساجد قال ابن عباس لتزخرفنها کما زخرفت

الیهود و النصاری.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے مسجد کو بلند (وخوشنما) کرنے کا حکم نہیں دیا گیا، حضرت ابن عباس نے فرمایا: تم مسجد کو ضرور خوشنما اور مزین کروگے جس طرح یہود ونصاری نے کیا۔ (ابوداؤد: ۶۵، بخاری)

خوشنما مسجد میں نماز نہ پڑھنا

عن انس بن مالك رضی اللّٰه عنه قال نهینا ان نصلی فی مسجد مشرفٍ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خوشنما بلند و بالا مسجد میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔ (کشف الاستار: ۱/ ۲۰۹، سنن کبری: ۴۳۹، مرقات: ۴۵۹)

مساجد کو رنگ برنگ سے منقش کرنا سخت منع ہے

ان عمر رضی اللّٰه عنه امر ببناء المسجد و قال اکن الناس من المطر و ایاك ان تحمر او تصفر.

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسجد کی تعمیر اور اس کے بنانے کا حکم دیا تو فرمایا ایسا بناؤ کہ لوگوں کے لئے بارش سے حفاظت ہو، اور خبردار لال اور زرد رنگوں سے مت رنگنا۔ (مرقات: ۱/ ۴۵۹)

فائدہ: دیکھئے حضرت عمر فاروق نے مسجد کو مختلف رنگوں سے رنگنے پر شدت سے منع کیا مسجد خوبصورت رنگوں سے مزین کرنا بیل بوٹے بنانا، یہ منع ہے، ذکر وتلاوت وعبادت کی جگہوں کو خوشنما بنانا خشوع اور خضوع کو کھو دیتا ہے۔ اور بلا ضرورت ہونے کی وجہ سے اسراف میں داخل ہے۔

مسجد کو خوبصورت بنانے پر لعنت

مر ابن مسعود بمسجد مزخرف فقال لعن اللّٰه من فعل هذا.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما ایک مسجد کے پاس سے گزرے تو اسے بہت خوبصورت اور مزین پایا۔ تو فرمایا: خدا کی لعنت ہو جس نے ایسی حرکت کی (مرقات: ۴۵۹)

فَائِدَۃ: دیکھئے بنانے والے نے یہودی کی طرح عبادت خانہ کو مزین کیا تھا، خیال رہے کہ ظاہر کی تزئین باطن کی خالی ہونے کی علامت ہے۔ چنانچہ ملا علی قاری نے لکھا کہ شرح السنہ میں ہے کہ یہود و نصاری نے مسجد خوشنما اور منقش بنانا شروع کیا جب کہ انہوں نے دین میں تحریف کر ڈالی۔ (ص ۴۵۹)

یعنی جب اصل دین سے ہاتھ کھو بیٹھے اور دین حقیقی سے محروم ہو گئے تو عبادت خانے سجانے لگے۔ اسی طرح یہ امت جب حقیقی دین اور کتاب سنت سے ہٹنے لگے گی تو مساجد کو سجانے اور مزین کرنے لگے گی۔

چنانچہ ایسا ہی ہو رہا ہے۔ عبادت سے محروم فرائض و واجبات کی پامالی اور عبادت خانوں کی ظاہری خوبصورتی اور خوشنمائی میں اضافہ۔ یہ ہمارے اسلامی ماحول کا حال ہے۔

مساجد تو خوبصورت بنائیں گے مگر دل خراب کریں گے

روی الحاکم فی تاریخه عن ابن عباس رضی اللّٰه عنهما سیکون فی آخر امتی اقوام یزخرفون مساجدهم و یخربون قلوبهم یتقی احدهم علی ثوبه مالا یتقی علی دینه لا یبالی احدهم اذا سلمت له دیناه ماکان من امر دینه.

حاکم نے اپنی تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آخر میں ہماری امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو مساجد کو تو خوبصورت اور مزین بنائیں گے اور اپنے دل خراب رکھیں گے، اپنے لباس کے اعتبار سے تو پرہیز گار بنے ہوں گے مگر دل کے اعتبار سے پرہیز گار نہ ہوں گے ان میں سے ایک ایک کا یہ حال

ہوگا کہ ان کی دنیا صحیح وسالم باقی رہے خواہ دین باقی رہے یا نہ (اس کی پرواہ نہیں)۔

(سبل الہدیٰ:۱۰،۱۳۴)

دیکھئے یہ ساری علامتیں پائی جارہی ہیں نہایت ہی خوشنما اور خوبصورت دیدہ زیب مساجد بن رہی ہیں مگر قلب جو معرفت اور تقویٰ کا محل ہے اس کے اصلاح اور تزکیہ کی فکر نہیں۔ حب الدنیا حرص دنیا، کینہ حسد بغض سے دل بھرا ہے۔ حرام حلال کی کوئی پرواہ نہیں دل میں خلوص نہیں۔ تقویٰ نہیں، خوف خدا نہیں، یہی مطلب ہے دل کی خرابی کا۔ اسی طرح لباس تو زاہد اور اہل تقویٰ کا ہوگا مگر دل تقویٰ سے خالی ہوگا لباس کی صفائی اور ستھرائی کا خیال رکھیں گے مگر دل کی حفاظت نہ اس کی صفائی باطنی گناہوں سے نہیں کریں گے، اصل دنیا کی فکر ہوگی آخرت کی فکر برائے نام ہوگی۔ چنانچہ دینا صحیح وسالم اچھی طرح ملتی رہے تو خوش رہیں گے خواہ آخرت برباد ہو۔ یعنی دنیا کے مقابلے میں آخرت کی فکر نہ کریں گے کہ دنیا اصل ہوگی۔

مسجد کی تعمیر تو فخر کی بات مگر نماز کا موقعہ نہیں

انس بن مالك مر قبيل الطاعون الجارف فجعل يمر بالمسجد قد احدث فيسأل عنه فيقال هذا مسجد احدثه بنو فلان فقال كان يقال ياتى على الناس زمان يبنون المساجد يتباهون بها ثم لا يعمرونها الا قليلاً.

حضرت انس رضی اللہ عنہ ایک مقام سے گزرے جہاں لوگوں نے ایک نئی مسجد بنائی تھی۔ پوچھنے پر بیان کیا گیا کہ فلاں قبیلے والوں نے بنائی ہے تو آپ نے فرمایا: عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا مسجد تو بنا کر فخر اور بڑائی جتائیں گے مگر اس میں نماز پڑھنے والے کم ہوں گے۔ (مطالب عالیہ:۱/۱۰۰)

فَائِدَہ: مطلب یہ ہے کہ مال کی فراوانی یا شہرت کی نام کی وجہ سے مسجد تو بنانا

آسان ہوگا مگر دل میں ماحول میں دین اور احکام الٰہیہ اور فرائض کی اہمیت نہ ہونے کی وجہ سے نماز پر توجہ کم ہوگی، اس لئے نماز پڑھنے والے کم ہوں گے۔

مسجد کو لال پیلے شوخ رنگوں سے رنگنا ممنوع ہے

ولما امر عمر رضی اللّٰہ عنه بتجدید مسجد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم وکان سقفه من جرید النخل قال للقیم علی العمارة اکن الناس من الشمس و المطر و ایاك ان تحمر او تصفر فتفتن الناس.

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب مسجد نبوی کی تجدید اور اضافے کا حکم دیا جب کہ اس کی چھت کھجور کی تنوں اور شاخوں سے بنی تھی تو تعمیر کے ذمہ داروں کو حکم دیا کہ دھوپ اور بارش سے بچاؤ کی شکل اختیار کرنا، خبردار اسے لال پیلے زرد رنگ سے مزین مت کرنا۔ کہ لوگ فتنہ میں پڑیں۔ (کشف الغمہ: ۸۰)

فائدہ: مسجد نبوی کی چھت آپ ﷺ نے کھجور کی ٹہنیوں اور شاخوں سے بنائی تھی اس لئے وہ ٹپکتی تھی، اس لئے حضرت عمر نے مضبوط اور پائیدار چھت بنوادی، اور سفید رنگ، (چونا) کے علاوہ دوسرے رنگوں کے استعمال سے منع فرما دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مختلف حسین رنگوں سے چٹکیلے رنگوں سے رنگنا ممنوع ہے، سفید رنگ کافی ہے۔

نبی کے لئے نقش ونگار والی مسجد میں جانا مناسب نہیں

وکان صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول انه لیس لنبی ان یدخل بیتاً مزوقاً.

نبی پاک ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ کسی نبی کے لئے منقش ومزین مسجد میں جانا جائز یا مناسب نہیں۔ (کشف الغمہ: ۸۰)

فَائِدَہ: اس وجہ سے کہ مسجد منقش کرنا خدا کو ہرگز پسند نہیں۔ ملعون مغضوب قوم یہود کی عادت اور اس کا مزاج ہے۔ لہٰذا نبی کے لئے کیسے گنجائش ہوگی کہ وہ اس میں داخل ہو، اس لئے حضرات صحابہ ایسی مسجد میں نماز نہیں پڑھتے تھے، افسوس کہ آج اسی کو پسند کیا جاتا ہے۔

مسجد کی تزئین اور خوبصورتی قوم لوط کا عمل

عن عمر بن الخطاب قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ماساء عمل قوم لوط الا زخرفوا مساجد هم.

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا قوم لوط کا بدترین عمل یہ ہوا کہ انہوں نے مساجد کو مزین اور خوبصورت بنایا۔

(ابن ماجہ: ۵۴، مرقات: ۴۵۶)

فَائِدَہ: باطن جاتا ہے تو ظاہر کے سجانے اور مزین کرنے میں انسان لگ جاتا ہے، جہاں حقیقت نہیں ہوتی وہاں ملمع سازی ہوتی ہے یہ حقیقت سے محرومی کی علامت ہے۔

چنانچہ آج یہی طرز مساجد کے ساتھ اختیار کیا جارہا ہے۔ نماز کی پرواہ نہیں اور خوشنمائی پر فریفتہ ہیں۔

مسجد پر فخر اور بڑائی قیامت کی علامت

عن انس رضی اللّٰہ عنه قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لا تقوم الساعة حتی یتباهی المساجد.

عن انس بن مالك ....یاتی علی الناس زمان یبنون المساجد یتباهون بها ثم یعمرونها الا قلیلاً. (مطالب عالیه: ۹۹)

حضرت انس نبی پاک سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ

ہوگی۔ جب تک لوگ مساجد کے متعلق ایک دوسرے پر فخر اور بڑائی نہ جتائیں گے۔

(ابوداؤد: ۶۵، نسائی: ۱۱۲، سنن کبریٰ: ۴۳۹)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا مسجد تو بنائیں گے اس پر فخر کریں گے۔ لیکن اسے آباد کرنے والے یعنی نمازی کم ہوں گے۔

(مطالب عالیہ: ۹۹)

مسجد کی خوشنمائی اور خوبصورتی قیامت کی علامت

عن ابن عباس (مرفوعاً) اراکم ستشرفون مساجد کم بعدی کما شرفت الیھود کنا ئسھا و کما شرفت النصاری بیعھا.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں کہ میرے بعد تم لوگ مساجد کو خوشنما اور خوبصورت بناؤ گے۔ اسی طرح جیسا کہ یہود کنیسہ کو، نصاری گرجا گھروں کو مزین اور خوبصورت بناتے ہیں۔

(کنز العمال: ۶۶۸)

فَائِدَہ: چنانچہ دور حاضر میں مساجد کے تعمیر کی خوشنمائی کو دیکھ لیجئے۔ کیسی کیسی خوبصورت اور ٹیپ ٹاپ کی مسجدیں بن رہی ہیں رنگ بیل بوٹے اور ڈیزائن لاکھوں لاکھ روپیہ خرچ کیا جارہا ہے۔ کیا آپ کی پیشن گوئی پوری نہیں ہورہی ہے مسجد کو مستحکم اور پائدار بنانا تو درست ہے۔ بیل بوٹے خوشنمائی اور خوبصورتی مکروہ اور خلاف سنت ہے۔ مقصد عبادت کے خلاف ہے۔ ظاہر کی تزئین عموماً باطن کے خالی ہونے کی علامت ہے۔

افسوس کہ آپ ﷺ نے جس چیز سے منع کیا تھا۔ اور جسے قیامت کی علامت فرمائی جس پر صحابہ تابعین کی شدت سے وعید ہے آج امت اس پر دولت لگارہی ہے۔

مسجد کے لئے صرف سفید رنگ ہی بہتر ہے

عن ابی الدرداء قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان احسن ما زرتم اللّٰہ بہ فی قبورکم و مساجدکم البیاض.

عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہماقال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان اللّٰہ خلق الجنۃ البیضاء و احب شئ إلی اللّٰہ البیاض.

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: سب سے بہتر رنگ جو تمہاری میت کے لئے اور تمہاری مساجد کے لئے وہ سفید ہے۔

(ابن ماجہ: ۲۵۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کو سفید بنایا ہے۔ اسے تمام چیزوں میں سفید پسند ہے۔

(مجمع الزوائد: ۵/۱۳۱)

فَائِدَہ: سفید رنگ تمام رنگوں میں بہترین رنگ ہے۔ خدا نے جنت کا بھی رنگ سفید ہی رکھا ہے، اسے سفید رنگ پسند ہے۔ اس لئے مساجد جو اللہ کے گھر ہیں اسے بھی سفید ہی رکھنا خدا کو پسند ہے۔ رنگ برنگوں سے رنگنا خدا کو پسند نہیں ہے۔

ہاں ہلکا سا کسی مقام پر دوسرا رنگ اختیار کرے تو کوئی قباحت نہیں۔ مگر شوخ (بھڑکیلا) رنگ نہیں۔

ہر جمعہ کو مسجد میں خوشبو کی دھونی دینا

عن ابن عمر ان عمر کا یجمر مسجد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کُلِّ جمعۃٍ.

معاذ بن جبل الی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال ....

جمرو ھا یوم جمعکم. (مختصراً)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ ہر جمعہ کو نبی پاک ﷺ کی مسجد میں خوشبو کی دھونی دی جاتی تھی۔ (مجمع:۲/۱۱)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے جمعہ کے دن مسجد میں دھونی دینے فرمایا۔

فَائِدَۃ: جمعہ کے دن دھونی دینا سنت ہے چونکہ لوگوں کی بھیڑ ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے نامناسب بو پیدا ہوجاتی ہے چنانچہ آج کل اگربتی کا سلگا دینا بھی کافی ہے۔

ہفتہ میں ایک مرتبہ ضرور دھونی دے

(۸۶) وعن ابی الدرداء وأبی امامة وواثلة قالوا سمعنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول .... جمروها فی سبعٍ. (مختصراً)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ہفتہ میں ایک مرتبہ مسجد میں دھونی دیا کرو۔ (مجمع:۲/۶۲)

فَائِدَۃ: لوگوں کے ازدحام اور آمدورفت سے مسجد کی فضا مکدر ہوجاتی ہے۔ اس لئے خوشبو کی دھونی کا حکم دیا۔

مسجد میں روشنی کا حکم

ولما امر عمر رضی اللّٰہ عنه بتجدید مسجد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم .... قال للقیم للعمارة فاجعل فیه القنادیل و کان علی رضی اللّٰہ وعنه اذا مرّ علی المساجد فی رمضان و فیها القنادیل مسرّجة یقول نور اللّٰہ علی عمر فی قبره کما نور علینا فی مساجدنا.

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب مسجد نبوی کی جدید تعمیر کا حکم دیا تو فرمایا جب تعمیر سے فارغ ہو جاؤ تو اس میں قندیل رکھ دو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب رمضان میں مساجد کے پاس سے گزرتے اور اس میں قندیل روشن دیکھتے تو فرماتے، اللہ پاک حضرت عمر کی قبر روشن کرے جیسا کہ انہوں نے ہماری مساجد کو روشن کیا ہے۔ (کشف الغمہ :۸۰)

فَائِدَہ: مسجد نبوی میں ابتداء روشنی کا انتظام نہیں تھا حضرت تمیم داری نے کیا، حضرت عمر نے اولاً اس کا انتظام کیا مسجد میں روشنی دینا یا اس کا انتظام کرنا تیل یا موم بتی دیدی یا بجلی کا انتظام کر دیا یا مسجد کا بل اپنی طرف سے ادا کر دیا تو اس کا بڑا ثواب ہے۔

ابن ماجہ میں ہے کہ جس نے مسجد میں روشنی کی ابتداء کی وہ تمیم داری ہیں۔

(ابن ماجہ:۷۶۰)

مسجد میں جھاڑو دینا حوروں کا مہر ہے

عن ابی قرصافه انه سمع النبی صلی اللّٰه علیه وسلم بقول .... اخراج القمامة منها مهور الحور العین.

حضرت ابو قرصافہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسجد گھاڑو دینا حور عین کا مہر ہے۔ (مجمع الزوائد:۱۰،طبرانی،ترغیب۱/ ۱۹۷)

جنت میں گھر بنایا جائے گا

عن ابی سعید الخدری رضی اللّٰه تعالٰی عنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من اخرج اذی من المسجد بنی اللّٰه له بیتاً فی الجنة.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو

مسجد کو گندگی سے صاف کرے اس کے لئے خدا جنت میں گھر بنائے گا۔

(ابن ماجہ: ۵۵، ترغیب: ۱/ ۱۹۸)

ایک عورت مسجد میں جھاڑو دینے کی وجہ سے جنت میں

عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنهما ان امرأة كانت تلقط القذى من المسجد فتوفيت فلم يوذن النبى صلى اللّٰہ عليه وسلم يدفنها فقال النبى صلى اللّٰہ عليه وسلم اذا مات لكم ميت فاذنونى و صلى عليها. وقال انى رأيتها فى الجنة. (ترغيب: ۱۹۷)

عن ابى هريرة رضى اللّٰہ عنه ان رجلا اسود او مرأة سوداء كان يقيم المسجد فمات فسأل النبى صلى اللّٰہ عليه وسلم عنه: فقالوا مات فقال افلا كنتم آذنتمونى به دلونى على قبره او قال قبرها فاتى قبره فصلى عليها. (بخارى: ٦٥)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک عورت مسجد میں جھاڑو دیتی تھی اس کا انتقال ہوگیا اس کے دفن کرنے کی اطلاع نہیں دی گئی (اور وہ دفن کردی گئی) تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم میں سے کسی کا انتقال ہوجائے اس کی اطلاع مجھے کرو، اور فرمایا کہ میں نے اسے جنت میں دیکھا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک حبشی شخص یا عورت مسجد کی صفائی کرتی تھی۔ اس کی وفات ہوگئی، آپ ﷺ نے لوگوں سے پوچھا لوگوں نے کہا اس کا انتقال ہوگیا۔ آپ نے فرمایا: مجھے اطلاع کیوں نہیں دی، چلو مجھے اس کی قبر بتاؤ آپ قبر پر تشریف لائے اور اس پر نماز پڑھی۔ (بخاری: ۶۵)

آپ ﷺ نے مسجد کی خدمت اور صفائی کی وجہ سے جنازہ کی اطلاع نہ ہونے پر افسوس کیا، اور قبر پر تشریف لے گئے۔

فَائِدَة: اس سے مسجد کی صفائی کرنے والے موذن وغیرہ کا مقام معلوم ہوتا ہے، اگر چہ آج کل لوگوں کے نزدیک یہ نیچے درجہ کا کام ہے، مگر خدا، رسول کے نزدیک تو اس کی اہمیت ہے۔

جھاڑو دینے کا ثواب آپ کو دکھایا گیا

عن انس بن مالك رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عرضت على اجور امتى حتى القذاة يخرجها الرجل من المسجد و عرضت على ذنوب امتى فلم ار ذنباً اعظم من سورة القرآن. اوآية او تيها رجل ثم نسيها.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مجھ پر میری امت کے اعمال خیر کا ثواب دکھایا گیا۔ یہاں تک مسجد سے گندگی دور کرنے والے کا ثواب بھی دکھایا گیا اور اس سے زیادہ کوئی بڑا گناہ نہیں دکھایا گیا کہ جو قرآن کی کوئی سورت یا آیت پڑھ کر بھول گیا ہو۔ (ابوداؤد:٦٦)

فَائِدَة: اس سے معلوم ہوا کہ مسجد کی صفائی کا بڑا ثواب ہے۔ مگر افسوس کہ آج اسے کمتر نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ جب فرصت وموقعہ مسجد کی صفائی اور جھاڑو دینے میں شریک یا تعاون کرنا چاہئے۔

مسجد کے پاس سے گزرے تو نماز پڑھتا گزرے

عن سعيد بن المعلى قال كنا نغدو الى السوق على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فنمرّ على المسجد فنصلى فيه.

حضرت سعد بن معلیٰ کہتے ہیں کہ ہم لوگ آپ ﷺ کے زمانہ میں بازار جاتے اور مسجد سے گزرتے تو اس میں نماز پڑھ لیتے۔ (نسائی:١٢٠، کشف الاستار:٦١١)

فَائِدَة: چونکہ مسجد اور جائے مسجد و نماز گواہی دیتی ہے اس لئے وقت نفل ہو اور موقعہ ہو تو کسی مسجد سے گزرتے ہوئے نماز پڑھ لے۔ تا کہ کل قیامت میں گواہی دے۔

مساجد جنت کے باغ ہیں گزرے تو اس میں چر لے

عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا مررتم برياض الجنة فارتعوا قيل يا رسول الله صلى الله عليه وسلم وما رياض الجنة قال المساجد قيل و ما الرتع يا رسول الله صلى الله عليه وسلم قال سبحان الله و الحمد لله و لا اله الا الله و الله اكبر.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا جب جنت کے باغات سے گزرو تو چر لیا کرو پوچھا جنت کے باغات کیا ہیں فرمایا مساجد پوچھا چرنا کیا ہے فرمایا: "سبحان الله الحمد لله لا اله الا الله الله اكبر" پڑھنا۔

(ترمذی، مشکوٰۃ: ۷۰)

فَائِدَة: مطلب یہ ہے کہ مسجد میں آ کر خاموش نہ رہے اور نہ اعمال آخرت کے علاوہ میں لگے بلکہ ذکر اذکار تلاوت اور نوافل میں مشغول رہے بہتر ہے کہ تیسرا کلمہ پڑھتا رہے۔

ہمارے لئے ہر زمین نماز کی جگہ ہے

عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وجعلت لى الارض مسجدا و طهوراً و ايما رجل من امتى ادركته الصلاة فليصل. (مختصراً)

عن ابى سعيد الخدرى قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الارض كلها مسجد الا المقبرة و الحمام.

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پوری زمین ہمارے لئے نماز پڑھنے کی جگہ ہے اور پاکی حاصل (تیمّم) کرنے کا ذریعہ ہے امت کا کوئی فرد بھی جہاں نماز کا وقت آجائے نماز پڑھ لے (مسجد میں ضروری نہیں کہ تلاش کرے)۔ (بخاری: ۶۲، نسائی: ۱/۱۲۰)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ ساری زمین نماز پڑھنے کی جگہ ہے سوائے قبرستان اور غسل خانہ پاخانہ وغیرہ کے۔

(ترمذی: ۷۳)

فَائِدَہ: مطلب یہ ہے کہ تمام زمین سجدہ اور نماز کے لائق ہے، جہاں نماز کا وقت آجائے نماز پڑھ لے۔ مسجد کی تلاش میں نہ رہے۔ اسی طرح دوسری عبادت ذکر و تلاوت اور نوافل نمازوں کے لئے مسجد ہی کا تلاش کرنا ضروری نہیں ہے۔ ہر جگہ عبادت ہوتی ہے۔ یہ اس امت کی خصوصیت ہے چنانچہ اس امت کے خصوصیتوں کے ذیل میں محدثین نے اسے بیان کیا ہے۔ اس سے پہلے کی امت پر نماز کے لئے مسجد کا ہونا ضروری تھا۔ ہر جگہ نماز نہیں پڑھ سکتے تھے۔

مسجد کی تعمیر اور بنانے میں ثواب کے لئے شریک ہونا

عن طلق بن علی قال اتیت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وھو یؤسس مسجد المدینة فجعلت احمل الحجارة کما یحملون فقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انکم یا اھل الیمامة احذق شئ باخلاط الطین فاخلط لنا الطین فکنت اخلط لھم الطین و یحملونہ.

حضرت طلق بن علی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ مسجد کی تعمیر فرما رہے تھے، لوگ پتھر اٹھا رہے تھے تو میں بھی پتھر (اینٹ) اٹھانے لگا آپ ﷺ نے فرمایا: تم اہل یمامہ ہو تم مٹی گارے میں بڑے ماہر ہو۔ تم ہمارے

لئے گارہ بناؤ، چنانچہ میں ان کے لئے گارا بنانے لگا اور وہ اٹھا کر لے جانے لگے۔
(مجمع الزوائد:۲/۹)

فَائِدَہ: مسجد کی تعمیر کا بڑا ثواب ہے باوجودیکہ کہ مزدور اور معمار لوگ لگے ہوں پھر بھی لوگوں کو اپنی طرف سے پیش کش کر کے شریک ہونا چاہئے۔ اور جو لوگ بھی جس خدمت کے موافق ہو عار نہیں سمجھنا چاہیئے۔ دیکھئے باہر سے آنے والے معزز صحابی خود شریک ہوگئے، مزید یہ بھی معلوم ہوا کہ جس کو جس کام میں تجربہ اور مہارت ہو اس سے وہی کام لینا بہتر ہے۔

آپ نے اور صحابہ نے مسجد کی تعمیر میں مزدوروں کی طرح کام کیا

عن ابی هريرة انهم كانوا يحملون اللبن الى بناء المسجد ورسول الله صلى الله عليه وسلم معهم قال فاستقبلت رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو عارض لبنة على بطنه فظننتُ انها شقت عليه فقلت ناولنيها يا رسول الله قال خذ غيرها يا ابا هريرة فانه لا عيش الا عيش الآ خرة.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (مسجد نبوی کی تعمیر میں) لوگ اینٹوں کو منتقل کر رہے تھے اور آپ ﷺ بھی ان کیساتھ تھے۔ رسول پاک ﷺ بھی سامنے سے اینٹ اپنے پیٹ پر اٹھائے آرہے تھے، میں سمجھا کہ اس سے آپ کو بہت تکلیف محسوس ہو رہی ہوگی، تو میں نے کہا آپ مجھے دے دیجئے، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ دوسری اینٹ اٹھالو اور یہ شعر پڑھا: ''اللهم لا عيش الا عيش الآخرة''، اے اللہ دنیا میں عیش آرام نہیں آخرت میں عیش و آرام ہے۔ (مجمع الزوائد:۲/۹)

مسجد کو وسیع کرنے اور بڑھانے کا حکم

عن ابن عمر قال قال عمرلولا انی سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول انی ارید ان ازید فی قبلتنا مازددت.

(اتحاف الخبرہ: ٢/١٤٦، مطالب عالیہ: ١٣٥، وفاء الوفاء: ٢/٤٨٣)

عن ابن عمر عن عمر قال لو لا انی سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول انا نرید ان نزید فی قبلتنا مازدت قال العمری. فزاد ما بین المنبر الی موضع المقصورة.

(مطالب عالیہ: ١٣٥، اتحاف الخیرۃ: ١٤٦)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عمر نے (مسجد نبوی کا اضافہ کرتے وقت) فرمایا: اگر میں نبی پاک ﷺ سے نہ سنا ہوتا۔ میرا ارادہ ہے کہ جانب قبلہ مسجد کو بڑھادوں، تو میں نہ بڑھاتا۔

حضرت عمر نے فرمایا: اگر میں رسول اللہ ﷺ سے نہ سنا ہوتا کہ میں قبلہ کی جانب مسجد بڑھانا چاہتا ہوں۔ تو میں نہ بڑھاتا۔ راوی عمری کہتے ہیں چنانچہ عمر نے منبر سے لے کر حجروں کی جانب مسجد بڑھادی۔ (چنانچہ منبر سے قبلہ کی جانب جو ۳/۴/صف ہے وہ حضرت عمر کا اضافہ کردہ ہے۔)

مسلم ابن حباب نے کہا کہ ایک دن مصلیٰ مسجد میں آپ ﷺ نے فرمایا میں مسجد میں اضافہ کرتا، اور ہاتھ سے اشارہ کیا قبلہ کی جانب۔ (وفاءالوفاء:۴۸۲)

اسی کی جانب حضرت عمر نے اشارہ کیا۔

سالم بن نضر نے کہا کہ جب عہد فاروق میں مسلمانوں کی تعداد بہت بڑھ گئی اور مسجد چھوٹی پڑگئی تو حضرت عمر نے مسجد کے اگل بغل کی زمین خرید کر مسجد بڑھادی۔ صرف حضرت عباس کا مکان اور امہات المؤمنین محرے رہ گئے تھے۔ (بعد

میں یہ بھی قیمت دے کر مسجد کے لئے لے لئے گئے۔)۔(وفاء الوفاء:۴۸۳)

مسجد بڑھانے کے لئے بغل والوں کو زمین دینی چاہئے خواہ قیمۃً ہو انکار درست نہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد بڑھانے کا ارادہ کیا تو اس جگہ حضرت عباس کا مکان پڑ رہا تھا۔ حضرت عمر نے قیمت دے کر اسے مسجد میں داخل کرنا چاہا، تو انھوں نے (اولاً) انکار کیا۔ اور کہا کہ یہ حضور پاک ﷺ کا بخشا ہوا قطعہ ہے۔ (جسے بطور یادگار یا تبرک کے اپنے پاس رکھوں گا۔) تو اس اختلاف پر حضرت ابی بن کعب کو درمیان میں حکم بنایا گیا۔ چنانچہ دونوں حضرات ان کے گھر تشریف لائے۔ انہیں سیّد المسلمین کہا جاتا تھا۔ ان دونوں کے لئے تکیہ پیش کرنے کا حکم دیا، دونوں حضرات ان کے سامنے مسند پر ٹیک لگاتے ہوئے بیٹھے۔ حضرت عمر نے اپنا ارادہ بیان کیا۔ حضرت عباس نے حضور پاک ﷺ نوازا ہوا بیان کیا، اس پر حضرت ابی نے (استدلال کرتے ہوئے) ایک واقعہ سنایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اور بندے حضرت داؤد علیہ السلام کو حکم دیا کہ اس کے لئے گھر بنائے۔ تو حضرت داؤد نے فرمایا ٹھیک ہے اے رب کہاں بناؤں۔ (تو علامت ونشاں بتاتے ہوئے) اللہ نے کہا جہاں فرشتہ تلوار لئے کھڑا ہو۔ دیکھا تو ایک چٹان پر نظر آیا، وہاں پر کی زمین اس زمانہ میں بنی اسرائیل کے ایک لڑکے کا کھلیان تھا حضرت داؤد علیہ السلام اس لڑکے کے پاس آئے، اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس جگہ مسجد بناؤں جو اس لڑکے نے کہا، کیا اللہ تعالیٰ نے یہ حکم بھی دیا ہے کہ بلا مری رضاء کے میری زمین لیلو۔ کہا نہیں، اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام سے فرمایا: تمہارے قبضہ میں زمین کا خزانہ دیدیا ہے، اسے راضی کرلو (یعنی جب رضا مندی سے مال دے کر مسجد کے لئے خرید لو۔ پھر داؤد علیہ السلام اس

کے پاس آئے۔ اور کہا۔ مجھے تمہاری رضاء کا حکم دیا گیا ہے۔ (یعنی رضامندی کے ساتھ خریدنے کا حکم دیا گیا ہے۔) سو میں تم کو ایک قنطار سونا دوں گا۔

.... چنانچہ نو قنطار سونے میں رضامندی ہوگئی (تب حضرت داؤد نے خرید کر بیت المقدس کی تعمیر کی)۔

اس واقعہ کو سننے کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہم نے کہا میں اس زمین کی کوئی اجرت نہیں لوں گا۔ میں نے (مسجد کے لئے) عام مسلمانوں کو حق میں صدقہ کیا۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قبول فرما کر مسجد نبوی میں داخل کردیا۔

(بیہقی، وفاء الوفا ص ۴۸۴)

اسی طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مسجد نبوی مسلمانوں کی کثرت کی وجہ سے تنگ اور چھوٹی ہوگئی تو امہات المؤمنین کے حجروں کو خرید کر مسجد نبوی میں داخل کردیا۔ اولاً بعضوں نے انکار کیا پھر ضرورت کی وجہ سے راضی ہوگئیں۔

چنانچہ حافظ ابن حجر نے ذکر کیا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانے میں حضرت حفصہ کے گھر کو مانگا تا کہ مسجد کو کشادہ اور بڑھا سکیں تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے دینے سے (اولاً) انکار کردیا۔ اور کہا: پھر میرا راستہ مسجد کی طرف سے کیسے نکلے گا۔ تو ان سے کہا گیا اس سے بڑا اور کشادہ گھر اس کے بدلے دیدیا جائے گا اسی طرح راستہ۔ چنانچہ وہ دینے پر راضی ہوگئیں۔

عبداللہ بن عمر بن حفص نے بیان کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مسجد نبوی کے اضافہ حضرت حفصہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے مکان کی ضرورت محسوس ہوئی تو (حضرت حفصہ نے اولاً انکار کرتے ہوئے کہا کہ پھر میرا راستہ مسجد کی طرف کیسے نکلے گا، تو حضرت عثمان نے فرمایا: ہم اس سے بڑا اور کشادہ گھر دے دیں گے اور ایسے ہی راستہ دے دیں گے، تو ان کو حضرت ابن عمر کی زمین دیدی جو کھلیان تھا اور

اسے مسجد میں لے کر شامل کر دیا۔ (وفاء الوفاء: ۵۰۸)

فَائِدَہ: ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ مسلم آبادی کی کثرت اور بڑھ جانے کی وجہ سے مسجد تنگ اور چھوٹی ہو جائے تو اس کا بڑھانا اور اضافہ کرنا مسلم مملکت ہو تو حاکم اسلام کے ذمہ اور جہاں مسلم مملکت نہ ہو وہاں مسجد کے ارباب انتظام یا عامۃ الناس اس علاقے کے ذمہ لازم ہے کہ مسجد کو ضرورت کے لحاظ سے بڑھائیں۔

اگر مسجد میں بڑھانے کے لئے پہلے سے زمین ہے تو فبھا۔ اور اگر مسجد کے پاس زمین نہیں۔ اور اردگرد لوگوں کے مکانات ہیں۔ تو ایسی صورت میں ان گھروں کو لے کر مسجد میں شامل کر دیں۔

اولاً تو خدا کے گھر کے لئے وسعت اور غناء ہو تو فی سبیل اللہ مکان زمین مسجد کے لئے دیدیں، اگر یہ نہ ہو سکے تو قیمت کے ذریعہ دیدیں، ارباب انتظام اور مسجد کے ذمہ داروں کے چاہئے کہ ان مکانوں کو مفت حاصل کرنے کی کوشش نہ کریں۔ مناسب اور بہتر رقم دیں۔ تا کہ جب سہولت ہو وہ اس کی تلافی کر سکیں۔

جس درجہ کا مکان یا جس حیثیت کی زمین ہو اس کے اعتبار سے قیمت دیں۔ یا اس کے مثل یا اس سے بہتر یا اور کچھ بڑھا کر زمین دیں۔ جیسا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دیا۔ تا کہ مکان دینے والے کو دقت اور اعتراض نہ ہو۔ حسب منشا اور مناسب و بہتر قیمت اور بدل ملنے پر انکار کرنا درست نہیں۔ یہ خدا کی بندگی کے اور تقاضاء ایمان کے خلاف ہے۔

مسجد تنگ ہونے کی صورت میں بغل کی زمین بلا رضاء کے بھی قیمۃً لینا درست ہے۔

آبادی کے زائد ہونے کہ وجہ سے قدیم مسجد چھوٹی اور تنگ پڑ رہی ہو۔ تو مسجد کے بغل کی زمین لے کر مسجد میں شامل کر لی جائے گی، بغل والے کو چاہئے کے مسجد

کے لئے مناسب قیمت لے کر دے دے۔ کہ یہ خدا کا حق ہے اور اس سے عامۃ الناس کا حق وابستہ ہے۔ اور انفرادی مفاد کے مقابلہ میں اجتماعی مفاد کو ترجیح دی جاتی ہے۔ اگر مسجد کی ضرورت کے باوجود زمین مسجد کے لئے خوشی سے نہ دے تو پھر ارباب مسجد بغل والے سے زمین بہتر قیمت دے کر یا اسی کے مثل زمین وتعمیر دے کر جبراً بلا رضاء کے لے سکتے ہیں۔ اور ارباب مسجد اور ارباب انتظام کے لئے ایسا کرنا جائز ہے۔ تا کہ مسجد کی تنگی دور ہو سکے، اور اسے ارباب فقہ وفتاویٰ نے ذکر کیا ہے۔

ابن نجیم کی بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں ہے:

اذا ضاق المسجد علی الناس و بجنبه ارض لرجل توخذ ارضه بالقیمة کرهاً لما روی عن الصحابة رضی اللّٰه عنهم لما ضاق المسجد الحرام اخذوا ارضین بکره من اصحابها بالقیمة. وزادوا فی المسجد الحرام. (۲۷۶/۵)

اسی طرح درمختار میں ہے: "توخذارض و داء و حانوت بجنب مسجد ضاق علی الناس بالقیمة" رہا اس پر مزید علامہ شامی نے جواز اور دلیل کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ولو ضاق المسجد و بجنبه ارض وقف علیه او حانوت جاز ان یوخذ و یدخل .... لما روی عن الصحابة رضی اللّٰه عنهم لما ضاق المسجد الحرام اخذوا ارضین بکره من اصحابها بالقیمة و زاد وا فی المسجد الحرام. (ص۳۷۹)

البتہ اس مقام پر صاحب البحر نے تو کوئی قید نہیں ذکر کی ہے مگر علامہ شامی نے قید لگائی ہے کہ وہاں کوئی دوسری مسجد نہ ہو تب ایسا کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ بعض شہروں میں یا بعض جگہوں میں دوسری مسجد نہیں ہوتی اور نہ دوسری مسجد کا بننا آسان

ہوتا ہے۔

خیال رہے کہ ممالک اسلامیہ میں تو جبراً کسی کی زمین کو اچھی قیمت دے کر حاصل کیا جا سکتا ہے، مگر جہاں اسلامی مملکت نہیں وہاں بلا رضاء کے حاصل کرنا اور قبضہ کر کے مسجد کے مسجد میں داخل کرنا باوجود بہتر قیمت دے کر ایک مشکل ترین عمل ہے۔ اس لئے ایسے ممالک میں بہتر قیمت اور یا بہتر بدل دے کر کسی نہ کسی طرح اسے راضی کر کے حاصل کر لی جائے۔ شاید ہی کوئی ایس اایمان والا ہوگا جو بہتر قیمت و بدل ملنے پر بھی خدا کے گھر بننے میں تعاون نہ کرے۔ کہ وہ ہر وقت وہ خدا کا محتاج اسی کے فضل وکرم پر اس کی زندگی اور یہ سامان دنیا ہے۔

قیامت میں زمین فنا ہو جائے گی، مساجد باقی رہیں گی

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تذهب الأرضون كلها يوم القيامة إلا المساجد فإنها ينضم بعضها إلى بعض.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ساری زمین قیامت کے دن فنا ہو جائے گی، سوائے مسجد کے کہ یہ آپس میں ایک دوسرے سے مل جائیں گی (اور اوپر اٹھالی جائیں گی) (مجمع: ۲/۶، کنز العمال: طبرانی اوسط جامع صغیر: ۱۹۷)

فَائِدَة: مطلب یہ ہے کہ یہ مساجد فنائیت اور نیستی کو قبول نہیں کریں گی جس طرح زمین پہاڑ نالے نیست نابود ہو جائیں گے بلکہ اکراماً اور احتراماً جمع کر کے اوپر اٹھالیا جائے گا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسجد کبھی ختم نہیں ہوتی بلکہ اس کی مسجدیت باقی رہتی ہیں اور قیامت میں وہ محفوظ طور پر جمع ہو کر اوپر اٹھالی جائیں گی۔

مساجد آسمان والوں کے نزدیک تاروں کی طرح ہیں

عن ابن عباس قال المساجدبيوت الله فى الا رض تُضِيءُ لاهل

السماء کماتضئی نجوم السماء لاھل الارض.

(الطبرانی الکبیر، مجمع: ۷/۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہ مساجد اللہ کے گھر ہیں، جو زمین پر ہیں آسمان والوں کے نزدیک ایسے چمکتے ہیں جیسے زمین والوں کے لئے آسمان کے تارے۔ (مجمع الزوائد: ۷/۲)

فَائِدَہ: مساجد ذکر و تلاوت کی وجہ سے آسمان والوں کے نزدیک تاروں کی طرح چمکتے ہیں یہ چمکنا تلاوت ذکر اور عبادات کے آثار ہیں۔ زمین پر ذکر و عبادت کے مقامات آسمان والوں کے لئے تاروں کے مانند چمکتے ہیں اور یہ زمین باعث فخر ہو جاتی ہے اسی کو کسی عارف نے کہا ہے۔

رشک کرتا ہے فلک ایسی زمین پر اسعد
جہاں دوچار گھڑی ذکر خدا ہوتا ہے

جائے عبادت کی زمین دوسرے مقام پر فخر کرتی ہے

عن ابن عباس مامن بقعه یذکر اللّٰه تعالٰی فیهاالا فخرت علی ما حولها من البقاع و اسبتشرت من منتها ها الی سبع ارضین.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے کہ زمین کے جس کسی حصہ پر خدا کا ذکر (اس کی عبادت ہوتی ہے) وہ اپنے اردگرد کی زمین پر فخر کرتی ہے اور ساتوں زمین کی تہ تک یہ خوش خبری سناتی ہے (کہ میرے اوپر خدا کی عبادت کی گئی)۔ (اتحاف السادۃ: ۳۲، طبرانی)

اسی کو ایک عارف شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

رشک کرتا ہے فلک ایسی زمیں پر اسعد
جہاں دو چار گھڑی ذکر خدا ہوتا ہے

نماز جس جگہ پڑھی جائے وہ جگہ گواہ ہو جاتی ہے

عن عطاء الخراسانيى ما من عبد يسجد للّٰه سجدة فى بقعة من بقاع الارض الا شهدت له يوم القيامة و بكت عليه يوم يموت.

اخرجه ابن المبارك و ابو الشيخ عن ثور بن يزيد عنه قال ما من عبد يضع جبهته فى بقعة من الارض ساجدا للّٰه عز و جل الا شهدت له بها يوم القيامة و بكت يوم يموت.

امیر المؤمنین ابن مبارک نے عطا خراسانی سے نقل کیا ہے کہ زمین کے جس کسی حصہ پر مؤمن کوئی ایک بھی سجدہ کرتا ہے وہ زمین قیامت کے دن گواہی دے گی اور جس دن اس کی وفات ہوتی ہے وہ روتی ہے۔ (کتاب الزھد، اتحاف السادہ: ۳/۳۱)

ابن مبارک اور محدث بوالشیخ نے ثور بن یزید کی روایت سے نقل کیا ہے کہ زمین جس کسی حصہ پر بھی بندہ اپنی پیشانی خدا کو سجدہ کرنے کے لئے رکھتا ہے وہ زمین قیامت کے دن گواہی دے گی اور موت کے دن روئے گی (شرح احیاء: ۳/۳۲)

فَائِدَة: زمین کے جس حصہ پر عبادت کی جائے گی وہ زمین قیامت کے دن گواہی دے گی کہ اس نے عبادت کی تھی اس لئے مؤمن کو چاہیے کہ جہاں کہیں جنگل بیاباں صحراء پہاڑ دریا کے کنارے جائے نماز پڑھے اور ذکر کرے تاکہ کل قیامت میں وہ گواہی دے شاید اس کی گواہی سے مغفرت ہو جائے۔

مؤمن کی وفات پر اس کی جائے نماز روتی ہے

عن علی کرم اللّٰه وجهه اذا مات العبد و فى رواية اخرى ان المؤمن اذا يبكى عليه مصلاه من الارض و مصعد عمله من السماء ثم تلا فما بكت عليهم السماء و الارض و ما كانوا منظرين.

(ابن مبارك فى الزهد و الرقائق. ابن ابى الدنيا. اتحاف السادة: ۳/۳۱)

عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنهما تبکی علیه اربعین صباحا.
(اخرجه ابو الشیخ اتحاف: ۳۱)

عن مجاهد ما من میت یموت الا تبکی علیه الارض اربعین صباحا.

عن مجاهد قال ان العالم اذا مات بکت علیه السماء و الارض اربعین صباحا. (اخرجه عبد بن حمید اتحاف: ۳۱.)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب انسان مر جاتا ہے ایک روایت میں ہے کہ جب مؤمن کا انتقال ہوتا ہے تو زمین کا وہ حصہ جس پر وہ نماز پڑھا کرتا تھا، روتا ہے اور آسمان کا وہ حصہ جہاں سے اس کے اعمال آسمان پر جاتے تھے روتا ہے پھر قرآن کی آیت ﴿فما بکت علیه السماء و الارض و ما کانوا منظرین﴾ پڑھی۔ (ابن ابی الدنیا الزھد والرقائق اتحاف السادہ: ۱۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مؤمن کی موت پر زمین چالیس صبح روتی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ عالم کی موت پر زمین چالیس صبح تک روتی ہے

معاویہ بن قرہ کہتے تھے کہ زمین کے جس حصہ پر وہ نماز پڑھتا تھا وہ مؤمن کے مرنے سے روتی ہے۔

مسجد میں افضل جگہ کون ہے

عن ابی هریره (مرفوعاً) خیربقعه فی المسجدخلف الامام وان الرحمة اذانزلت بدآت بالامام ثم الذی خلفه ثم یمینه ثم یسیرة ثم تنغاص المسجدباهله.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مسجد میں افضل ترین جگہ امام

کے بالکل پیچھے ہے رحمت اولاً امام سے شروع ہوتی ہے پھر جو اس کے پیچھے ہوتا ہے پھر دائیں پھر بائیں پھر پوری مسجد کو گھیر لیتی ہے۔ (کنزالعمال:۶۱۴)

فَائِدَہ: معلوم ہوا کے امام کے مقابل پیچھے ہونا زیادہ فضیلت کا باعث ہے۔

مسجد میں بیٹھ کر وعظ وتقریر کرنا

قال ابورفاعه انتهيت الى النبى صلى اللّٰه عليه وسلم وهويخطب قال فقلت يارسول اللّٰه رجل غريب جاء يسئل عن دنيه لايدرى مادنيه قال فاقبل علّى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وترك خطبته حتى انتهى الى فاتى بكرسى حسبتُ قوائمه حديد اقال فقعد عليه رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وثم جعل يعلمنى مماعلمه اللّٰه ثم اتى خطبته فاتم آخرها.

حضرت ابورفاعہ کہتے ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا میں مسافر ہوں دین کے بارے میں معلوم کرنا چاہتا ہوں نہیں معلوم کہ دین کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ممبر پر سے نیچے اترے اور میری جانب متوجہ ہوئے اور خطبہ موقوف کر دیا پھر کرسی لائی گئی (تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر دین کی باتیں سکھائیں) میرا خیال ہے کہ اس کے پائے لوہے کے تھے، آپ اس پر بیٹھ گئے جو اللہ پاک نے آپ کو بتایا مجھے بتانے لگے پھر خطبہ دیا اور اسے پورا کیا۔

(مسلم:۱/۲۸۷، نسائی، ادب مفرد سبل الہدیٰ:۸/۹۶)

فَائِدَہ: مسجد میں کسی اونچی چیز منبر یا کرسی پر بیٹھ کر وعظ وتقریر بلا کسی کراہت کے سنت ہے، اس میں مخاطب کو سننے میں سہولت اور آسانی ہوتی ہے۔

مسجد میں ذکر اور تعلیمی حلقے اور اس کی مجلسیں

عن ابى هريرة قال سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم

يقول من جاء مسجدی هذا لم ياته الا لخير يتعلمه او يعلمه بمنزلة فهو المجاهد ين فی سبيل الله و من جاء بغير ذلك فهو بمنزله الرجل ينظر الى متاع غيره.

عن ابی امامة عن النبی صلی الله عليه وسلم قال من غدا الى المسجد لا يريد الا ان يتعلم خيرا او يعلمه كان له كاجر حاج تاما حجته رواه الطبرانی فی الكبير باسناد لا باس به.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو میری مسجد میں آئے اور اس کا کوئی مقصد نہ ہو سوا اس کے کہ کوئی بھلائی (دین آخرت کی بات) سیکھے یا اسے سکھائے تو وہ خدا کے راستے میں جہاد کرنے والے کے مثل ہے۔ (ابن ابی شیبہ: ۳۷۱، ابن ماجہ، طبرانی کبیر ترغیب: ۱/ ۱۰۵)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص مسجد صرف اس ارادے سے جائے کہ وہ کوئی بھلی بات (دین وآخرت کی باتیں) سیکھے یا سکھائے۔ اسے ایسے حاجی کا ثواب ملے گا جس کا حج کامل اور تام ہو۔

(طبرانی، ترغیب: ۱/ ۱۰۴)

فَائِدَة: اس حدیث میں مسجد میں دینی بیان، وعظ ونصیحت اور تعلیم وتعلّم کی فضیلت کا ذکر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسجد میں نماز کے علاوہ دینی حلقے اور وعظ ونصیحت کی مجلس بھی مشروع ہی نہیں باعث ثواب ہے۔ بعض لوگ وعظ ونصیحت پر اعتراض کرتے ہیں، سو یہ درست نہیں، صرف جماعت کے وقت اس کا لحاظ کیا جائے، بعض لوگ جماعت کے ختم کے بعد دیر تک مسجد آکر تنہا نماز پڑھتے رہتے ہیں، اور وعظ و بیان کی مجلس پر نکیر واعتراض کرتے ہیں، ان کا اعتراض غلط ہے، خود نکیر کے لائق ہیں کہ جماعت تغافل کی وجہ سے چھوڑ دی، اور جماعت چھوٹ جانے کے بعد مسجد میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ اب ان کو نماز گھر میں پڑھنی چاہیے، اپنے اہل وعیال میں

جماعت بنا کر نماز پڑھنی چاہیے، ''دیکھئے جماعت کے بیان میں'' حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی کے دو حلقے سے گزرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دونوں اچھے ہیں، البتہ اچھائی میں بہتر ہے دوسرے سے۔ بہر حال یہ لوگ اللہ سے دعاؤں میں لگے ہیں، اور اس کی جانب (ذکر وعبادت سے) متوجہ ہیں۔ خواہ اللہ ان کو دیں یا روک دیں، بہر حال یہ لوگ فقہ اور علم حاصل کر رہے ہیں، اسے سیکھ رہے ہیں، اور نہ جاننے والوں کو سکھا رہے ہیں، یہ لوگ افضل ہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں سکھانے والا بنا کر بھیجا گیا ہوں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مجلس میں تشریف فرما ہو گئے۔ (دارمی: ۱/۱۰۰)

فَائِدَة: دیکھئے مسجد نبوی میں دو حلقے تھے، ایک ذکر ودعاء کا دوسرا دین سیکھنے سکھانے کا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کی تعریف کی مگر تعلیم کے حلقے کو افضل فرما کر اس میں بیٹھ گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دینی امور، مسئلہ کے مسائل کے حلقے میں قائم رہیں اور اس کا سلسلہ رہے تا کہ لوگوں کو دینی معلومات، مسائل کا علم، حرام وحلال کا علم معلوم ہو، یہ بھی مساجد کے مقاصد میں سے ہے، صرف نماز و جماعت مساجد کے اعمال نہیں، وعظ وتقریر بھی اس کے اعمال میں سے ہیں۔

مسجد میں عقد نکاح کرنا مسنون ہے

عن عائشة رضى الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اعلنوا هذا النكاح واجعلوه فى المساجد واضربوا عليه بالدفوف. (ترمذی: ۱۲۹، سنن کبری: ۷/۲۹۰)

تَرْجَمَہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، نکاح علانیہ کرو اور اسے مسجد میں کرو، اور اس پر دف ڈھپڑہ بجاؤ۔

فَائِدَة: مطلب یہ ہے کہ نکاح چپکے چپکے چھپا کر نہ کرو، خوب اعلان کے ساتھ کرو،

اسی لئے مسجد میں کرنے کا حکم دیا جارہا ہے کہ یہاں عام مؤمنین کا اجتماع ہوتا ہے، علامہ مناوی نے مسجد میں نکاح کی مصلحت بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ مسجد میں اہل خیر اور اہل فضل کے اجتماع کی جگہ ہے۔ (۱۱/۲)

یعنی نیک اور صالحین کا اجتماع اور اس کی برکت کی وجہ سے یہ حکم ہے شرح تحفۃ الاحوذی میں ہے کہ مسجد میں ہونے سے مسجد کی برکت اور زیادہ شہرت کا باعث ہوگا۔ (مصری: ۳۱۰/۴)

اعلاء السنن میں ہے کہ نکاح کو عبادت کے ساتھ مشابہت عظیم حاصل ہے، مزید یہاں لوگوں کو جمع کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی، جماعت کی وجہ سے خود لوگوں کا اجتماع از دحام رہتا ہے، اس لئے مسجد میں نکاح کا حکم دیا گیا ہے۔ (اعلاء: ۱۱/۵)

فقہاء کرام نے بھی عقد نکاح کا مسجد میں اور جمعہ کے دن بہتر قرار دیا ہے، چنانچہ درمختار میں ہے، کہ مستحب ہے کہ عقد نکاح مسجد میں جمعہ کے دن ہو۔ (۸/۳)

چونکہ آپ ﷺ نے نکاح خوب اعلان اور اظہار کے ساتھ کرنے کو کہا ہے، اور جمعہ کے دن سب سے زائد مجمع ہوتا ہے، اور مبارک دن بھی ہے، ابن ہمام نے فتح القدیر میں کہا کہ عقد نکاح مسجد میں سنت ہے کہ یہ عبادت ہے، اور وہ بھی جمعہ کا دن ہو۔ (۱۰۲/۳)

حجۃ اللہ میں بھی شاہ ولی اللہ صاحب نے مسجد میں نکاح کرنا لکھا ہے۔ (۱۲۸/۲)

مگر افسوس آج اس سنت کا اہتمام نہیں کیا جاتا ہے، چونکہ نکاح میں واہی تباہی خلاف شرع امور کا سلسلہ چلتا ہے، یہ رسوم اور واہیات مسجد میں کہاں ہو سکتے ہیں اس وجہ سے مسجد کی برکت سے گریز کر کے واہیات کی بے برکتی اور نحوست کو فخر اور شرف کی بات سمجھتے ہیں، آج کے اس دور میں بیاہ شادی بے دینی اور گناہوں اور واہی رسموں کا سرچشمہ ہے، سنت اور شریعت کی رعایت کے ساتھ کرنے والے لوگ شاذ و نادر ہیں۔

صدقہ خیرات، مال وغیرہ کا مسجد میں تقسیم کرنا

عن أنس رضی الله عنه قال أتی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم بمال البحرین فقال انثروه في المسجد وکان أکثر مال أتی به رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فخرج رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم إلی الصلوة ولم یلتفت إلیه فلما قضی الصلوة جاء فجلس إلیه فما کان یری أحداً إلا اعطاه.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کے پاس بحرین سے مال آیا، آپ نے فرمایا اسے مسجد میں رکھ دو، اور یہ مال آنے والوں میں سب سے زاید تھا، آپ نماز کے لئے نکلے۔ اور اس کی طرف توجہ نہیں فرمائی (کہ مسجد میں مال رکھا ہے) نماز سے فارغ ہوگئے تو مسجد میں بیٹھ گئے، جو بھی نظر آتا آپ اسے دیتے۔ (مختصراً، بخاری:۱/۶۰)

فَائِدَة: اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ مسجد میں نماز کے بعد کسی چیز کا نمازیوں کے درمیان تقسیم کرنا اور بانٹنا درست ہے۔

حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں اور علامہ عینی نے عمدۃ القاری میں اس حدیث کے تحت لکھا ہے، مسجد میں عام لوگوں کے صدقہ خیرات کو تقسیم کرنا درست ہے، اسی طرح مسجد میں پینے کے پانی کا رکھنا کہ لوگ اسے پئیں درست ہے۔

(عمدۃ القاری:۴/۱۵۹، فتح الباری:۱/۴۱۱)

ہاں مگر اس بات کا سختی سے خیال رہے کہ تقسیم میں شور شغب ہنگامہ نہ ہو کہ یہ امور ناجائز ہیں، ایسی حالت میں تقسیم خیرات کو مسجد میں منع کر دیا جائے گا کہ مسجد کا احترام اور اس کو شور شغب اور ہنگامہ سے بچانا واجب ہے۔

اسی طرح ماہ مبارک میں بعض مقامات کی مسجدوں میں افطاری کے سلسلہ میں

شورشغب اور ہنگامہ دیکھا گیا ہے، ایسی صورت میں جب ان مکروہات پر کنٹرول نہ ہو سکے تو مسجد میں افطاری کا اور اس کی تقسیم وغیرہ کا سلسلہ بند کرنا واجب ہے، کہ افطاری کا مسجد میں بھیجنا واجب نہیں اور شور ہنگامے سے بچانا واجب ہے، عموماً آج کے دور میں عامۃ الناس میں مسجد کا احترام نہیں رہتا اس لئے اپنے علاقے کے ماحول اور لوگوں کے دینی مزاج کو دیکھ کر کام کیا جائے، کسی امر مستحب یا بہتر کی وجہ سے منکر اور ناجائز امور کا ارتکاب لازم نہ آئے۔

مسجد میں سائلین کو دینا

ابوبکر رضی اللّٰہ عنه دخلت المسجد فإذا أنا بسائل يسأل فوجدت كسرة خبزٍ فی يد عبدالرحمن فأخذتها منه فدمغتها إليه.

(ابو داؤد: ۲۳۵، مرقات: ۱۹۹)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں داخل ہوا، تو ایک سائل کو سوال کرتے دیکھا، میں نے عبدالرحمٰن کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا دیکھا تو اس سے لے کر سائل کو دیدیا۔

فَائِدَۃ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سائل کو دیا، ان جیسی روایتوں کے پیش نظر علماء کرام کی ایک جماعت نے مسجد میں سائل کو دینا درست قرار دیا ہے، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقات میں اور شرح مہذب میں علامہ نووی نے مسجد میں سائل کو اس کے مانگنے پر دینا درست نقل کیا ہے۔ (مرقاۃ: ۱۹۹، شرح مہذب: ۱۷۶)

اس کے برخلاف بعضوں نے مکروہ لکھا ہے کہ ملا علی قاری نے بھی اس کے مکروہ ہونے کو نقل کیا ہے، اور شرح احیاء میں ہے، حضرت ابن مسعود کا قول ہے جو مسجد میں سوال کرے، حق ہے کہ اسے نہ دیا جائے، اور قرآن پڑھ کر سوال کرے تو اسے مت دو۔ (اتحاف السادۃ: ۳۰۲/۲)

مرقات شرح مشکوٰۃ میں ہے، بعض آثار میں ہے، قیامت کے دن اعلان کیا جائے گا، اللہ کے مغضوب بندے کھڑے ہو جائیں، پس مسجد میں سوال کرنے والے کھڑے ہو جائیں گے۔ (۲/۲۰۰)

علامہ شامی رد المحتار میں اختلاف پر قول فیصل لکھتے ہیں، اگر سائل نمازی کے درمیان سے نہ گذرے، لوگوں کے گردنوں کو نہ پھاندے، ضد نہ کرے تو ان کی ضرورت پر مسجد میں دیدینے میں کوئی حرج نہیں۔ (۲/۱۶۴)

اسی طرح ملا علی قاری بھی لکھتے ہیں، اگر وہ اذیت دہ حرکت نہ کریں تو دینا مسنون ہے۔ (مرقات: ۲۰۰)

حاصل یہ نکلا کہ ① قرآن پڑھ کر سوال کرتا ہو تو بالکل نہ دیا جائے، ② صفوں کے درمیان چل کر مانگتا ہو تو نہ دیا جائے۔ ③ گردنوں کو پھاند کر ادھر ادھر مانگ رہا ہو تو نہ دیا جائے، ④ ہاں اگر ایک کنارے ہو کر، یا دروازہ کے پاس ایک جگہ اطمینان اور سنجیدگی سے سوال کر رہا ہو، مثلاً کپڑا اچھا کر بیٹھ جائے، اور واقعی اسے ضرورت بھی ہو، پیشاور نہ ہو تو اسے دینا مستحب اور مسنون ہے، ایسے سائل کو آپ ﷺ نے دیا ہے دلوایا ہے، اور دینے کی تاکید فرمائی ہے۔

ضرورت کے پیش نظر مسجد میں تالا لگانا اور اسے بند رکھنا

عن ابن عمر ان النبی صلى اللّٰه عليه وسلم قدم مكة فدعا عثمان بن طلحة ففتح الباب فدخل النبی صلى اللّٰه عليه وسلم و بلال و أسامة بن زيد و عثمان ابن طلحة ثم اغلق الباب فلبث فيه ساعة ثم خرجوا. (بخاری: ٦٧)

عن ابن جريج قال قال لي ابن مليكة يا عبدالملك لو رأيت مساجد ابن عباس و ابوابها. (بخاری: ١/٦٧)

حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ آپ ﷺ مکہ مکرمہ (مسجد حرام) میں تشریف لائے، تو حضرت عثمان بن طلحہ کو بلایا، (ان کے پاس کعبہ کی کنجی تھی) پس آپ ﷺ داخل ہوئے، اور حضرت بلال، اسامہ، اور عثمان ابن طلحہ پھر دروازہ بند کردیا گیا، تھوڑی دیر آپ اندر رہے پھر سب باہر نکل آئے۔

ابن جریج کے واسطہ سے ہے کہ ابن ابی ملیکہ نے مجھ سے کہا اے عبدالملک اگر حضرت ابن عباس کے مسجدوں کو دیکھو گے تو ان میں دروازے بھی پاؤ گے (جو بند کرنے کے لئے لگائے گئے تھے)

فائدہ: فتح مکہ کے موقعہ پر آپ ﷺ نے جب خانہ کعبہ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو خانہ کعبہ چونکہ مقفل رہتا تھا، اوراس کی کنجی حضرت عثمان بن ابی طلحہ کے پاس رہتی تھی اس لئے آپ نے ان سے کنجی مانگی داخل ہوئے آپ کے ساتھ چند صحابہ بھی داخل ہوئے، آپ نے نماز پڑھی پھر سب باھر آگئے، پھر خانہ کعبہ بند کردیا گیا، آپ ﷺ نے اسے کھلا رکھنے کا حکم نہیں دیا، اس سے معلوم ہوا کہ خانہ کعبہ اور دیگر خانہ خدا مساجد کو ضرورت پر حفاظت کے خاطر بند کیا جا سکتا ہے، چنانچہ دوسری روایت میں حضرت ابن عباس کی مسجدوں میں دروازہ کا ذکر ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ دروازہ اس لئے بنایا گیا تھا تا کہ بوقت ضرورت بند کیا جا سکے، اسی وجہ سے امام بخاری نے ان سے حدیث پر باب قائم کیا ہے، "الابواب والغلق للكعبه والمساجد" جس سے وہ حسب ضرورت وحفاظت کی خاطر مسجد کے دروازوں کو بند کرنا جائز اور مشروع قرار دے رہے ہیں۔ (بخاری:٦٧)

علامہ عینی شرح بخاری میں لکھتے ہیں کہ مسجد کی حفاظت اوراس میں جو چیزیں ہیں (مثلاً گھڑی، صف مصلی اور دیگر مساجد سے متعلق ہیں) اس کی حفاظت کے لئے مساجد میں دروازوں اور تالوں کا لگانا درست ہے، ابن بطال نے تو مسجد کے لئے دروازوں کا ہونا واجب قرار دیا ہے۔ (عمدۃ القاری: ۴/ ۲۴۷)

خلاصہ یہ ہے کہ اوقات نماز کے علاوہ سامان مسجد کے چوری اور ضائع ہونے کے خوف سے بند کرنا درست ہے، بہتر ہے کہ مسجد کے اندرون حصہ کو بند کردے تو صحن مسجد کو کھلا چھوڑ دے کہ نماز پڑھنے والوں کو وضو استنجاء اور نماز کی سہولت ہو، خصوصاً شہروں میں باہری دروازہ بند نہ کیا جائے کہ لوگ آکر نماز پڑھتے رہتے ہیں، ان کی سہولت کو اور ضرورت کو باقی رکھا جائے، اسی ضرورت کی وجہ مسجد حرام اور مسجد نبوی کو بند نہیں کیا جاتا۔

صرف مسجد جماعت ہی میں مردوں کا اعتکاف درست ہے

عن عبداللّٰه بن عمران رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كان يعتكف فى العشرالاواخرمن رمضان قال نافع قداراني عبداللّٰه المكان الذى كان يعتكف فيه رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فى المسجد. (مسلم: ٣٧١، بيهقى: ٤/٣١٥)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ رمضان کے اخیر عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے، حضرت نافع جو ابن عمر سے روایت کرنے والے ہیں انہوں نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے وہ جگہ مسجد نبوی میں مجھے دکھائی جہاں آپ اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔

عن حذيفة قال سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول كل مسجد له موذن وامام فالاعتكاف فيه ليصلح.

(دارقطنى: ٢/٢٠٠، كنز العمال: ٨/٥٣١)

حضرت حذیفہ نے کہا کہ میں نے رسول پاک ﷺ سے سنا کہ جس مسجد میں امام وموذن ہو اعتکاف اسی میں درست ہے، یعنی جہاں جماعت ہوتی ہو۔

عن عائشة رضى اللّٰه عنها ...... ولااعتكاف الافى مسجد

جماعة. (دارقطنی: ۲/۲۰۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسجد میں جماعت نہ ہو اس میں اعتکاف نہیں۔

فائدہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ آخری عشرہ کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور آپ ہمیشہ مسجد ہی میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے گھر میں جہاں نوافل وتہجد ادا فرماتے تھے وہاں آپ نے کبھی اعتکاف نہیں فرمایا۔

اس سے معلوم ہوا کہ مردوں کے اعتکاف کی جگہ صرف مساجد ہی ہیں، خیال رہے کہ وہ بھی ہر مسجد نہیں بلکہ جہاں پنجگانہ جماعت ہوتی ہو چنانچہ حضرت قتادہ نے حضرت ابن عباس اور حضرت حسن سے نقل کیا ہے کہ اعتکاف اسی مسجد میں ہوسکتا ہے جس میں جماعت ہوتی ہو۔

چنانچہ ابن نجیم بحرالرائق شرح کنز الدقائق میں لکھتے ہیں اس مسجد میں اعتکاف درست ہے جہاں امام موذن متعین ہو اور پنجگانہ جماعت ہوتی ہو۔ (۱/۲۲۴)

چنانچہ جو مسجد ویران ہو، ندی تالاب کے بغل کی مسجد اسی طرح جنگل کی مسجد میں اعتکاف درست نہیں۔ (طحاوی: ۳:۴۷۳)

مزید تفصیل عاجز کے رسالہ ''آداب اعتکاف'' کے باب ''محل اعتکاف'' میں دیکھئے اس مسئلہ پر تفصیل سے کلام ہے۔

کیا کیا چیزیں مسجد میں ممنوع اور درست نہیں

عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم جنبوامساجد كم مجانينكم وصيا نكم ورفع اصواتكم وسل سيوفكم بيعكم وشراء كم واقامته حدودكم وحصومنكم وجمروهايوم جمعكم واجعلوامطاهركم على ابوابها.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: پاگلوں سے، چھوٹے بچوں سے اور زور سے بولنے سے، اور تلوار نکالنے سے اور خرید فروخت سے اور حدوں کے قائم کرنے سے اور لڑائی جھگڑے سے مسجد کو بچاؤ۔ اور ہر جمعہ کو مسجد میں خوشبو کی دھونی دو۔ اور وضوخانہ کو مسجد کے دروازے کے پاس بناؤ۔

(ابن عبدالرزاق: ۴۴۲)

فَائِدَة: خیال رہے کہ مساجد میں وہ تمام چیزیں عبادت ذکر تلاوت اور آخرت کے اعمال کے علاوہ ہو اور اسی طرح شرافت وقار اکرام کے خلاف ہونا جائز نہیں۔ مثلاً سیاسی باتیں، بازاری باتیں، گھریلو اور معاشرتی باتیں۔ اسی طرح مسجد میں ادھر ادھر کھڑے رہنا۔ بلاصف کے ترتیب کے قبلہ کے رخ کے علاوہ دوسری طرف منہ کر کے بیٹھنا۔ مسجد میں دھلے کپڑے کا سکھانا مسجد میں حجامت بالوں کا بنانا (سوائے معتکف کے) یہ سب امور منع ہیں۔

مسجد میں خرید وفروخت لین دین منع ہے

عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم نهی عن التحلق یوم الجمعة قبل الصلاة وعن الشراء و البیع فی المسجد، عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال اذا راتیم من یبیع اویبتاع فی المسجدفقولوالا اربح اللّٰه تجارتك، وردی عن واثلةابن الاسقع ان البنی صلی اللّٰه علیه وسلم قال جنبوا مساجدکم شراء کم وبیعکم مختصراً

حضرت عمرو بن شعیب کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے مسجد میں خرید وفروخت سے منع فرمایا ہے۔ (نسائی: ۱/۱۱۷، ترمذی: ۷۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم

مسجد میں کسی کو خرید وفروخت کرتے دیکھو تو اسے کہہ دو کہ خدا تمہیں تجارت میں نفع نہ دے۔ (ابن حبان: ۵۲۸، ترغیب: ۱/۲۰۳، ترمذی)

حضرت واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی مسجدوں کو خرید وفروخت سے بچاؤ۔ (ترغیب: ۱۹۹، ابن ماجہ طبرانی)

فَائِدَة: معتکف کے علاوہ مسجد میں کسی قسم کا معاملہ خرید فروخت کا کرنا درست نہیں گناہ کی بات ہے۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ مسجد میں بیچنے والے کو یہ کہے: لاارنح اللہ تجارتک. خدا تیری تجارت میں فائدہ نہ دے۔

(ابن عبدالرزاق: ۱/۴۴۱)

مسجد میں گفتگو اور باتوں پر وعید

عن عبداللّٰه يعنى ابن مسعود رضى اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم سيكون فى آخرالزمان قومايكون حديثهم فى مساجد هم ليس للّٰه فيهم حاجة.

عن نافع ان عمركان اذاخرج الى الصلاة نادى فى المسجد اياكم واللغط وانه كان يقول ارتفعوا فى المسجد.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: عنقریب آخری زمانہ میں لوگ پیدا ہوں گے جن کی گفتگو کا اڈہ مسجد ہوگا، ایسے لوگوں کی خدا کو کوئی ضرورت نہیں۔ (ترغیب: ۱/۲۰۵)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب نماز کے لئے نکلتے تو مسجد میں اعلان فرماتے خبردار مسجد میں کوئی ادھر ادھر کی باتیں نہ کرے۔ (ابن عبدالرزاق: ۴۳۸)

فَائِدَة: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ مسجدوں میں جمع ہوں گے نماز پڑھیں گے حالانکہ ان میں کوئی (صحیح اور کامل)

مؤمن نہ ہوگا۔ (کہ مسجد کی بے حرمتی کریں گے دنیاوی باتیں کریں گے)۔

(اتحاف السادہ: ۳/۳۰)

مسجد میں گفتگو نیکیوں کو کھا جاتی ہے

ویروی فی الاثراوالخبر الحدیث فی المسجد یاکل الحسنات کماتاکل البہائم الحشیش. (شرح احیاء: ۳/۳۱)

امام غزالی نے یہ اثر نقل کیا ہے کہ مسجد میں دنیاوی باتوں کا کرنا نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح چوپائے گھاس کو چر لیتے ہیں۔ (شرح احیاء: ۳/۳۱)

مسجد میں ہنسنا قبر کی تاریکی کا باعث ہے

عن انس قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الضحک فی المسجد ظلمة فی القبر.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مسجد میں ہنسنا قبر کی تاریکی کا باعث ہے۔ (کنز العمال: ۷/۶۶۸)

فَائِدَۃ: مسجد عبادت توبہ استغفار کی جگہ ہے خدا کے دربار میں آکر گناہوں پر ندامت کی جگہ ہے رودھوکر خدا سے معافی اور دوزخ سے پناہ حاصل کرنے کی جگہ ہے ایسی جگہ میں ہنسنا بڑی غفلت اور بدبختی کی بات ہے، دربار خداوندی کے وقار کے خلاف ہے، وہ شہنشاہوں کے شہنشاہ اور اس کے مالک کا دربار ہے انسانی دربار میں کوئی ہنستا ہے تو اس مردود کو نکال باہر کیا جاتا ہے پھر خدا کے دربار میں ایسوں کا کیا انجام ہوگا، خدا کی پناہ!

مسجد میں وضو کرنا

عن ابی العالیة عن رجل من اصحاب النبی صلی اللّٰہ علیہ

وسلم قال حفظت لك ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم توضأفی المسجد.

عن ابن جریج. قال اخبرت ان ابن عمرکان یتوضأفی المسجد

ابوالعالیہ نے ایک صحابی سے روایت کی ہے کہ مجھے یاد ہے کہ آپ ﷺ نے مسجد میں وضو کیا ہے۔ (مجمع الزوائد: ۲/ ۲۱، السیرۃ الشامیہ: ۸/ ۹۶، مسند احمد)

ابن جریج نے بیان کیا ہے کہ مجھے خبر ملی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مسجد میں وضو کر لیتے تھے۔ (ابن عبدالرزاق)

فَائِدَة: خیال رہے کہ مسجد کے فرش اور زمین پر وضو کرنا اور فرش و زمین پر پانی گرانا مسجد کی حرمت اور احترام کے خلاف ہے۔ یا تو بالکل مسجد کے کنارے اس طرح بیٹھ کر کرنا مراد ہے کہ وضو کا پانی اور ناک وغیرہ فرش مسجد سے باہر گرے اس میں کوئی قباحت نہیں، خلاصہ یہ ہے کہ بیٹھے مسجد میں اور پانی گرائے مسجد کے باہر معتکف کو نفلی وضو اسی طرح کرنے کی اجازت ہے یا مطلب یہ ہے کہ مسجد میں کسی بڑے برتن، تسلے وغیرہ میں وضو کیا اور پانی اسی برتن میں گرایا، معتکف کو مسجد میں رہتے ہوئے اسی طرح وضو کرنے کی اجازت ہے (اوپر جو وضو کرنے کا ذکر ہے وہ حالت اعتکاف کا ہے)۔

مسجد میں وضو کرنے کی جگہ کہاں ہو

عن واثلہ بن الاسقع ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم جنبوامساجدکم صبیانکم ومجانینکم وشراء کم وبیعکم وخصوماتکم ورفع اصواتکم واقامة حدودکم وسل سیوفکم واتخذوا علی ابوابها المطاهر وجمر واهافی الجمع. (ابن ماجه: ٥٤)

حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ہماری مسجدوں کو چھوٹے بچوں اور پاگلوں سے، خرید وفروخت کے معاملہ کرنے سے اور اپنے مقدمات کو طے کرنے سے، اور بلند آواز کرنے سے، اور سزاؤں کے نافذ اور جاری کرنے سے اور تلوار کھول کرلانے سے بچاؤ، اور وضوخانے وغیرہ مسجد کے دروازے پر بناؤ، اور جمعہ کے دن خوشبو کی دھونی دو۔

(ابن ماجہ:۵۴، کنزالعمال: ۷/۶۶۷، بیہقی)

فائدہ: اس حدیث پاک میں مساجد کے مجموعی آداب کو بیان کیا گیا ہے جس میں آپ ﷺ نے طہارت خانہ جس میں وضوگاہ، پیشاب گاہ، اور غسل خانے سب داخل ہیں، اس کے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ یہ مسجد کے دروازے کے پاس ہو، یعنی مسجد کے اندرونی حصہ یاوسط، بیچ مسجد میں یا بغل میں، دائیں جانب یا بائیں جانب نہ ہو کہ اس صورت میں وضوخانہ کے پانی غیرہ سے مسجد کے احترام اور اکرام میں خلل پیدا ہوگا، اور اس کے متعلقات سے مسجد کی تلویث ہوگی، صفیں گندی ہوں گی اور جماعت ہونے کی صورت میں لوگوں کو پریشانی ہوگی، اس لئے وضوخانے مسجد کے پوربی حصہ میں دروازے کے قریب ہونے چاہئے، تاکہ بے وضو اور گندہ شخص پاک ونظیف ہوکر مسجد میں داخل ہو، مزید خیال رہے کہ وضوخانہ عین مسجد اور حد مسجد سے خارج ہوتا ہے اسی وجہ سے تو اس میں ہاتھ پیر کی گندگی اور ناک کی ریزش وغیرہ کو گرانا اور بہانا جائز ہوتا ہے۔

بعض مسجدوں میں وضوخانہ ''حوض'' خوبصورتی کے لئے وسط صحن میں بنادیتے ہیں سو یہ بہتر نہیں، اس سے مسجد کی بے ادبی ہوتی ہے اسی طرح بعض مسجدوں میں دائیں یا بائیں رخ میں وضوخانہ بنادیتے ہیں اس مسجد میں آدمی حد مسجد کو پار کرکے اور اس سے گذر کر وضوخانہ میں وضو کرنے جاتا ہے، یہ بہتر نہیں، ایسی شکل بہتر ہے کہ باوضو نظافت وطہارت کے ساتھ مسجد میں داخل ہو اور مسجد کی صفائی اور نظافت کا

پورے طور پر خیال رہے اور استنجاء خانے اور پاخانے ذرا مسجد کے حدود سے ہٹ کر رہیں تا کہ اس کی بو مسجد میں نہ آئے کہ مسجد کی نظافت کے خلاف ہے۔

مسجد میں زور سے بولنا اور گفتگو کرنا منع ہے

عن السائب بن یزیدکنت قائماً فی المسجد فحصبنی رجل فنظرت الیه فاذاعمربن الخطاب فقال اذهب فاتنی بهذین فجئته بهمافقال ممن انتمااومن این انتماقالامن اهل الطائف قال لوکنتما من اهل البلدلاوجعتکما ترفعان اصواتکمافی مسجد رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم.

حضرت سائب بن یزید کہتے ہیں کہ میں مسجد میں تھا ایک آدمی نے میری طرف ایک کنکری پھینکا میں نے دیکھا تو وہ حضرت عمر فاروق تھے انہوں نے مجھ سے کہا جاؤ اس دو آدمی کو (جو مسجد میں زور سے بول رہے تھے) پکڑ کر لاؤ میں پکڑ کر لایا تو آپ نے فرمایا، تم دونوں کہاں کے ہو انہوں نے کہا طائف کے آپ نے فرمایا اگر تم اس شہر کے ہوتے تو میں تم کو سخت مارتا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں آواز بلند کرتے ہو۔ (بخاری: ۶۷)

فائدہ: مسجد میں زور سے بولنا اور بلند آواز سے دینی گفتگو کرنا بھی منع ہے، آہستہ آہستہ اور سنجیدگی سے اور یہ دیکھ کر گفتگو کرے کہ کسی نمازی یا ذاکر وغیرہ کو پریشانی اور حرج تو نہیں ہوگا، دنیاوی گفتگو کی تو کسی طرح بھی اجازت نہیں۔

سوائے ذکر اور نیکی کے ہر کلام مسجد میں لغو ہے

عن ابی هریره رضی اللّٰه عنه (مرفوعاً) کل کلام فی المسجد لغوالاالقران وذکر اللّٰه ومسئاله عن خیراواعطائه.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر

بات مسجد میں لغو ہے سوائے ذکر اور قرآن کی تلاوت یا نیکی کے پوچھنے اور بتانے کے۔ (کنزالعمال:۶۷۱)

فَائِدَہ: مسجد میں سوائے ذکر تلاوت ومراقبہ کے کوئی اور عمل جس سے مسجد کا احترام جاتا رہے ممنوع ہے مسجد کا ادب یہ ہے کہ مسجد میں داخل ہوکر صف میں بیٹھ جائے اور ذکر تلاوت تسبیح میں لگ جائے ادھر ادھر کھڑا رہنا احترام مسجد کے خلاف ہے۔

مسجد میں خاموش نہ رہنے والوں پر فرشتے کی لعنت

وقدوردعن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ قال یاتی فی آخرالزمان ناس من امتی یاتون المساجد یقعدون فیہا حلقا حلقا ذکرھم الدنیا حبھم الدنیالاتجالسوھم فلیس للّٰہ بھم من حاجۃ وروی عنہ ایضاعلیہ الصلاۃ والسلام أنہ قال اذااتی الرجل المسجد فاکثرمن الکلام تقول لہ الملائکہ اسکت یاولی اللّٰہ فان زاد تقول اسکت یابغیض اللّٰہ فان زاد تقول اسکت علیك لعنۃ اللّٰہ۔ (مدخل:۲۲۵)

ابن الحاج مکی نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ سے یہ منقول ہے کہ آخری زمانہ میں ہماری امت کے لوگ مسجد میں داخل ہوں گے، حلقہ حلقہ بنا کر بیٹھ جائیں گے اور دنیاوی بات کریں گے اور دنیا سے محبت کرنے والے ہوں گے، سو ان میں نہ بیٹھنا اللہ کو ان کی کوئی ضرورت نہیں اور نیز آپ ﷺ سے یہ بھی مروی ہے کہ آدمی جب مسجد میں آتا ہے اور باتوں میں لگ جاتا ہے تو فرشتے اسے کہتے ہیں اے اللہ کے ولی خاموش ہوجاؤ، پھر بھی نہیں خاموش ہوتا ہے تو کہتا ہے اے اللہ کے دشمن خاموش ہوجاؤ، پھر بھی نہیں خاموش ہوتا ہے تو کہتے ہیں خدا کی تم پر لعنت و پھٹکار ہو خاموش ہوجاؤ۔ (مدخل:۲۲۷)

فَائِدَہ: دیکھئے مسجد میں خاموش نہ رہنے پر اور بولنے پر فرشتوں کی لعنت پڑتی ہے۔

مسجد کو گزرنے کا راستہ نہ بنائے

عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنھما ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لا تتخذو المساجد طرقا الالذکر اوصلاۃ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: سوائے ذکر ونماز کے مسجد کو راستہ نہ بناؤ۔ (طبرانی، ترغیب:۱/۲۰۵)

فَائِدَہ: بعض گھروں کا راستہ مسجد سے قریب ہوتا ہے تو لوگ مسجد سے گزر کر گھر چلے جاتے ہیں یہ ناجائز ہے اسی کو آپ نے منع فرمایا ہے کہ اس میں خدا کے گھر کی توہین ہے۔

جوں کھٹمل وغیرہ مسجد میں نہ مارے

عن رجل من الانصاران رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال اذا وجدا حدکم القملۃ فی ثوبھا فلیصرھا ولا یلقھا فی المسجد.

(مجمع: ۲/۲۰، مسند احمد)

وعن شیخ من اھل مکۃ من قریش قال وجد رجل فی ثوبہ قملۃ فاخذھا لیطرحھا فی المسجد فقال لہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا تفعل ردھا الی ثوبک حتی تخرج من المسجد.

(مجمع: ۲۰ مسند احمد)

عن ابیؓ ھریرۃ: اذا وجدت القملۃ فی المسجد فلفھافی ثوبک حتی تخرج.

ایک انصاری صحابی سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی

اپنے کپڑے میں کھٹمل پائے تو اسے مسجد میں نہ ڈالے۔

مکہ کے بعض شیوخ سے منقول ہے کہ کسی نے اپنے کپڑے میں کھٹمل پایا تو اسے پکڑ کر چاہا کہ اسے مسجد میں ڈال دے تو اسے رسول پاک ﷺ نے فرمایا: ایسا مت کرو اسے کپڑے میں رکھ کر مسجد سے باہر نکال دو۔ (مجمع:۲/۲۰)

فائدہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم مسجد میں کھٹمل (وغیرہ) کو پاؤ (تو اسے مسجد میں نہ مارو) اسے اپنے کپڑے میں کر کے مسجد سے باہر نکال دو۔ (کنز العمال:۷/۶۷۳)

فائدہ: کھٹمل جوں مارنے کی وجہ سے مسجد میں بدبو پیدا ہو جائے گی اور مسجد میں اس کی غلاظت رہے گی جو بہر حال درست نہیں۔

مسجد میں حلقہ بنا کر بیٹھنا منع ہے

عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه نهی ان یتحلق الناس فیه یوم الجمعة قبل الصلاة.

عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے جمعہ کے دن نماز سے قبل حلقہ بنا کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔ (ترمذی:۱/۷۳)

فائدہ: احترام مسجد میں یہ ہے کہ مسجد میں جب داخل ہو اور ابھی جماعت میں وقت ہو تو صف میں قبلہ رخ بیٹھ جائے اور ذکر تسبیح یا تلاوت و مراقبہ میں مشغول ہو جائے ادھر ادھر مجلس بنا کر باتوں میں لگنا منع ہے عموماً لوگ دور دراز سے جمعہ کے دن ذرا پہلے آجاتے ہیں، اور بجائے ذکر تلاوت کے حلقہ بنا کر ملاقاتی باتیں اور ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگ جاتے ہیں اس سے حدیث پاک میں منع کیا گیا ہے۔

مسجد میں شعر پڑھنا ممنوع ہے

عن حارثة بن مضرب رفعه قال قال رسول الله صلی الله

عليه وسلم اذارأتيم الشيخ ينشد الشعرفى المسجد يوم الجمعة ويذكرايام الجاهلية فاقرعواراسه بالعصا.

جبيربن مطعم رفعه عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم انه نهى ان تقام الحدود فى المسجد وينشد فيها الاشعار.

حارثہ بن مضرب سے مرفوعاً روایت ہے کہ جب تم کسی شیخ کو دیکھو کہ وہ جمعہ کے دن مسجد میں شعر پڑھ رہا ہو اور جاہلیت کی باتیں ذکر کررہا ہو تو اس کے سر پر لاٹھی مارو۔ (مطالب عالیہ:۱/۱۰۱)

جبیر بن مطعم سے مرفوعاً روایت ہے کہ آپ ﷺ نے مسجد میں اشعار پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ (مطالب:۱۰۰)

گمشدہ اشیاء کا اعلان مسجد میں کرنا ممنوع ہے

عن عمروبن شعيب عن ابيه عن جده عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم انه نهى عن تعريف الضالة فى المسجد. (مختصرا)

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہیکہ آپ ﷺ نے مسجد میں گمشدہ اشیاء کے اعلان کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (سنن کبری:۱/ ۴۴۸)

فَائِدَہ: مسجد سے باہر کوئی چیز گم ہو جائے تو اس کا اعلان مسجد میں کرانا درست نہیں حرام ہے، عموماً لوگ مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے اہم چیزوں کا اعلان کراتے ہیں، یہ جائز نہیں۔

مسجد میں اعلان کرنے والے کو کیا کہے

اباهريرة يقول قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم من سمع رجلاينشد ضالة فى المسجد فليقل لاردها اللّٰه عليك فان المساجد لم تبن لهذا.

عن جابر قال جاء رجل ينشد ضالة فی المسجد فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم لا وجدت.

عن ابی هريرة رضی الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا رأيتم من يبيع اويبتاع فی المسجد فقولوا. لااربح الله تجارتك واذا رأيتم من ينشد ضالة فقولو الا ردها الله عليك.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ فرماتے تھے جس کو تم مسجد میں گم شدہ اشیاء کا اعلان کرتے دیکھو اسے یہ (بددعا) کہو خدا تم کو گم شدہ نہ دلائے، مسجد اس کے لئے نہیں بنائی گئی۔ (مسلم: ۲۱۰، ابوداؤد: ۶۸)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص مسجد میں گمشدہ کے بارے میں اعلان کر رہا تھا تو آپ ﷺ نے اسے فرمایا: نہ پاؤ تم۔ (نسائی: ۱۱۹)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم کسی کو خرید وفروخت کرتے ہوئے مسجد میں دیکھو تو کہہ دو: خدا تمہاری تجارت میں نفع نہ دے اور جب تم گمشدہ کے تلاش کرنے کو مسجد میں پاؤ تو کہہ دو خدا نہ ملائے تم کو۔ (ترمذی، نسائی، ابن خزیمہ، ترغیب: ۲۰۳)

مسجد سے باہر کی گمشدہ چیز کا اعلان کرنا کروانا ناجائز ہے چونکہ مسجد میں لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے اس لئے پتہ اور علم ہونا آسان ہوتا ہے بعض لوگ مسجد کے مائک سے گمشدہ کا اعلان کراتے ہیں یہ ناجائز اور حرام ہے۔

مسجد سے گزرنا اور نماز نہ پڑھنا قیامت کی علامت

عن ابن مسعود رضی الله عنه من اشراط الساعة ان يمر الرجل فی المسجد فلا يركع ركعتين.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قیامت کی علامتوں میں سے

ہے کہ آدمی مسجد سے گزرے گا اور دو رکعت نماز نہ پڑھے گا۔ (ابن عبدالرزاق: ۱/۴۲۹)

فَائِدَة: مطلب یہ ہے کہ نماز کی اہمیت عبادات کا ذوق وشوق جاتا رہے گا چنانچہ آپ دیکھیں گے بہت سے لوگ مسجد کی زیارت کرتے ہیں مسجد کو دیکھتے ہے مگر ان کو ۲ رکعت نماز کی توفیق نہیں ہوتی، سنت یہ ہے کہ کسی بھی مسجد کی زیارت کرے مثلاً مشہور یا تاریخی مساجد تو وہاں نماز بھی پڑھ لے تا کہ مسجد کا حق ادا ہو اور وہ کل قیامت کے میدان میں گواہی دے۔

صف کی ترتیب کے خلاف مجلس لگا کر بیٹھنا قیامت کی علامت

عن عبداللّٰه بن مسعود رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم سیکون فی آخر الزمان قوم یجلسون فی المساجد حلقاً حلقاً امامهم الدنیا فلا تجالسوهم فانه لیس للّٰه فیهم حاجة. (مجمع الزوائد: ۱/۲٤ ج ۲ طبرانی)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخری زمانہ میں ایک قوم ہوگی مسجد میں حلقہ حلقہ بنا کر بیٹھے گی ان کے سامنے دنیا ہوگی۔ (دنیاوی باتیں دنیاوی امور) سو ان کی مجلس میں شریک مت ہونا اللہ کو ایسے لوگوں کی کوئی ضرورت نہ ہوگی (یعنی کوئی قدر منزلت و پرواہ نہ ہوگی اس قبیح حرکت کی وجہ سے)

فَائِدَة: مطلب یہ ہے کہ جیسے تیسے بلا ترتیب کے آکر بیٹھ جائیں گے اور دنیاوی گپ شروع کردیں گے اور ادھر ادھر کی بات کرنے لگیں گے، خانہ خدا کی رعایت نہیں کریں گے حدیث پاک کا واضح مفہوم ہے کہ قرب قیامت میں مسجد کی بے احترامی ہوگی خیال رہے ادب یہ ہے کہ مسجد میں قبلہ رخ دوزانوں ہوکر صف کی ترتیب سے بیٹھے، بعض مسجد میں آکر قبلہ رخ کے خلاف بیٹھ جاتے ہیں یہ بے ادبی ہے۔

مسجد کو گذر گاہ بنانا قیامت کی علامت

عن العداء بن خالد قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول لاتقوم الساعۃ حتی لا یسلم الرجل الاعلی من یعرف وحتی تتخذ المساجد طرقا. (مجمع الزوائد: ۸/۳۳۲)

حضرت عداء بن خالد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے آپ سے سنا کہ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب کہ لوگ اپنے پہچان والے کو سلام نہ کریں گے اور مسجدوں کو راستہ گذر گاہ نہ بنالیا جائے گا۔

فَائِدَۃ: مسجد کو راستہ یا گذر گاہ بنانا نہایت ہی قبیح حرکت ہے مسجد کی بے ادبی ہے اسے قیامت کی علامت بیان کیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ قرب قیامت میں لوگوں کی بد دینی کا یہ عالم ہوگا کہ اپنی سہولت کے لئے مسجد کے ادب کی پرواہ نہ کریں گے اور مسجد کو راستہ بنا کر اپنے مکان میں یا ضرورتوں میں آمد ورفت کریں گے۔

چنانچہ مسجد کے راستہ سے جن کا مکان قریب پڑے گا اور اس کے علاوہ کے راستہ سے ذرا فاصلہ پڑے گا تو مسجد کو راستہ بنا کر آمد ورفت کریں گے، یعنی معمولی سہولت پر دین کو قربان کر دیں گے خیال کیجئے کسی کے گھر کو سہولت کی وجہ سے راستہ بنا کر کوئی گذرے تو گھر والے اسے برداشت کریں گے ہرگز نہیں پھر خدائے پاک کی عزت اسے کیسے گوارہ کرے گی۔

مسجد میں آوازوں کا بلند ہونا قیامت کی علامت

عن علی بن ابی طالب قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا فعلت امتی خمس عشرۃ خصلۃ حل بھا البلاء قیل وماھی یارسول اللّٰہ قال اذاکان المغنم دولا والامانۃ مغنما والزکوۃ مغرما واطاع الرجل زوجتہ وعن امہ وبرصدیقہ وجفااباہ

وارتفعت الاصوات فی المساجد وکان زعیم القوم ارذلهم واکرم الرجل مخافة شره وشربت الخمور ولبس الحریر واتخذت القیان والمعازف والعن آخرهذه الامة اولها فلیرتقبوا عند ذالك ریحا حمراء اوخسفا اومسخا. (ترمذی: ۲/۴۴)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب میری امت میں یہ ۱۵/ چیزیں ہونے لگیں تو ان پر حوادث ومصائب کا سلسلہ شروع ہوجائے گا پوچھا گیا وہ کیا ہیں اے اللہ کے رسول؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

① جب مال غنیمت (مثلاً وقف اور عام لوگوں کا مال اس میں مدرسہ کا مال بھی شامل ہے) ذاتی ملکیت کی طرح ہوجائے۔ ② امانت اپنا مال ہوجائے۔ ③ زکوٰۃ کا ادا کرنا بوجھ تاوان کی طرح ہوجائے۔ ④ آدمی بیوی کا فرمانبردار ہوجائے اور ماں سے قطع تعلق کرے۔ ⑤ اپنے یاروں سے اچھا برتاؤ کرے اور باپ پر ظلم کرے۔ ⑥ مساجد میں آواز بلند ہونے لگے۔ ⑦ قوم کا سردار اور بڑا رذیل لوگ ہونے لگیں۔ ⑧ آدمی کا اکرام اس کے فتنے سے بچنے کے لئے کیا جانے لگے (یعنی اس کی نیکی اور بھلائی کی وجہ سے نہیں) ⑨ شراب عام ہوجائے، ⑩ ریشمی لباس پہنے جائیں۔ ⑪ گانے بجانے والیاں عام ہوجائیں، ⑫ پچھلے لوگوں کو اگلے لوگ برا بھلا لعن طعن کرنے لگ جائیں تو اس وقت سرخ آندھی کا، دھنسنے اور مسخ ہونے کا انتظار کرو۔

فَائِدَہ: دیکھئے آج اس دور میں قریب قریب تمام تر علامتیں پائی جارہی ہیں اس حدیث پاک میں ۱۵/امور میں سے ایک مساجد میں بلند آوازوں کا ہونا ہے محلوں اور قصبوں کی مسجدوں میں یہ علامتیں پائی جارہی ہیں۔ خصوصاً رمضان کے موقعوں پر جو عالم لوگ مساجد کی حرمت سے ناواقف لوگوں کی بھیڑ لگتی ہے اس میں بجائے وہ ذکر وتلاوت کے اور خاموشی کے اپنی اپنی ہانکنے لگ جاتے ہیں، ذرا سی کوئی بات

بولنے کے لائق ہوتی ہے تو زور شور سے بول کر اپنی سربراہی اور جاگیرداری دکھلاتے ہیں افطاری کے وقت افطاری کے سلسلے میں باہم شور کرتے ہیں جھگڑتے ہیں یہ سب امور ناجائز اور حرام ہیں، اگر افطاری کی وجہ سے زوروشور ہوتو مسجد میں افطاری بند کر دیں، کہ افطاری کا دینا جو واجب نہیں اس کی وجہ سے متعدد حرام اور ناجائز امور ہونے لگ جاتے ہیں دراصل ماہ مبارک میں جوان سے تھوڑی سی نیکی ہو جاتی ہے وہ ان کے چھوٹے شیطان کو بھاتی نہیں اس لئے وہ دوسرے گناہوں میں ڈال کر نیکی کو ضائع کر کے اس کے ذمہ گناہ لاد دیتے ہیں ایسے میں لوگوں کے متعلق آیت کریمہ ہے۔

﴿ضل سيعهم فی الحیوٰه الدنيا﴾ اللهم احفظنا.

دنیاوی امور مسجد میں قیامت کی علامت

عن عبدالله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم سيكون فى اخرالزمان قوم يكون حديثهم فى مساجدهم ليس لله فيهم حاجة. (موارد الظمآن: ۱/۹۹)

عن الحسن مرسلاقال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يأتى على الناس زمان يكون حديثهم فى مساجدهم فى امر دنياهم فلا تجد لسوهم فليس لله فيهم حاجة.

(مشكوٰة: ۷۱، بيهقى فى الشعب: ۲۲۲، مرقاة: ۲/۲۲۲)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا آخر زمانے میں کچھ لوگ ہوں گے جن کی گفتگو مساجد میں ہوں گی اللہ پاک کو اسے لوگوں کی ضرورت نہیں۔

حضرت حسن بصری سے مرسلا روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر

ایسا زمانہ آئے گا کہ ان کے دنیاوی امور کی باتیں مسجد میں ہوا کرے گی، سوایسی مجلس میں مت بیٹھنا اللہ کو ایسے لوگوں کی کوئی ضرورت نہیں (یعنی ایسوں سے ناراض ہوگا اوران کی کوئی پرواہ نہ ہوگی۔

فَائِدَہ: مسجد خالص عبادتی اور آخرتی امور ذکر تلاوت وعظ نصیحت کے لئے بنائی گئی ہے دنیا سے متعلق امور خواہ گفتگو ہو یا اور کوئی چیز ہو مسجد میں انجام دینا درست نہیں آپ ﷺ نے مسجد کے احترام کی تاکید فرمائی۔

اوراس کی بے احترامی کو بے دینی کی بات، دین سے لاپرواہی کی بات اور قیامت کی علامت فرمائی ہے آج یہ پیشنگوئی پوری ہوتی نظر آرہی ہے، لوگ اپنی دنیاوی امور کو مسجد میں حل کرتے ہیں، بعض علاقوں میں دیکھا گیا ہے جہاں گنجان آبادی ہے لوگوں کے پاس بنگلہ اور بیٹھک کی سہولت نہیں، اور مسجد میں کشادہ جگہ ہے، اور لوگوں سے ملاقات نماز میں آنے کی وجہ بسہولت ہوجاتی ہے وہ اپنے دنیاوی گھریلو مسئلے، آپسی تنازع کے مسئلہ، تجارتی مسئلہ مسجد میں کرتے ہیں یا اور کسی وجہ سے جمع ہوکر بات کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تو مسجد کو آسانی اور سہولت کے لئے اختیار کرتے ہیں یہ تمام امور ناجائز قرب قیامت کی علامت ہیں، آپ کے فرمان مبارک کا مطلب یہ ہے کہ اس قدر بے دینی قرب قیامت میں ہوجائے گی کہ اپنی ضرورت اور معمولی سہولت کی وجہ سے خدا کے گھر کی رعایت نہیں کریں گے معمولی مفاد پر دین کو اوراس کے آداب کو قربان کردیں گے۔

مسجد میں چھوٹے بچوں کو پڑھانا ممنوع ہے

عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم جنبوا مساجدكم صبيانكم عن مكحول (مرسلا) قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم جنبوا مساجدكم الصبيان.

عن واثلة بن الاسقع ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال جنبوا مساجدکم صبیانکم مجانیکم.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسجد کو چھوٹے بچوں سے بچاؤ۔ (ابن عبدالرزاق:۱/۴۴۲)

حضرت مکحول سے مرسلا مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مساجد کو بچوں سے اور پاگلوں سے بچاؤ۔ (ابن عبدالرزاق:۱/۴۴۲)

حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی مسجدوں کو بچوں سے اور پاگلوں سے بچاؤ۔ (ترغیب:۱/۱۹۹)

فائدہ: چھوٹے بچوں کو مسجد میں پڑھانا جس سے بے ادبی ہوتی ہو ممنوع ہے۔

مسجد میں ہوا خارج نہ کرے

عن ابن جریج قال قلت لعطاء لحدث الرجل فی مسجد مكة اومسجده فی البیت عمداغیر راقداقال احب الی ان لا یفعل.

حضرت ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء سے پوچھا کہ بالقصد نیند میں نہ ہو مکہ یا محلّہ کی مسجد میں ہوا خارج کرسکتا ہے انھوں نے کہا میں بالکل نہیں پسند کرتا۔ (ابن عبدالرزاق:۴۴۳)

فائدہ: مسجد میں ریح اور ہوا خارج کرنا مکروہ اور بے ادبی ہے آپ نے لہسن کی بو سے نہایت شدت سے منع کیا ہے تو اس کی کیسے اجازت ہوگی ضرورت ہوگی ضرورت محسوس کرے تو کسی بہانے سے مثلاً تھوک پھینکنے، ناک صاف کرنے کے بہانے باہر چلا جائے، بعض لوگون نے معتکف کو بھی ریح کے لئے باہر جانے کا حکم دیا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ معتکف باہر نہ جائے۔

مسجد میں ریح خارج کرنا ممنوع فرشتوں کی دعاء مغفرت سے محرومی کا باعث

عن ابی هریره رضی اللّٰه عنه ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال ان الملئكة تصلی علی احدكم مادام فی مصلاه الذی صلی فیه مالم یحدث تقول اللهم اغفر له اللهم رحمه. (بخاری: ٦٣، مسلم، نسائی ابوداؤد: ٦٧)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا تم میں سے جونماز پڑھنے کے بعد اسی نماز کی جگہ بیٹھا رہتا ہے تو حضرات ملائکہ اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں تاوقتیکہ اس کا وضو نہ ٹوٹے وہ اس کے لئے اللہ سے مغفرت اور رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔

فَائِدَہ: اس سے معلوم ہوا کہ نماز سے فراغت کے بعد ذکر اذکار وظائف واوراد میں کچھ دیر لگا رہے خصوصاً فجر وعصر کے بعد اس سے حضرات ملائکہ کی دعاء مغفرت ورحمت ملتی رہتی ہے اس وقت تک اسے دعا ملتی رہتی ہے جب تک اس کا وضو باقی رہتا ہے۔

فَائِدَہ: علامہ عینی نے شرح بخاری میں اور حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں بیان کیا ہے کہ مسجد میں ریح کا خارج کرنا گناہ ہے اور اس سے ملائکہ کی دعاء استغفار سے محرومی ہوجاتی ہے اس لئے کہ اس کی بو سے اسے سخت اذیت ہوتی ہے، ناک کی ریزش سے یہ زیادہ سخت ہے حافظ ابن حجر نے بیان کیا کہ حدیث پاک ناک کی ریزش کا تو کفارہ بھی ذکر کیا گیا ہے اور اس مدت کا کوئی کفارہ نہیں بلکہ اس کی سزا فرشتوں کی دعاء سے محروم ہوجانا ہے۔ (عمدۃ القاری: ۲۰۴، فتح الباری: ۱/ ۴۲۷)

شرح بخاری میں ہے کہ مسجد کے احترام کے پیش نظر ابن میسب اور حسن بصری

جسے وضو نہ ہو اس کا مسجد میں بیٹھنا مکروہ قرار دیتے ہیں۔ (عمدۃ القاری)

البتہ جمہور علماء اسے گو جائز قرار دیتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ مسجد میں ریح کا خارج کرنا درست نہیں نفلی اعتکاف کرنے والے کے لئے بھی مسجد میں ریح کا خارج کرنا درست نہیں ایسی ضرورت پڑے تو مسجد کی حد سے باہر نکل کر کرے، بعض حضرات نے تو عشرہ اخیرہ کے معتکف کو بھی ریح خارج ہونے کی صورت میں مسجد سے باہر جانے کو کہا ہے، اس سے مسجد میں ہوا خارج کرنے کی شدید کراہت معلوم ہوتی ہے کہ یہ انسان اور فرشتوں کی اذیت کا باعث ہے کیا اس کی بدبو پیاز لہسن سے کم ہے، کہ حدیث پاک میں اس کی کتنی سخت ممانعت ہے اس سے یہ مسئلہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ بعض مدرسے میں طلباء مسجد میں بھی کمرے میں رہنے کی طرح سوتے اٹھتے، بیٹھتے ہیں خواہ جگہ کی قلت ہو یا نہیں مسجد میں طلباء کا سکونت اختیار کرنا مسجد کی متعدد بے احترامی کی وجہ سے درست نہیں، مسافر پر اس کا قیاس کرنا درست نہیں دارالاقامہ میں جگہ نہ ہو تو داخلہ کرنا اور مسجد میں رکھنا درست نہیں کہ منہیات کا ارتکاب ہے اور تعلیم کا مقصد تو اسی سے بچنا ہے۔

مسجد میں کھانا پینا

عن عبداللّٰہ بن زبیر قال اکلنامع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یوماشواء ونحن فی المسجد فاقیمت الصلوۃ فلم نزدعلی ان مسحنا بالحصباء.

عن ابن عمران النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اتی بفضیح فی مسجد الفضیح فشربہ فلذلک سمی

عن عبداللّٰہ بن الحارث قال اکلنامع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ

علیه وسلم شواء فی المسجد.

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ آپ ﷺ کے ساتھ مسجد میں بھنا گوشت کھایا، جب جماعت کھڑی ہوئی تو سنگریزوں سے ہاتھ صاف کر کے نماز میں شریک ہو گئے۔ (مجمع الزوائد: ۲/۲۱)

ابویعلی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ مسجد (فضیخ) میں تشریف لائے اور فضیخ (نبیذ شربت) نوش کیا اسی وجہ سے اس کا نام مسجد فضیخ ہو گیا۔ (سبل الہدی: ۹۷، مجمع: ۲/۲۱)

حضرت ابن حارث کہتے ہیں کہ ہم نے آپ ﷺ کے ساتھ مسجد میں بھنا ہوا گوشت کھایا۔ (شمائل: ۱۱)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ مسجد کا احترام باقی رکھتے ہوئے مسجد میں کھانے کی گنجائش ہے، بعضوں نے یہ کہا کہ آپ نے حالت اعتکاف میں کھایا ہے، مسافر کے لئے مسجد میں کھانے کی گنجائش ہے، مسجد میں کھانے کی صورت میں دسترخوان یا کسی کپڑے کا بچھا لینا لازم ہے تا کہ کھانے کے ریزے نہ گریں۔

مسجد میں مسواک کرنا منع ہے

عن عمرو بن دینار قال یکره ان یتسوك فی المسجد وان یقلم فیه الاظفار.

حضرت عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ مسواک مسجد میں کرنا مکروہ ہے اسی طرح مسجد میں ناخن کاٹنا۔ (ابن عبدالرزاق: ۴۳۹)

فائدہ: مسجد میں مسواک کرنا مسجد کی نظافت کے خلاف ہے اور گندگی کا باعث ہے مسواک کرتے وقت منہ سے گندگی اور بدبو نکلتی ہے اور مسجد کو ان امور سے پاک رکھنے کا حکم ہے، بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ مسواک کرتے رہتے ہیں اور ٹہلتے

رہتے ہیں، اور مسواک کے ایک آدھ ریشے جو منہ میں ٹوٹ جاتے ہیں پھینکتے رہتے ہیں یہ تو اور بری بات ہے، اور وہ جو حدیث پاک میں ہے "المسواك عند الصلوة" اس کا مطلب "عند وضوء الصلوة." اس دور میں خصوصاً ضعف لثہ کی وجہ سے مسواک کرتے اور رگڑتے وقت خون نکل جاتا ہے، ظاہر ہے کہ خون نجس اور ناپاک وغلیظ شئے ہے، مسجد میں اس کا نکلنا کیسے گوارا کیا جاسکتا ہے، لہٰذا مسواک مسجد سے باہر وضوخانہ وغیرہ میں کیا جائے، مرقات میں بھی مسجد میں مسواک کرنے سے منع کیا ہے۔ (ص۲۰۳)

مسجد میں سونا ممنوع ہے

عن جابر رضی الله عنه (مرفوعاً) قوموا لاترقدوا فی المسجد. روینا عن ابن مسعود وابن عباس ثم عن مجاهد وسعید بن جبیر مایدل علی کراهیتم، النوم فی المسجد

عن ابی الهیثم قال نهانی مجاهد عن النوم فی المسجد.

عن جابربن عبدالله قال اتانارسول الله صلی الله علیه وسلم ونحن مضطجعون فی مسجده فضربنا بعسب کان فی یده وقال قوموا لاترقدوا فی المسجد.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا (کسی کو سوتا دیکھ کر) اٹھو مسجد میں مت سوؤ۔ (کنز العمال: ۷/۴۲۱)

محدث بیہقی ذکر کرتے ہیں حضرت ابن مسعود حضرت ابن عباس حضرت مجاہد اور سعید بن جبیر سے مسجد میں سونے کی کراہیت منقول ہے۔ (سنن کبریٰ: ۲/۴۴۷)

حضرت ابوالہیثم کہتے ہیں کہ مجھے حضرت مجاہد نے مسجد میں سونے سے منع کیا۔ (ابن عبدالرزاق: ۲۱)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ مسجد میں تشریف لائے ہم مسجد میں لیٹے ہوئے تھے، آپ کے ہاتھ میں کھجور کی شاخ تھی اس سے ہمیں مارا اور فرمایا اٹھو مسجد میں مت سوؤ۔ (ابن عبدالرزاق: ۴۲۲)

فَائِدَة: مسجد میں سونا لیٹنا مسجد کی حرمت اور احترام کے خلاف ہے، اس سے مسجد کا احترام باقی نہیں رہتا خصوصاً اس دور میں مسجد میں سونے کی اجازت دینا متعدد خرابیوں اور احترام کے خلاف امور کا باعث ہے، مسافر اور معتکف کے علاوہ کسی اور کو سونے کی اجازت فقہاء کرام نے بھی نہیں دی ہے، اس دور میں گھروں کی قلت لیٹنے سونے کی خاطر خواہ مقام نہ ہونے اور بچوں اور گھریلو شور وشغب سے پریشان ہو کر مسجد کو جائے آرام بناتے ہیں درست نہیں ہے، رمضان کے دنوں میں ٹھنڈک اور سکون وآرام ملنے کی وجہ سے مسجد میں سونے کا معمول بنا لیتے ہیں، کمر سیدھی اور کچھ تھکاوٹ دور کرنے کے نام سے مسجد میں لیٹ جاتے ہیں یہ مسجد کی حرمت وادب ومقاصد کے خلاف ہونے کی وجہ سے گناہ اور مکروہ ہے، مسجد کو نظیف اور پاک رکھنے کا حکم دیا گیا ہے سونے والے کا پسینہ ریح کا خروج وغیرہ اس کی صفائی کے خلاف ہے بعض مسجد میں سونے والوں کا بستر بسا اوقات ناپاک یا کم از کم گندہ ہوتا ہے جس کو دیکھ کر ایک شریف ونظیف آدمی بیٹھنے سے گھن کرتا ہے، پھر بھلا اس کی اجازت کہاں ہوسکتی ہے، البتہ معتکف کو اور مسافر کو اور تبلیغی جماعت کو ضرورت کی وجہ سے اجازت ہے اور وہ بھی مسجد کی صفائی اور احترام وادب کا لحاظ کرتے ہوئے ہے، بے ادبی اور بے احترامی کی صورت میں ان کو بھی روکا جاسکتا ہے، اسی طرح عابد ذاکر وشاغل کو بھی مسجد میں احترام مسجد کے ساتھ اجازت دی جاسکتی ہے چنانچہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما رات کو مسجد سے عبادت گزار کے علاوہ سب کو نکال دیا کرتے تھے۔ (مجمع الزوائد: ۲/۲۴، ابن عبدالرزاق، ۱/۴۲۲)

مسجد میں صنعت وحرفت کا کوئی کام خواہ مسجد کے نفع کے لئے ہو حرام ہے

قال علی رضی اللّٰه عنه دخلت مرة المسجد مع عثمان رضی اللّٰه عنه فری فیه خیاطا فا مر باخراجه فقلت یا امیر المؤمنین إنه یقم المسجد احیانا و یر شه و یغلق ابوا به فقال یا ابا الحسن المسجد منزه عن ذلك.

وکان عثمان رضی اللّٰه عنه یخرج من یخیطه فی المسجد و یقول جنبوا مساجد کم صنا عکم

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ مسجد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ داخل ہوا تو ایک درزی کو مسجد میں دیکھا تو ان کو نکال باہر کرنے کا حکم دیا تو میں نے کہا امیر المؤمنین وہ مسجد کی نگرانی بھی کبھی کرتا ہے اور اس میں پانی ڈالتا ہے اس کے دروازے کو بند کرتا ہے (مسجد کی تمام ضرورتوں کا خیال کرتا ہے اور اس کی دیکھ بھال کرتا ہے) آپ نے اس کے جواب میں فرمایا اے ابوالحسن مسجد کو اس سے (دنیاوی کام سے) محفوظ رکھا جائے گا۔ (کشف الغمہ :۸۱، کنز العمال: ۳۱۶/۸)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جو مسجد میں سلائی (وغیرہ) کرتا، مسجد سے باہر کر دیتے اور فرماتے مساجد کو صنعت وحرفت دنیاوی کام سے بچاؤ۔ (کشف :۱۱)

فَائِدَہ: مسجد عبادت کے لئے بنائی گئی ہے دنیاوی کام صنعت وحرفت کا اس میں کسی وجہ سے انجام دینا خواہ اس میں مسجد کا نفع ہو مسجد کی آمدنی اس سے ہو رہی ہو ناجائز اور حرام ہے، اسی طرح جو مسجد کی نگرانی کر رہا ہو دیکھ بھال کر رہا ہو مسجد کی خدمت کر رہا ہو اس نے سوچا لاؤ بیٹھے بیٹھے مسجد میں کوئی کام کرلیں اس کے لئے بھی کوئی آمدنی کا مشغلہ اختیار کرنا درست نہیں اسی طرح مسجد میں کتابت کا مشغلہ کرنا

درست نہیں، یہ سارے امور مسجد کے علاوہ حصہ میں جو مسجد ہی کی ملکیت ہو جائز ہے اسی طرح موذن امام وغیرہ مسجد میں کپڑے سکھاتے ہیں، دھوپ میں کپڑے پھیلا دیتے ہیں، ناجائز احترام مسجد کے خلاف ہے۔

شرح مہذب میں علامہ نووی لکھتے ہیں مسجد میں بیٹھے ہوئے کسی صنعت اور دنیاوی کام کو کرنا درست نہیں۔ (ص ۱۷۶)

ناپاک مرد اور عورت کو مسجد میں داخل ہونا سخت منع ہے

عن عائشة (قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم) فانی لا احل المسجد لحائض ولا جُنُب. (صحیح ابن خزیمه: ۲۸٤، ابوداؤد: ۳۰)

عن ام سلمة رضی اللّٰہ تعالٰی عنها قالت دخل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم صرحة هذالمسجدفنادی باعلی صوته ان المسجد لایحل لجنب ولا حائض. (ابن ماجه: ٤٧)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ناپاک مرد اور حائضہ عورت کے لئے حلال نہیں سمجھتا کہ وہ مسجد میں داخل ہوں۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے صحن میں داخل ہوئے اور بلند آواز سے اعلان کیا مسجد ناپاک مرد اور حائضہ عورت کے لئے حلال نہیں ہے۔

فائدہ: ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ ناپاک مرد جسے نہانے کی ضرورت ہو اور اس عورت کو جو حائضہ ہو مسجد کے حدود میں جہاں نماز و جماعت ہوتی ہو جانا ذرا دیر کے لئے بھی ٹھہرنا اور گذرنا حرام ہے۔

چنانچہ حیض اور نفاس والی عورت کو مسجد میں داخل ہونے اور جانے کی حرمت پر علامہ نووی نے شرح مہذب میں اتفاق لکھا ہے۔ (۳۵۸/۲)

شرح ترمذی میں ہے کہ ناپاک مرد اور حائضہ عورت کو جمہور علماء کے نزدیک مسجد میں داخل ہونا درست نہیں۔ (معارف:۴۵۴)

اسی طرح جنابت ناپاکی کی حالت میں مسجد کے حدود میں جانا ذرا دیر کے لئے بھی ٹھہرنا یا کسی سے بات کرنی ناجائز اور حرام ہے، علامہ نووی نے یہی مسلک کہ بیٹھنا یا کھڑا ہونا ایسوں کو حرام ہے، شوافع، مالکیہ سفیان ثوری عبداللہ بن مسعود ابن عباس، ابن مسیّب، حسن بصری سعید ابن جبیر، عمر بن دینار، اسحاق بن راھویہ اور احناف نے لکھا ہے۔ (۱۶۰/۲)

خیال رہے کہ ان لوگوں کا مسجد کے اس حدود میں جانا ممنوع ہے جو عین مسجد ہے جہاں جماعت ہوتی ہے اور جہاں تک معتکف اعتکاف کی حالت میں نکل نہیں سکتا، یہ عین مسجد ہے جو حصہ عین مسجد نہیں جیسے وضوخانہ پیشاب خانہ وغیرہ کی جگہ یہاں آنا اور رکنا جائز ہے اسی طرح دائیں بائیں جانب کا وہ صحن جو مسجد سے خارج ہو جہاں عموماً مکتب ہوتا ہے۔

اگر مسجد میں سونے والے کو نہانے کی حاجت ہو جائے تو اسے رکنا اور سونا جائز نہیں فوراً تیمّم کر کے مسجد کی حد سے باہر آجائے اور غسل کر کے پھر مسجد میں جائے بلا تیمّم کے مسجد سے نکلنا بھی جائز نہیں۔ (معارف السنن:۴۵۶)

شرح مہذب میں ہے کہ ناپاک ہونے کے بعد مسجد سے نکلنا واجب ہے۔ (۱۷۲/۲)

اسی طرح ناپاکی کے بعد مسجد میں رہتے ہوئے کپڑے وغیرہ کا نکالنا درست نہیں تاوقتیکہ تیمّم نہ کر لے، احناف کے نزدیک جنبی کا رکنا چلنا گذرنا ممنوع ہے۔

جنابت یا ناپاکی کی حالت میں مسجد میں چلنا اور گذرنا بھی ممنوع

عن ابی سعید قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لعلی

یاعلی لا یحل لاحدان یجنب فی هذا المسجد غیری وغیرك.

(ترمذی: ٢/ ٢١٤)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا اے علی کسی کے لئے حلال نہیں کہ اس مسجد سے جنابت کی حالت میں گذرے سوائے میرے اور تمہارے۔

فَائِدَہ: اس حدیث پاک سے جنابت یعنی ناپاکی کی حالت میں مسجد میں چلنا پھرنا گذرنا وغیرہ سب ممنوع اور ناجائز قرار دیا ہے۔

لہٰذا اگر مسجد کی دوسری جانب غسل خانہ ہو اور مسجد سے گذر کر جانا ہوتا ہو تو ناپاکی کی حالت میں گذرنا جائز نہیں ایسی صورت میں تیمّم کر کے گذرے۔

اسی طرح مسجد میں سونے والے کو احتلام اور نہانے کی حاجت ہو جائے، اب رکنا جائز نہیں فوراً نکلنا واجب ہے۔ (کذافی شرح المہذب: ۱۷۲/۲)

اس وقت بھی تیمّم کرے تب نکلے۔ (معارف السنن: ۱/ ۴۵۶، شامی)

بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ احتلام ہونے کے بعد بھی سوئے رہتے ہیں یہ درست نہیں کم از کم دو ناجائز امر کا ارتکاب ہے۔ ① ناپاک بدن کے ساتھ مسجد میں رکنا ② ناپاک کپڑے کا مسجد میں ہونا، اور یہ دونوں گناہ کبیرہ ہیں عموماً مسجد میں رہنے والوں کو اس کا خیال نہیں ہوتا، خواہ کوئی بھی ہو صالحین اور نیکوں کی جماعت کیوں نہ ہو مسجد کے احترام کے منافی امور کی اجازت نہیں دی جاسکتی، خیال رہے کہ اس حدیث پاک میں حضرت علی کرم اللہ وجہ کو اس حکم سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے کہ وہ اس حالت میں مسجد سے صرف گذر سکتے ہیں، چونکہ اس وقت ان کے کمرے کا دروازہ مسجد ہی کی جانب کھلتا تھا۔ (معارف السنن، شرح مہذب: ۱۷۲/۲)

علامہ نووی نے بیان کیا کہ آپ ﷺ کی خصوصیت میں سے یہ خصوصیت ہے کہ آپ مسجد سے گذر سکتے ہیں آپ پر اس حالت میں گذرنے کی ممانعت کا حکم

نہیں۔(۱۶۲/۲)

ناپاک مرد یا حائضہ جسم کے کسی ایک حصہ یا صرف ہاتھ مسجد میں داخل کرسکتی ہے

قالت عائشة قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم ناولینی الخمرة من المسجد قالت قلت انی حائض قال ان حیضتك لیست فی یدك.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ سے نبی پاک ﷺ نے مجھ کو مسجد سے فرمایا کہ یہ چٹائی مجھے دو تو میں نے کہا کہ میں حائضہ ہوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا حیض تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے۔(ترمذی:۳۵)

فَائِدَة: واقعہ یہ ہے کہ آپ ﷺ مسجد میں معتکف تھے مسجد سے بالکل حضرت عائشہ کا حجرہ متصل تھا حضرت عائشہ حیض کی ناپاکی کی حالت میں تھیں اور حجرہ میں تھیں آپ نے مسجد میں رہتے ہوئے چٹائی مانگی تو حضرت ام المؤمنین نے کہا کیسے دوں میں ناپاک ہوں اس پر آپ نے فرمایا حیض کی ناپاکی کا اثر ہاتھ میں تھوڑے ہی ہے، یعنی ہاتھ بڑھا کر دیدو اس سے ہاتھ کا ایک حصہ آئے گا پورا جسم تھوڑے ہی آئے گا چنانچہ اس حدیث پاک کے تحت علماء محققین نے بیان کیا ہے کہ ناپاک عورت جسم کا حصہ ہاتھ اور سر مسجد میں داخل کرسکتی ہے۔(معارف السنن:۴۵۴/۲، تحفۃ الاحوذی:۱۲۶/۱)

کافر مشرک کو مسجد میں داخل ہونے کی اجازت

عن عثمان بن ابی العاص ان رسول الله صلی الله علیه وسلم انزلهم فی قبة فی المسجد لیکون ارق لقلوبهم وفی روایة فقیل یارسول الله انزلتهم فی المسجد وهم مشرکون فقال ان الارض

لا تنجس انماینجس ابن آدم.

عن ابی هریره رضی اللّٰه عنه قال الیهود واتوا النبی صلی اللّٰه علیه وسلم وهو جالس فی المسجد فی اصحابه.

حضرت عثمان بن ابی العاص فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے وفد ثقیف کو (جو مشرک تھے) مسجد میں ایک خیمہ میں ٹھہرایا تھا تا کہ (نماز اور ذکر تلاوت کو دیکھ کر) ان کا دل نرم ہو جائے، ایک روایت میں ہے کہ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ نے ان کو مسجد میں اتارا حالانکہ وہ مشرک ہیں تو آپ نے فرمایا: زمین ناپاک نہیں ہوتی انسان ناپاک ہوتا ہے۔ (سنن کبریٰ: ۱/ ۴۴۵، طحاوی: ۱/ ۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے پاس یہود مسجد میں آتے اور آپ اپنے اصحاب کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما ہوئے۔ (۱/ ۴۴۵)

فَائِدَۃٌ: یہود، نصاریٰ، کافر، مشرک کا مسجد میں آنا جائز ہے بلاضرورت ان کو آنے سے روکا جائے ہاں اگر مسجد کا کوئی کام ہو رنگائی پوتائی یا تعمیر یا بجلی وغیرہ کا کوئی کام ہو تو ان سے مسجد میں یہ کام لیا جا سکتا ہے، البتہ گھٹنے کھول کر کام کرنے سے منع کریں کہ مسلمانوں کی نگاہ اس پر پڑنے سے گناہ ہوگا اور کشف ستر سے مسجد کی بے حرمتی ہوگی۔

قبلہ کی جانب ایسی چیز کا ہونا جس سے خلل پیدا ہو ممنوع ہے

عن عثمان ابن طلحة ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم دعابعد دخوله الكعبه فقال انی کنت رأیت قرنی الكبش حین دخلت البیت فنسیت ان آمرك ان تخمر هما فخمر هما فانه لاینبغی ان یكون فی قبلة البیت شئی یلهی المصلی. (احمدوابوداؤد، نیل: ١٦٤)

عن انس رضی اللّٰه عنه قال كان قرام لعائشة قدسترت به

جانب بيتها فقال لها النبي صلى الله عليه وسلم اميطى عنى قرامك هذا فانه لا تزال تصاويره تعرض لى فى صلاتى.

عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے کعبہ میں داخل ہونے کے بعد بلایا اور فرمایا: میں جب بیت اللہ میں داخل ہوا تو مینڈھے کی سینگھوں کو دیکھا میں اس وقت بھول گیا کہ تمہیں کہوں کہ اسے چھپادو، سو ان دونوں کو چھپا دو (پردہ ڈال دو) اس لئے کہ (بیت اللہ) کے قبلہ کی جانب کوئی ایسی چیز نہ ہو جو نماز میں خلل ڈالے۔

(ابوداؤد، نیل، الاوطار: ۱۶۴)

حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے ایک جانب تصویر دار کپڑا بطور پردے کے لگا تھا آپ نے ان سے فرمایا: اس سے اس تصویر کو مٹا دو کہ نماز میں یہ ہمیشہ خلل ڈالتی رہی۔ (بخاری: ۵۴، نیل، الاوطار: ۲/۱۶۴)

فَائِدَہ: معلوم ہوا کہ نماز پڑھنے والے کے رخ قبلہ کی جانب کسی بھی ایسی چیز کا ہونا جس سے ذہن اور آنکھ اس کی جانب جائے اور نماز میں دھیان منتشر ہو خلل پیدا ہو خشوع وخضوع میں مخل ہو منع ہے، اسی خلل ہونے کی وجہ سے آپ نے منع فرمایا، اگر کوئی چیز ہو اور زبان سے پڑھ لیا تو نماز ہی فاسد ہوگئی اور دل سے پڑھا تو نماز میں کراہت ہوئی، عموماً لوگ مسجد میں قبلہ کی جانب اعلان واشتہار وغیرہ آویزاں کر دیتے ہیں یہ درست نہیں کہ نماز میں ذہن منتشر ہوتا ہے اس سے خلل پیدا ہوتا ہے چنانچہ مدارس کے اشتہار عموماً مسجدوں میں بجانب قبلہ آویزاں کر دیتے ہیں بہت بری بات ہے یہ رنگ برنگ کے خوشنما ہوتے ہیں نماز میں خلل پیدا کرتے ہیں، کچھ ناواقف لوگ تو زبان سے پڑھ بھی لیتے ہوں گے تو ان کی نماز ہی فاسد ہو جاتی ہوگی اس سے سختی سے منع کیا جائے، ہاں دائیں جانب یا پیچھے کی طرف لگانے کی گنجائش ہے اگر نماز یا مسجد کے اداب ومسائل کے متعلق کوئی مفید بات ہو تو ذرا اوپر کر کے لگائیں تاکہ نماز میں نگاہ کے سامنے نہ پڑے۔

اسی طرح نظام الاوقات بھی جو بڑے حرفوں میں اور خوشنما بھی ہوتے ہیں قبلہ کی جانب لگانا درست نہیں کہ اس سے نماز میں بالکل نگاہ کے سامنے ہونے کی وجہ سے قلق ہوتا ہے۔

مساجد البیوت

گھر میں نماز ذکر وغیرہ کی جگہ متعین کر لینا مسنون ہے

اخبرنی محمود بن الربیع الانصاری ان عتبان بن مالك هو من اصحاب رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ممن شهدبدرامن الانصارانه اتی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فقال یارسول اللّٰه قدانکرت بصری وانا اصلی لقومی فاذا کانت الامطارسأل الوادی الذی بینی وبینهم لم استطع ان اتی مسجدهم فاصلی بهم وودت یارسول اللّٰه انك تاتینی فتصلی فی بیتی فاتخذه مصلی قال فقال له رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم سافعل ان شاء اللّٰه تعالٰی: قال عینان فغداعلی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم و ابو بکر حین ن ارتفع نهار فا ستاذن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فاذنت له فلم یجلس حین دخل البیت ثم قال این تحب ان اصلی من بیتك فقال فاشرت له الی ناحیة من البیت فقام رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فکبر فقمنا فصففنا فصلے رکعتین ثم سلم قال وجلسنا علی خزیرة صنعنا هاله.

محمود بن ربیع کہتے ہیں کہ حضرت عتبان بن مالک آپ ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا میں آنکھوں سے معذور ہوں اپنی قوم میں نماز پڑھاتا ہوں جب

بارش ہوتی ہے اور ہمارے اور ان کے درمیان وادی کے نالے بارش سے بھر کر بہنے لگتے ہیں تو میں مسجد نہیں آ سکتا ہوں، کہ ان کو نماز پڑھاؤں میں اے رسول اللہ یہ چاہتا ہوں کہ آپ ﷺ ہمارے گھر تشریف لائیں اور (کسی جگہ) نماز پڑھ دیں تو میں اسی جگہ کو مصلیٰ (اپنی نماز کی جگہ) بنالوں آپ ﷺ نے فرمایا: انشاء اللہ ایسا کردوں گا، عتبان کہتے ہیں کہ جب دن نکل آیا آپ ﷺ اور حضرت ابوبکر صبح تشریف لائے آپ ﷺ آئے تو (گھر میں) آنے کی اجازت چاہی میں نے اجازت دی گھر میں تشریف لانے کے بعد آپ ﷺ بیٹھے بھی نہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا بتاؤ کہاں چاہتے ہو کہ تمہارے گھر میں نماز پڑھوں (جسے تم اپنی مسجد بناؤ) میں نے گھر کے ایک کونے کی جانب اشارہ کیا چنانچہ آپ ﷺ کھڑے ہوئے تکبیر کہی ہم آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوئے صف کی طرح دو رکعت نماز پڑھی، سلام پھیرا تو ہم نے آپ کو روک لیا وہ حلوہ کھلانے کے لئے جو میں نے آپ ﷺ کے لئے بنایا تھا۔ (بخاری:۶۰)

فَائِدَہ: آپ ﷺ نے گھر میں نوافل وعبادات کی تاکید فرمائی ہے کہ نوافل وعبادات، اذکار وتلاوت کے نور سے گھر منور رہے اور عورتیں بھی گھر میں نماز پڑھتی رہیں اس لئے بہتر ہے کہ گھر میں کوئی ایک نماز اور دیگر عبادات کے لئے متعین کر لی جائے وہیں سب نماز اور دیگر عبادت کریں یہ حصہ گھر کی مسجد ہوگی اسی جگہ عورتیں ماہ رمضان میں اعتکاف کریں گی یہ حصہ برکۃ مسجد ہوگا شرعاً مسجد نہیں ہوگی لہٰذا جنبی کا آنا یہاں جائز ہوگا۔

گھروں میں مسجد بنانے کا حکم

عن عائشه قالت امررسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ببناء المسجد فى الدور وان تنظف وتطيب:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اپنے گھروں میں مسجد بنائیں اور اسے پاک وصاف رکھیں اور خوشبو دیتے رہیں۔ (ابوداؤد:٦٦)

فائدہ: محدثین نے بیوت المساجد کے نام سے باب قائم کر کے اشارہ کیا ہے کہ گھر کے کسی ایک حصہ کو نماز اور دیگر عبادات کے لئے متعین کر لینا مسنون ہے اس سے گھر میں بہت برکت ہوتی ہے شیاطین اور خبائث کا اثر نہیں ہوتا۔

اسی وجہ سے آپ ﷺ نے فرمایا گھر میں بھی نماز پڑھا کرو اسے قبرستان مت بناؤ۔ (بخاری:۱/ ۱۵۸)

یعنی قبرستان کی طرح گھر کو نماز سے خالی مت کرو اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا جب مسجد میں نماز پڑھو تو گھر میں بھی نماز کا کچھ حصہ باقی رکھو، اس سے گھر میں نماز اور نماز کی جگہ بنانے کی تاکید معلوم ہوتی ہے۔

محلوں اور قبیلوں میں مسجد بنانے کا حکم

عن سمرة قال انه کتب الی بنیه، امابعد فان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کان یامرنابالمساجد ان نصنعهافی دورنا ونصدح صنعتها وتطهرها. (ابوداؤد: ٦٦)

حضرت سمرہ نے اپنے بیٹے کو خط لکھتے ہوئے کہا، امابعد رسول پاک ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اپنے محلوں اور قبیلوں میں مسجد بنائیں اس کی نگرانی کریں اسے صاف رکھیں۔

فائدہ: آپ ﷺ نے ''ہر دار'' یعنی محلوں اور قبیلوں میں مسجد بنانے کا حکم دیا ہے دار کا ایک مطلب گھروں میں نماز پڑھنے کی جگہ کے متعین کرنے کا بھی ہے اور دوسرا اس سے زیادہ واضح مفہوم محلّہ اور قبیلہ کا ہے، چنانچہ مجمع البحار میں ہے دور سے مراد

منازل محلے اور قبائل ہیں جس کی وضاحت ایک دوسری حدیث سے بھی ہوتی ہے۔
”مابقیت دار الا بنی فیھا مسجد“ یعنی کوئی محلّہ باقی نہ رہا جس میں مسجد نہ بنی ہو یعنی قبیلے۔ (مجمع بحار الانوار:۲/۲۰۶)

عون میں امام بغوی کی شرح السنہ سے ہے کہ حدیث پاک کا مطلب یہ ہے محلوں میں مسجدیں بنائی جائیں سفیان نے بھی اس سے مراد لیا ہے کہ محلوں اور قبیلوں میں مسجد کی تعمیر کی جائے۔ (عون المعبود:۱/۱۷۳)

علامہ شعرانی کشف الغمہ میں فرماتے ہیں آپ ﷺ محلوں اور قبیلوں میں مساجد کی تعمیر کا حکم دیتے تھے۔ (۱/۸۰)

ان تمام روایتوں سے معلوم ہوا کہ اہل اسلام کو اپنے اپنے محلوں میں مسجد ضرور بنانی چاہئے قصبوں اور بڑی بستی میں جہاں کئی محلے ہوں ایک دو مسجد کافی نہیں اہل محلے کی ذمہ داری ہے کہ محلے میں نہ ہونے پر مسجد تعمیر کریں، اسی طرح جہاں نئی آبادی ہو رہی ہو وہاں مسجد کے لئے بھی زمین کی ترتیب رکھیں یہ مساجد اسلامی قلعے ہیں یہاں سے دین اسلام کی حفاظت ہوتی ہے جمعہ اور جماعت کا قیام ہوتا ہے۔ وعظ ونصیحت ہوتی ہے، محلے اور قریبی علاقوں میں مسجد ہونے کی وجہ شرکت جماعت میں سہولت ہوتی ہے، اردگرد میں کچھ نہ کچھ مسجد کی برکت سے دینی فضاء رہتی ہے اس لئے مسلمانوں کو اس کے قیام اور تعمیر کا خاص خیال ہونا چاہئے۔

بعض قصبات اور قریہ کبیرہ میں کئی محلے ہوتے ہیں وہاں ہر محلّہ میں مسجد نہیں ہوتی اس حدیث سے ہر محلے میں مسجد بنانے کی تاکید ہوتی ہے، محدث بیہقی نے لکھا ہے کہ دور اور دیار کا مطلب قبائل اور اپنی آبادی میں مسجدیں بنانی ہیں، ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ دار شامل ہے محلے کو دوسرا احتمال یہ ہے کہ مراد گھر کے اندر جو نماز اور ذکر تلاوت کی جگہ ہوتی ہے وہ ہو۔ (الفتح الربانی:۳/۷۸)

بازاری علاقوں اور تجارتی جگہوں میں مسجد کی تعمیر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جماعت کی نماز اور بازار کے جماعت کی نماز کی فضیلت گھر کے مقابلہ میں ۲۵ رگنا زائد ہے، جب تم میں سے کوئی وضو کرتا ہے اور اچھی طرح کرتا ہے اور نماز ہی کے ارادے سے مسجد آتا ہے تو ہر ایک قدم پر ایک درجہ بلند ہوتا ہے یا ایک گناہ معاف ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ مسجد میں داخل ہو جاتا ہے اور جب مسجد میں آجاتا ہے تو جب تک نماز کی وجہ سے رکا رہتا ہے تب تک اسے نماز کا ثواب ملتا ہے اور جب تک وہ اس جگہ جس جگہ نماز پڑھی ہے بیٹھا رہتا ہے تو حضرات ملائکہ اس کے لئے رحمت کی دعائیں کرتے رہتے ہیں تاوقتیکہ وضو نہ ٹوٹ جائے۔ (بخاری:۷۹)

فائدہ: اس حدیث پاک میں ہے کہ بازار میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے یا بازار کی مسجد میں نماز پڑھنے سے ۲۵ رگنا زائد ثواب ملتا ہے، آپ ﷺ نے مسجد سوق فرمایا ہے جس سے معلوم ہوا کہ بازار کے حدود اور حلقہ میں اور جہاں تجارتی امور ہوتے ہوں وہاں مسجد ہونی چاہئے، کہ بازار شر البقاع بدترین مقامات ہیں دنیاوی اموراور شیاطین کے اڈے ہیں، غفلت اور دنیاداری کی جگہ ہے ایسی جگہ مسجد بناؤ تا کہ غفلت کی جگہ ذکر وعبادت سے معمور رہے دنیا کے ساتھ دین وعبادت باقی رہے۔

خیال رہے کہ بازاری علاقوں اور حدود میں مسجد کا ہونا بہت ضروری ہے تا کہ جب نماز کا وقت ہو جائے تو بازار آنے والے اور یہاں بازار کے مکان اور دکان دار حضرات جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں، جمعہ اور جماعت کا اہتمام رہے ورنہ تو بازار آنے والے اور خاص کر دوکاندار حضرات جماعت تو کیا نماز بھی ان سے جاتی رہے گی۔

بازاری حدود میں کسی مسجد کا ہونا اس لئے ضروری ہے تا کہ بسہولت جماعت پنجگانہ میں جماعت میں اور تراویح وغیرہ شریک ہوں، اس طرح مسجد میں جو دینی اصلاحی وعظی نظام چلتا ہے اس سے بازار کے مسلمانوں کا تعلق دین سے باقی رہتا ہے، آپ دیکھیں گے مسجد رہنے کی صورت میں شرکاء جماعت کی تعداد بھی اچھی خاصی ہوجاتی ہے نہ ہونے کی صورت میں بے نمازیوں کی تعداد بڑھ جاتی ہے اس لئے ہمارے اسلاف نے بازار میں مسجد ہونے کا اہتمام کیا ہے۔

عورتوں کا مسجد میں نماز کے لئے جانا کیسا ہے

عن ام حمید امرأة ابی حمید الساعدی رضی اللّٰہ عنها انهاجاء ت الی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فقالت یارسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم انی احب الصلاة معك قال قد علمت انك تحبین الصلاة معی وصلاتك فی بیتك خیرمن صلاتك فی حجرتك وصلاتك فی حجرتك خیرمن صلاتك فی دارك وصلاتك فی دارك خیرمن صلاتك فی مسجد قومك وصلاتك فی مسجد قومك خیرمن صلاتك فی مسجد ی. قال فامرت فبنیٰ لها مسجد فی اقصی شئی من بیتهاواظلمه وكانت تصلی فیه حتی لقیت اللّٰه عزوجل.

ابوحمید الساعدی کی بیوی ام حمید رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ وہ رسول پاک ﷺ کی خدمت میں آئیں اور کہا کہ اے اللہ کے رسول مجھے یہ بہت پسند ہے کہ میں آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھوں (یعنی مسجد میں آکر جماعت کے ساتھ نماز پڑھوں) آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں مجھے معلوم ہے کہ تمہیں میرے ساتھ نماز پڑھنا بہت پسند ہے (سو سن لو) تمہاری نماز چھوٹے کمرے میں پڑھنا بہتر ہے بڑے

کمرے سے، اور بڑے کمرے میں بہتر ہے گھر میں پڑھنے سے اور تمہاری نماز گھر میں بہتر ہے محلّہ کی مسجد میں پڑھنے سے، اور محلّہ کی مسجد میں تمہاری نماز بہتر ہے میری مسجد سے، چنانچہ راوی کہتے ہیں کہ انہوں نے حکم دیا کہ گھر کے بالکل کنارے میں جہاں زیادہ اندھیرا رہتا ہو نماز کی جگہ بنادی جائے، اور اسی جگہ ہمیشہ نماز پڑھتی رہیں یہاں تک خدائے پاک سے جاملیں، (ترغیب:۱/ ۲۲۵، مجمع الزوائد:۳۴)

فَائِدَة: دیکھئے ام حمید جو ایک متقی پرہیزگار صحابیہ تھیں درخواست اور تمنا ظاہر کی کہ میں مسجد نبوی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھا کروں گی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نصیحت فرماتے ہوئے فرمایا کہ چھوٹے حجرے میں جہاں اندھیرا اور تاریکی رہتی ہو وہاں سب سے بہتر ہے بمقابلہ دوسری جگہ کے اور انتہائی پردے کی جگہ کو بہت بہتر بتایا، اس کی تمنا کے مقابلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پردہ کو ترجیح دی، اس سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کا مسجد میں نماز کے لئے آنا بالکل پسند نہ فرماتے تھے۔

عورتوں کے لئے گھر کا گوشہ بہتر ہے

عن ام سلمة رضی اللّٰه عنها عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال خیر مساجد النساء قعر بیوتهن.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے بہتر عورتوں کی نماز پڑھنے کی جگہ گھر کا کونا اور کنارے کا کمرہ ہے۔

(ترغیب:۱/ ۲۲۶، مجمع:۲/ ۳۳)

فَائِدَة: چونکہ اس میں سب سے زیادہ پردہ ہے۔

عورتوں کی نماز روشنی کے بجائے تاریکی میں بہتر ہے

عن ابی الاحوص رضی اللّٰه عنه عن النبی صلی اللّٰه علیه

وسلم قال ان احب صلاة المرأة الى الله فى اشد مكان فى بيتها ظلمة.

وعنه (ابن مسعود) رضى الله عنه قال ماصلت امرأة من صلاة احب الى الله من اشد مكان فى بيتها ظلمة.

حضرت ابوالاحوص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: عورتوں کے لئے بہترین، باعث فضیلت نماز وہ ہے جو گھر کے کسی زیادہ تاریک اور اندھیرے مکان میں ادا کی گئی ہو۔ (صحیح ابن خزیمہ: ترغیب: ۱/ ۲۲۷)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس عورت کی نماز سے بہتر کسی کی نماز نہیں جس نے گھر کے زیادہ تاریک اور اندھیرے مکان میں ادا کیا ہو۔ (طبرانی ترغیب: ۱/ ۲۲۷)

فَائِدَۃ: دیکھئے ان روایتوں میں کس قدر حکیمانہ اسلوب سے مسجد کے مقابلہ میں گھر کے اس مقام کو ترجیح اور باعث فضیلت بیان کیا گیا ہے جہاں زیادہ تاریکی اور اندھیرا رہتا ہو، جیسے گھر کی چھوٹی کوٹھری یا کسی گوشہ اور کنارے میں تاکہ وہ نماز اور عبادت کی حالت میں بھی تنہائی اور ستر کے ساتھ رہے اور ظاہر ہے یہ بات مسجد میں کہاں نصیب ہوسکتی ہے، وہاں مردوں کے اختلاط، وہ بھی اجانب کا آپ ﷺ اسے کہاں پسند کر سکتے تھے، بعد کے حالات کو دیکھ کر آپ ﷺ خود عورتوں کو مسجد سے منع فرما دیتے۔

حالات کے پیش نظر آپ بھی مسجد میں آنے سے روکتے

عن عائشة رضى الله عنها قالت لوادرك رسول الله صلى الله عليه وسلم ماا حدث النساء لمنعهن المسجد كما منعت نساء بنى اسرائيل فقلت لعمره اومنعن قالت نعم.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ ان چیزوں کو دیکھ لیتے جن کو انہوں نے بعد میں اختیار کیا تو آپ ﷺ ان کو مسجد آنے سے منع فرمادیتے جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا، راوی نے عمرہ سے پوچھا کیا بنی اسرائیل کی عورتیں روک دی گئیں تھیں انہوں نے کہا: ہاں (بالکل مسجد آنے سے اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا)۔ (بخاری: ۱۲۰، مسلم: ۱۸۳)

فَائِدَة: علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ شرح بخاری میں لکھتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے زمانہ میں عورتوں کے بعض منکرات کو دیکھا جب کہ آپ ﷺ کی وفات کو تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا تو منع کی قائل ہوگئیں اگر ہمارے زمانہ میں (علامہ عینی کے زمانے میں جبکہ نویں صدی ہجری کا زمانہ تھا) عورتوں کے منکرات کو جو عصری عورتوں میں رائج ہوگئیں ہیں اگر دیکھ لیتیں تو شدت سے انکار کرتیں، اوراس زمانہ میں جب کہ ۱۵/رہویں صدی ہجری کا عہد ہے عورتوں کی عریانیت اور فتنہ کہاں پہنچ چکا ہے اہل علم پر مخفی نہیں لہٰذا بدرجہ اولیٰ منع اور شدت سے روکی جائیں گی اور ہرگز ان کو اجازت دیگر فتنہ کے دروازے کو مساجد کے حق میں نہیں کھولا جائے گا، علامہ تیمی کے قول کو علامہ عینی نے ذکر کیا ہے کہ یہ حدیث دلیل ہے کہ عورتوں کو فساد حادث کے سبب مسجد جانے کی اجازت نہ دی جائے گی۔ (عمدۃ القاری: ۱/۱۵۹)

بنی اسرائیل کی عورتوں کو مسجد آنے سے کیوں روکا گیا

عن عائشة رضی اللّٰه عنهاقالت بينمارسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم جالس فی المسجد اذدخلت امرأة من مزينة ترفل فی زينة لهافی المسجد فقال النبی صلی اللّٰه عليه وسلم ياايهاالناس انهوانسائكم عن لبس الزينة والتبختر فی المسجد فان بنی اسرائيل لم يلعنوحتی لبس نساء هم الزينة وتبخترن فی المساجد.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ قبیلہ مزینہ کی ایک عورت مسجد میں داخل ہوئی زینت کے ساتھ نازاندام سے مسجد میں چل رہی تھی اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: اے لوگوں اپنی عورتوں کولباس زینت سے مسجد اور مسجد میں نزاکت کے ساتھ چلنے سے منع کرو بنی اسرائیل کی عورتوں پر اس وقت تک لعنت نہیں کی گئی جب تک کہ مزین لباس انہوں نے نہیں پہنا اور مسجد میں نزاکت کی چال اختیار نہیں کی۔ (ابن ماجہ: ۲۸۸)

فَائِدَۃٌ: عورتیں کی فطرت میں داخل ہے کہ جب وہ باہر نکلیں گی تو زینت اور کچھ نہ کچھ، بناؤ، سنگھار ضرور اختیار کریں گی اور چال ڈھال میں کچھ نزاکت اختیار کریں گی، مسجد میں نماز پڑھنے آئیں گی وہاں مردوں کی بھیڑ ہوگی تو ضرور کچھ نہ کچھ زینت اور شفافیت اور صفائی اختیار کریں گی اور یہ عوام کے لئے فتنہ کا باعث ہوگا اس لئے بنی اسرائیل کی عورتوں کو مسجد سے روکا گیا ان پر لعنت کی گئی لہٰذا امت محمدیہ ﷺ کی عورتوں کو بھی روکا جائے گا تا کہ ان کے اور مردوں کے حق میں کوئی خلاف تقویٰ اور خلاف شرع بات نہ پیدا ہو جائے۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ نویں ہجری میں فتنہ وفساد کے عام ہونے کی وجہ سے عورتوں کے خروج کے قائل نہیں تھے چنانچہ لکھتے ہیں:

بخلاف زماننا هذا، فان الفساد فيه فاش والمفسدون كثيرون.

(عمدة: ٦/١٥٧)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ عورتوں کو مسجد سے نکلنے کا حکم دیتے

عن ابی عمرو الشيبانی انه رأى عبدالله يخرج النساء من المسجد يوم الجمعة ويقول اخرجكن الى بيوتكن خير لكن.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے عورتوں کو جمعہ کے دن مسجد جاتے

دیکھا تو فرمایا: ان کو نکالو اور کہو گھر جائیں یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔

(ترغیب: ۱/ ۲۲۷، مجمع الزوائد: ۱/ ۳۵)

فَائِدَہ: عورتوں جمعہ کے موقعہ پر مسجد آرہی تھیں ان کو حکم دیا گیا کہ گھر جاؤ، تمہارے لئے گھر میں نماز پڑھنا بہتر ہے۔ سوچئے کس زمانے کی بات ہے عہد صحابہ کی جسے نبوت کی زبانی خیر القرون کہا گیا ہے اور اب یہ عہد بد دینی کے غلبہ کا ہے جس کی شہادت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے، "ثم فشی الکذب" کہ اس کے بعد بد دینی عام ہو جائے گی عورتوں کو مسجد میں کس طرح اجازت دی جائے گی افسوس کہ امت مسلمہ کا ایک طبقہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناپسندیدہ چیزوں کی اجازت دے کر عورتوں کے فتنہ کو بازار سے مسجد میں لانا چاہتا ہے۔

باوجود مسجد کے ثواب کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ اجازت دی نہ پسندیدہ سمجھا

عن ام حمیدامرأۃ ابی حمید الساعدی رضی اللّٰہ عنہا انہاجاءت الی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقالت یارسول اللّٰہ انی احب الصلوۃ معک قال قد علمت انک تحبین الصلاۃ معی وصلاتک فی بیتک خیرامن صلاتک فی حجرتک وصلاتک فی حجرتک خیرمن صلاتک فی دارک وصلاتک فی دارک خیرمن صلاتک فی مسجد قومک وصلاتک فی مسجد قومک خیرمن صلاتک فی مسجدی.

ابوحمید الساعدی کی بیوی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں اور یہ درخواست پیش کی کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے ساتھ (مسجد نبوی میں) نماز پڑھنا چاہتی ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے معلوم ہے کہ تم میرے ساتھ نماز پڑھنا پسند

کرتی ہو مگر سن لو تمہاری نماز گھر کے چھوٹے کمرے میں بہتر ہے گھر کے بڑے کمرے میں پڑھنے سے (کہ اس میں پردہ کا زیادہ لحاظ ہے) اور تمہاری نماز بڑے کمرے سے بہتر ہے گھر میں پڑھنے سے اور گھر کی نماز سے بہتر ہے محلّہ کی مسجد میں پڑھنے سے اور محلّہ کی مسجد میں بہتر ہے میری مسجد نبوی میں پڑھنے سے۔

(ابن خزیمہ، ترغیب: ۲۲۵)

دیکھئے ابوحمید مشہور جلیل القدر صحابی کی بیوی نے آپ ﷺ کے ساتھ مسجد نبوی میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے کس طرح سمجھایا اور اپنی مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کو پسند نہ فرمایا اور سمجھایا کہ گھر بہتر ہے مسجد نبوی سے متعدد روایتوں میں مروی ہے کہ مسجد نبوی سے عورتوں کی نماز گھر میں اور گھر میں نہیں بلکہ گھر کی اس کوٹھری میں جہاں تاریکی اور اندھیرا ہو پڑھنا بہتر ہے، ادھر دوسری جانب اس فضیلت کو اور اس ثواب کو دیکھئے کہ آپ ﷺ نے مسجد نبوی کا ثواب ایک ہزار نماز بیان کیا ہے اس سے یہ بات بالکل بین اور واضح ہو جاتی ہے کہ یہ ثواب مردوں کے حق میں ہے عورتوں کے حق میں نہیں اسی وجہ سے محدث ابن خزیمہ نے باب قائم کیا ہے باب اختیار صلاۃ المرأۃ فی حجرتها علی صلاتها فی دارها ...... وان کانت صلاۃ فی مسجد النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم تعدل الف صلاۃ فی غیرہ من المساجد ...... انما اراد صلاۃ الرجال دون صلاۃ النساء. (ترغیب: ۲۲۵)

محدث ابن خزیمہ یہ ثابت کر رہے ہیں کہ باوجود مسجد نبوی میں ایک ہزار کا ثواب ہونے کے آپ ﷺ عورتوں کے حق میں گھر میں چھوٹا کمرہ افضل قرار دے رہے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ مسجد نبوی کا ثواب ایک ہزار یہ عورتوں کے حق میں نہیں بلکہ مردوں کے حق میں ہے اب یہ بتائے کہ جب گھر میں افضل ہے تو اس افضل کو چھوڑ کر غیر افضل کو اختیار کرنا صحیح ہوگا؟ ہرگز نہیں کاش اجازت دینے والے

ان امور پر غور کرتے تو اجازت نہ دیتے، نیز زمانہ کے تغیر سے احکام متغیر ہو جاتے ہیں اس اعتبار سے اس زمانہ میں بالکل گنجائش نہیں، مزید یہ مضمون ''جنتی عورت'' کتاب میں دیکھئے۔

حج اور عمرہ کے موقع پر گنجائش

عن ابن مسعود قال ماصلت امرأة فی موضع خیرلها من قعر بیتها الا ان یکون المسجد الحرام اومسجد النبی صلی اللّٰه علیه وسلم وعنه ایضا انه کان یحلف فیبلغ فی الیمین مامن مصلی للمرأة خیر من بیتها الافی حج اوعمرة.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حلفاً کہا کرتے تھے عورتوں کے لئے نماز پڑھنے کی جگہ گھر سے بہتر کہیں نہیں ہاں مگر یہ کہ حج وعمرہ کی حالت میں ہو یا یہ کہ بہت زیادہ بوڑھی ہو جس کی وجہ سے چلنا بھی مشکل ہو آہستہ آہستہ چلتی ہو۔

(مجمع الزوائد: ۲/ ۳۵، عمدۃ القاری: ۶/ ۱۵۷، اعلاء السنن)

فَائِدَہ: خیال رہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عورتوں کے مسجد آنے پر سخت نکیر فرماتے تھے جمعہ کے دن جو عورتیں آتی تھیں ان کو مسجد سے نکال باہر فرماتے تھے، جیسا کہ ماقبل میں گذرا اسی طرح علامہ عینی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ایک فتویٰ کو نقل کیا ہے، کہ ان سے ایک عورت نے جمعہ کے دن مسجد میں نماز کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا گھر کے گوشہ میں تمہارے لئے نماز پڑھنا افضل ہے بمقابلہ چھوٹے کمرے میں پڑھنے کے اور کمرہ میں پڑھنا بہتر ہے حجرہ میں پڑھنے سے اور حجرہ بہتر ہے محلّہ کی مسجد سے۔ (عمدۃ القاری: ۱۵۷)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حج اور عمرہ کی صورت میں عورتوں کو اجازت دے رہے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ وہ حج وعمرہ پر جانے والی عورتوں کو مسجد

حرام اور مسجد نبوی میں گنجائش دے رہے ہیں، اعلاء السنن میں ابن مسعود کی اس روایت کو نقل کیا ہے جس سے اس کا اشارہ ملتا ہے کہ حج وعمرہ پر جانے والی کو گنجائش دے رہے ہیں کہ وہ مسجد حرام و مسجد نبوی میں نماز کے لئے جاسکتی ہیں، چنانچہ وہ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

"فیه دلالة علی خروج النساء مطلقاً سواء کن شواب او عجائز للصلاة فی مسجد الحرام اومسجد النبی وعلیه عمل اهل الحرمین الیوم ولکن ینبغی تقییده بالضرورة کمااذاحضرت المسجد للطواف فی الحج والعمرة." (٣٢١/٤)

پھر حج وعمرہ پر جانے والی عورتیں عموماً خلاف شرع امور سے محفوظ بھی رہتی ہیں ایسے موقعہ پر خود بھی احتیاط کرتی ہیں اور حجاج بھی احتیاط کرتے ہیں اپنے علاقے اور ملک و محلے میں جس فتنہ کا اندیشہ رہتا ہے ایسے مقدس مقام اور وقت پر نہیں رہتا ہے اور امت کا تعامل بھی اسی پر چلا آرہا ہے اس لئے پردہ اختیار کرتے ہوئے اور مردوں کے اختلاط سے بچتے ہوئے حج اور عمرہ پر جانے والی عورتوں کے لئے حرمین شریفین میں نماز کی گنجائش ہے، لیکن وہاں بھی نقاب کھول کر مردوں کی بھیڑ میں مخالطت کریں گی تو روکا جائے گا۔

بہترین اور بدترین مقامات کون ہیں

عن ابن عمرقال جاء رجل الی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فقال یارسول اللّٰه ای البقاع خیرقال لاادری قال فای البقاع خیرقال لاادری قال فاتاه جبرئیل علیه السلام فقال له النبی صلی اللّٰه علیه وسلم یاجبرئیل ای البقاع خیرقال لاادری قال ای البقاع شرقال لاادری قال سل ربك قال فانتفض جبرئیل انتفاضه

كاديصعق منهامحمد صلى الله عليه وسلم فقال ماأسئله عن شئى فقال الله سبحانه لجبرئيل عليه السلام سألك محمداى البقاع خيرفقلت لاادرى وسالك اى البقاع شرفقلت لاادرى فاخبره ان خيرالبقاع المساجد وان شرالبقاع الاسواق. (سنن كبرى: ٦٥)

عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لجبرئيل اى البقاع خيرقال لاادرى قال فسل عن ذلك ربك عزوجل فيبكى جبرئيل وقال يامحمدولنا ان نسئله هوالذى يخبرنا بمايشأ فعرج الى السماء ثم اتاه فقال خيرالبقاع بيوت الله فى الارض قال اى البقاع شرثم عرج الى السماء ثم اتاه فقال شرالبقاع الاسواق. (مجمع: ٦/٢)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ سے ایک شخص نے پوچھا بدترین مقام کون ہے، آپ ﷺ نے فرمایا مجھے معلوم یہاں تک کہ میں حضرت جبرئیل علیہ السلام سے معلوم نہ کرلوں، تو آپ ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا، انہوں نے کہا مجھے معلوم نہیں یہاں تک کہ میں حضرت میکائیل علیہ السلام سے نہ معلوم کرلوں، پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا، بہترین مقامات مساجد ہیں اور بدترین مقامات بازار ہیں۔

(ابن حبان: ۶: ۴۷۶، سنن کبری: ۳/ ۶۵، مجمع الزوائد: ۶)

حضرت انس بن مالک کی روایت میں اس طرح ہے کہ آپ ﷺ نے پوچھا بہترین جگہ کون ہے انہوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے پوچھو، تو حضرت جبرئیل علیہ السلام رونے لگے اور فرمایا: اے محمد میری کیا مجال کہ اللہ تعالیٰ سے سوال کروں وہ چاہیں تو مجھے بتادیں (میری طاقت اور ہمت نہیں کہ بارگاہ ایزدی میں سوال کے لئے منہ کھولوں) چنانچہ وہ آسمان کی طرف چڑھ گئے پھر

آئے تو بتایا بہترین جگہ زمین پر خدا کے یہ گھر (مساجد ہیں) پھر آپ ﷺ نے پوچھا بدترین جگہ؟ پھر وہ آسمان کی جانب چڑھے اور آئے اور فرمایا: بدترین جگہ بازار ہے۔ (مجمع الزوائد: ۲/۶)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ اپنی طرف سے کچھ نہ فرماتے تاوقتیکہ آپ ﷺ کے ذہن میں القانہ کیا جاتا، اگر نہ معلوم ہوتا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھتے یا وحی کا انتظار فرماتے۔

خدا کے نزدیک محبوب اور مبغوض جگہ

عن ابی هریره رضی اللّٰه عنه ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال احب البلاد الی اللّٰه تعالٰی مساجدهاوابغض البلاد الی اللّٰه تعالٰی اسواقها. (مسلم: ٢٣٦)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا خدا کے نزدیک محبوب ترین جگہ مساجد اور مبغوض ترین جگہ بازار ہے۔

(مسلم، ابن حبان: ۴/۴۷۷)

فائدہ: مسجد کا بہتر ہونا تو اس وجہ سے ہے کہ یہاں عبادت میں مصروف اور گناہوں سے محفوظ رہتا ہے، اور بازار بدتر اس وجہ سے کہ ہر قسم اور نوع کے گناہوں کا اڈہ ہے، دنیا کی رغبت اور حرص کا باعث کفار فساق دنیا دار سے خلط، عورتوں کی عریانیت بے پردگی، جھوٹ مکر، خداع کا شیوع، غرض کہ سیکڑوں گناہوں کا ذریعہ ہے، اس سے معلوم ہوا کہ بازار ضرورت سے ہی جائے تفریح یا یونہی اس کا عادی نہ ہو بازار اور دکانوں میں مجلس لگانے کے بجائے گھر میں بیٹھے۔

قبروں کو سجدہ گاہ یا مثل سجدہ گاہ بنانا حرام ہے

عن عائشة قالت قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فی

مرضية الذى لم يقم منه لعن اللّٰه اليهود والنصارى اتخذوا قبور انبيائهم مساجد.

عن ابى سعيد ان النبى صلى اللّٰه عليه وسلم قال اللهم انى اعوذبك ان يتخذقبرى وثنافان اللّٰه تبارك وتعالٰى اشتد غضبه على قوم اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد.

عن على رضى اللّٰه عنه قال لى النبى صلى اللّٰه عليه وسلم فى مرضه الذى مات فيه قال ائذن للناس على فاذنت فقال لعن اللّٰه قوما اتخذوا قبورا نبئاهم مسجدا ثم اغمى عليه فلما افاق قال يا على ائذن للناس على فاذنت للناس عليه فقال لعن اللّٰه قوما اتخذوا قبورا نبئائهم مسجدا ثم اغمى عليه فلما افاق قال ائذن للناس فاذنت لهم فقال لعن اللّٰه قوما اتخذوا قبورا نبئائهم مسجدا، ثلاثا فى مرض موته.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: لعنت ہو یہود پر لعنت ہو کہ انہوں نے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔ (بخاری: ۶۲، ۱۸۶)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ یہ فرمارہے تھے، اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں کہ میری قبر کو بت (جائے عبادت) بنادیا جائے، سو اللہ پاک جل شانہ کا غضب انتہائی سخت ہوگیا اس قوم پر جس نے حضرات انبیاء کرام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔ (کشف الاستار: ۱/۲۲۰)

حضرت علی کرم اللہ وجہ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ مرض وفات میں ذرا ہوش میں آتے تو فرماتے، خدا کی لعنت اور پھٹکار اس قوم پر جس نے نبیوں کی قبروں کو جائے عبادت بنالیا، چنانچہ آپ ﷺ نے ۳ رمرتبہ اس طرح فرمایا۔

(مسند بزار، کشف الاستار: ۱/۲۲۰)

فَائِدَہ: نبی پاک ﷺ مرض وفات میں بہت اہتمام سے بار بار فرما رہے تھے کہ دیکھو خدا کی لعنت و پھٹکار اس قوم پر جس نے معزز ہستیوں حضرات انبیاء کرام کی قبروں کو جائے عبادت بنالیا اس کا مطلب یہ تھا کہ تم ہرگز اس طرح یعنی خدا کے برگزیدہ ہستیوں کی قبروں کے ساتھ عبادت گاہ کی طرح تقرب و تعظیم کا معاملہ کر کے خدائی لعنت میں ہرگز گرفتار نہ ہونا۔

قبروں کو مثل مسجد و عبادت گاہ بنانے کا مطلب

❶ جس طرح مسجد میں نماز، ذکر تلاوت تسبیح واستغفار وغیرہ پڑھی جاتی ہیں اس طرح مقبرہ پر ان عبادتوں کا کرنا گو اللہ کے لئے کرے مگر شائبہ شرک ہے۔

❷ اس طرح نماز پڑھنا کہ رخ قبلہ بھی ہو اور سامنے قبر بھی ہو یہ حرام ہے اس میں شرکت ہے رخ عبادت میں غیر اللہ کی۔

❸ جس طرح مساجد، اللہ کے گھر سے تقرب خداوندی حاصل کی جاتی ہے اسی طرح مزاروں سے ان بزرگوں کے تقرب اور خوشنودی کو حاصل کرنا۔

❹ جس طرح رنج وغم فکر و پریشانی کے موقعہ پر مسجد میں آنا اور دربار الٰہی میں تضرع وانکساری کرنا مشروع اور محمود و مطلوب ہے اسی طرح اس مقصد کے لئے مقبروں اور مزاروں پر آنا ممنوع اور حرام ہوگا۔

❺ جس طرح مسجد میں رکنا، ٹھہرنا، تلبث اختیار کرنا جسے اعتکاف سے موسوم کیا جاتا ہے اسی طرح مزاروں پر رکنا ٹھہرنا اور اعتکاف کی طرح رہنا ممنوع ہوگا۔

❻ مزاروں کی مجاورت اختیار کرنا، وہاں شب و روز گذارنا اور اسے باعث ثواب اور فعل محمود سمجھنا ممنوع ہوگا۔

❼ جس طرح مسجد کی خدمت کے لئے وقف کرنا باعث ثواب ہے اسی طرح مزاروں کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو وقف کرنا ممنوع ہوگا۔

❽ جس طرح مسجدوں کو احترام واکرام میں خوشنما اور مزین کیا جاتا ہے گو یہ درست نہیں خلاف سنت ہے اسی طرح مزار کو مزین کرنا، روشنی کرنا اور عبرت کے خلاف اسے سجانا درست نہیں۔

❾ مسجد میں خوشبو جلانا، دھونی دینا اور معطر رکھنا مسنون ہے اسی طرح مزار پر اگر بتی جلانا، خوشبو اور دھونی دینا درست نہیں، یہ سب امور مزار اور قبر پرستی کے ہیں جس سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے، افسوس کہ آج امت اسی میں مبتلا ہے۔

❿ اللہ پاک کے دربار میں ضرورت وحاجات کو پیش کرنا شریعت کا حکم ہے اسی طرح مزاروں پر حاجات وضروریات کو پیش کرنا شرک ہے۔

⓫ مزار اور قبروں پر صرف عبرت کے لئے اور ایصال ثواب کے لئے مردوں کا جانا درست ہے اس کے علاوہ کے لئے جانا درست نہیں۔

⓬ عورتوں کا قبروں اور مزاروں پر جانا ہرگز درست نہیں حدیث پاک کے اعتبار سے لعنت کا باعث ہے۔

مسجد میں جوتا چپل کہاں اتارے

ابن عمر (مرفوعاً) تعاهدوا نعالكم عندابواب المساجد.

(طبرانی، کنز: ٦٦٣)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً منقول ہے کہ جوتوں کو مسجد کے دروازے پر اتارنے کا طریقہ اختیار کرو۔ (طبرانی، کنز العمال: ۷/٦٦٣)

فَائِدَة: مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ مسجد کے حدود میں جہاں نماز اور جماعت ہوتی ہے ایسی زمین پر جوتے چپل کے ساتھ جانا بے ادبی اور اکرام کے خلاف ہے جوتے چپل میں گندگی نہ ہو تب بھی اکرام مسجد کے خلاف ہے، لہٰذا دروازے پر ہی جہاں سے مسجد کی حد شروع ہوجاتی ہے جوتے چپل کھول دینا چاہئے۔

جوتے چپل مسجد میں کہاں رکھ سکتا ہے

عن عبداللّٰہ بن السائب قال رأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صلے یوما الفتح یجعل نعلیه عن یسارہ. (ابن ابی شیبه: ٤١٨)

عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنهماقال من السنة اذاجلس الرجل ان یخلع نعلیه فیضعهما بجننه. (مشکوة: ٣٨٠، ادب مفرص: ٣٤٧، ابوداؤد)

عن سعید قال بینما رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یصلی فخلع نعلیه فوضعهماعن یسارہ. (ابن ابی شیبه: ٤١٨)

عبداللہ بن السائب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو دیکھا فتح مکہ کے موقعہ پر (مسجد حرام) میں نماز پڑھی اور اپنے چپل مبارک کو اپنی بائیں جانب رکھا۔ (ابن ماجہ: ۱۰۳، ابن ابی شیبہ: ۲/ ۴۱۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سنت میں سے یہ ہے کہ جب آدمی بیٹھے تو جوتے اتارے اور آدمی اپنے بغل میں رکھے۔

(مشکوۃ: ۳۸۰، ادب مفرد: ۳۴۷)

حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ اسی نماز پڑھنے والے تھے درمیان کہ آپ نے جوتا، چپل اتارا اور اپنی بائیں جانب اسے رکھا۔

فَائِدَہ: معلوم ہوا کہ جوتا چپل اتار کر مسجد لے جا سکتا ہے، اور مسجد میں کسی محفوظ جگہ میں یا اپنے بغل میں رکھ سکتا ہے، چونکہ غیر محتاط جگہ میں رکھنے سے گم ہونے پر شدید پریشانی اور مال کا ضیاع ہوسکتا ہے، اگر گرد غبار ہوتو اسے جھاڑ لے تاکہ نہ مسجد میں گرے اور نہ مسجد ملوث ہو، بہتر تو یہ ہے کہ کسی پولی تھین یا تھیلے میں ڈال کر پھر مسجد میں رکھے تاکہ نجاست یا غلاظت کے ریزے مسجد میں نہ گرے۔

ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ جوتے احترام قبلہ کے پیش نظر آگے کی جانب نہ

رکھے اور نہ دائیں جانب رکھے اور نہ پیچھے رکھے کہ کوئی اٹھا لے جائے۔

(مرقات: ۴/۴۵۴)

اس سے معلوم ہوا کہ بعض مسجدوں میں سامنے قبلہ کی جانب جوجوتے رکھنے کے بکس وغیرہ بنے ہوئے ہوتے ہیں، یہ بہتر نہیں کہ بے ادبی ہے، اسے مسجد کے دونوں جانب رکھ دیئے جائیں، نیز حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز میں اپنے بغل میں رکھنا بے ادبی اور شرافت کے خلاف نہیں، اس طرح مسجد کے اندر لے جانا اور محفوظ طور پر رکھنا کوئی بے ادبی نہیں کہ آپ ﷺ مسجد حرام میں چپل لے کر گئے اور اپنے بغل میں رکھا، لہٰذا بھیڑ ازدحام کے موقعہ پر یا جہاں گم اور چوری ہو جانے کا احتمال ہو ادب کا لحاظ کرتے ہوئے اپنے قریب رکھنا بہتر ہے اور اس کی اجازت آپ ﷺ کے عمل سے ثابت ہے۔

مسجد میں جوتا چپل بالکل سامنے قبلہ رخ نہ رکھے

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم الزم نعليك قد ميك فان خلعتهما فاجعلها بين رجليك ولا تجعلهما عن يمينك ولا عن يمين صاحبك ولا ورائك فتودی من خلفك. (ابن ماجه: ١٠٣)

نافع بن جبير يقول وضع الرجل نعله من قدامه فی الصلوٰة بدعة. (ابن ابی شيبه: ٢/٤١٨)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا چپل جوتے پہننے کا التزام کرو، جب تم اسے پیر سے اتارو تو اپنے دونوں پیروں کے درمیان رکھو، نہ اپنی دائیں جانب رکھو اور نہ اپنے ساتھی کے دائیں جانب رکھو، اور نہ اپنے پیچھے رکھو کہ تمہارے پیچھے رہنے والے کو تکلیف ہو۔

حضرت نافع بن جبیر سے منقول ہے کہ نماز کے موقعہ پر اپنے آگے چپل و جوتے کا رکھنا خلاف سنت ہے۔

فَائِدَة: اس روایت میں نماز وغیرہ کے موقعہ پر خواہ مسجد ہو یا جہاں بھی نماز وجماعت ہورہی ہو چپل جوتے نہ رکھنے کا طریقہ بتایا گیا ہے، دائیں جانب بھی نہ رکھے، اسی طرح اپنے پیچھے بھی رکھنے کہ نظر نہ آنے کی وجہ سے چوری اور ضائع ہو نے کا اندیشہ رہے گا، جو بعد میں پریشانی اور الجھن کا باعث بنے گا، اور اپنے پیچھے رکھے گا تو پچھلے صف والوں کو سجدہ کرنے میں تکلیف ہوگی، ہاں البتہ خوب فاصلہ اور جگہ ہو تو اور سجدہ گاہ کے سامنے جگہ ہو تو ایک قول میں گنجائش ہے، تاہم نمازی اپنے جو تے کو تو اپنے آگے قبلہ کے رخ نہ رکھے کہ یہ مکروہ ہے، ملا علی قاری لکھتے ہیں: "ولا یضع قدامها احتراما للقبلة." (مرقات جدید: ۲۸۷)

انجاح الحاجہ میں ہے کہ نمازی کے سامنے اللہ کی مواجہت ہوتی ہے اس سے قبلہ کی جانب بے ادبی ہے۔ (حاشیہ ابن ماجہ: ۱۰۳)

حاشیہ سندھی میں ہے کہ اپنے پیر کے پاس یا دونوں پیر کے درمیان رکھے۔ (۱/۴۳۸)

اگر مسجد کے باہر دروازہ پر رکھے تو اس میں کوئی حرج نہیں، جیسا کہ رائج ہے اور بہتر ہے، مسجد امکان تلویث سے محفوظ رہتی ہے، اور حدیث پاک میں بھی ہے۔

تحیۃ المسجد

مسجد میں داخل ہو تو ۲؍رکعت نماز پڑھ لے

ابی قتادہ السلمی ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال اذادخل احدکم المسجد فیرکع رکعتین قبل ان یجلس.

عن عبداللّٰه بن زبیر قال دخل المسجد رجل فقال له النبی

صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا تجلس حتی تصلی رکعتین.

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب مسجد میں میں داخل ہوتو ۲؍رکعت نماز پڑھ لو۔

(ترمذی: ۱۷، بخاری: ۱/ ۲۴۸، مسلم: ۱/ ۸، ۲۰، نسائی: ۱/ ۱۱۹)

عبداللہ بن زبیر سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ایک شخص سے جو مسجد میں داخل ہوا فرمایا کہ بغیر دو رکعت پڑھے مت بیٹھو۔ (ابن عبدالرزاق: ۱/ ۴۲۹)

فَائِدَہ: مسجد میں داخل ہوتے وقت جب کہ وقت ممنوع اور مکروہ نہ ہو تو دو رکعت پڑھنا مستحب ہے ۲؍سے زائد ۴؍بھی پڑھا جا سکتا ہے، یہ جو مشہور ہے کہ اگر بیٹھ گیا تو تحیۃ المسجد ساقط ہوجاتا ہے یہ صحیح نہیں، شرح احیاء میں آیا ہے کہ اگر بیٹھ جائے تب بھی ۲؍رکعت پڑھ لے، چنانچہ سعید غطفانی کو آپ ﷺ نے بیٹھنے کے بعد حکم دیا کہ پڑھو اسی طرح مسجد میں آنے کے بعد فرض یا سنت پڑھنے لگا تو تحیۃ المسجد کے لئے کافی ہوجائے گا، الگ سے پڑھنے کی ضرورت نہیں خیال رہے کہ داخل ہوتے ہی ۲؍رکعت سنت یہ مسجد حرام کے علاوہ کے لئے ہے مسجد حرام کے لئے تحیۃ المسجد کی رکعت کے بجائے طواف ہے۔ (اتحاف السادہ: ۳/ ۲۸)

تحیۃ المسجد مسجد کا حق ہے

کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول اعطوا المساجد حقها قالوا وما حقها یا رسول اللّٰہ قال اذا دخلتم فصلوا رکعتین قبل ان تجلسوا وکان کثیرا ما یقول اذا دخل احدکم المسجد فلا یجلس حتی یصلی رکعتین. (کشف الغمہ: ۱۱۹)

عن ابی قتادۃ صاحب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال دخلت المسجد ورسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم جالس بین

ظهرانی الناس قال فجلست فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ما منعك ان ترکع رکعتین قبل ان تجلس قال فقلت یارسول اللّٰه رأیتك جالسا والناس جلوس قال فاذا دخل احدکم المسجد فلایجلس حتی یرکع رکعتین.

علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ مسجد کا حق ادا کرو، لوگوں نے پوچھا اس کا کیا حق ہے اے اللہ کے رسول؟ فرمایا: جب تم مسجد میں داخل ہو تو مت بیٹھو تاوقتیکہ دو رکعت نماز پڑھ لو ایک روایت میں ہے کہ تاوقتیکہ دو سجدے نہ کرلو۔

ایک دن حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے آپ ﷺ (مسجد میں) لوگوں کے درمیان تشریف فرما تھے وہ آئے اور بیٹھ گئے تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا بیٹھنے سے قبل کس نے دو رکعت پڑھنے سے تم کو منع فرمایا؟ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول میں نے آپ کو اور آپ کے اصحاب کو بیٹھا پایا (اس لئے بیٹھ گیا) تو آپ نے فرمایا: جب تم مسجد آ ؤ تو مت بیٹھو تاوقتیکہ دو رکعت نماز نہ پڑھ لو۔

(مسلم:۱/ ۲۴۸، کشف الغمہ:۱/ ۱۱۹)

مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کا مسنون طریقہ

عن انس بن مالك انه كان يقول من السنة اذا دخلت المسجد ان تبدأ برجلك اليمنى واذاخرجت ان تبدأ برجلك اليسرى.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سنت یہ ہے کہ جب مسجد میں داخل ہو تو دایاں پیر داخل کرو اور جب مسجد سے نکلو تو بائیں پیر کو پہلے نکالو۔

(سنن کبریٰ:۴۴۳)

فَائِدَة: احادیث پاک میں اس بات کی تاکید ہے مسجد میں دایاں پیر اولاً رکھے،

ادھر دوسری جانب یہ سنت ہے کہ اولاً بایاں پیر چپل یا جوتے سے نکالے ایسی صورت میں ایک پر عمل کرنے سے دوسرا طریقہ مسنون چھوٹ جائے گا، لہٰذا دونوں مسنونوں پر عمل کرنے کا جامع طریقہ یہ ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت اولا بایاں پیر جوتے سے نکال کر اپنے جوتے پر رکھے پھر دایاں پیر نکال کر سیدھے مسجد کے اندر رکھے، اس طرح دونوں سنتوں پر عمل ہو جائے گا۔

مسجد میں داخل ہوتے وقت کی مسنون وماثور دعائیں

عن ابی حمید اوعن ابی اسید قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ا:ادخل احدکم المسجد فلیقل اللهم افتح لی أبواب رحمتك واذاخرج فلیقل اللهم انی اسئلك من فضلك.

وفی روایة ابی داؤدوابن ماجه والنسائی فلیسلم علی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ثم لیقل اللهم افتح. (اذکار: ۳۷)

هکذا اخرجه ابوعوانه ومسند احمد وهکذا ازاد فی المسلم بروایة عبدالعزیز فلیسلم علی النبی. (نتائج الافکار: ۱/۲۰۰)

ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب مسجد سے تم نکلو تو یہ دعا پڑھو:

"اللهم افتح لی ابواب رحمتك"

"اے اللہ اپنی رحمت کے دروازے ہم پر کھول دے۔"

اور جب مسجد سے نکلے تو یہ پڑھے:

"اللهم انی اسئلك من فضلك"

"اے اللہ آپ سے فضل کا سوال کرتا ہوں۔"

عن فاطمه بنت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قالت کان

رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم اذادخل المسجد يقول بسم اللّٰه والسلام على رسول اللّٰه اللهم اغفرلى ذنوبى وافتح لى ابواب رحمتك واذااخرج قال: بسم اللّٰه والسلام غلى رسول اللّٰه اللهم اغفرلى ذنوبى وافتح لى ابواب رحمتك.

واذاخرج قال:

بسم اللّٰه والسلام على رسول اللّٰه اللهم اغفرلى ذنوبى وافتح لى ابواب فضلك.

حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو یہ پڑھتے:

باسم اللّٰه والسلام على رسول اللّٰه اللهم اغفرلى ذنوبى وافتح لى ابواب رحمتك.

اللہ کے نام سے سلامتی ہو خدا کے رسول پر اے اللہ گناہ معاف فرما اور اپنی رحمت کے دروازے ہم پر کھول دے۔ (ابن ابی شیبہ: ۳۳۸، ابن ماجہ، سبل الہدیٰ)

اور جب نکلتے تو یہ دعا پڑھتے، اور رحمتک کے بجائے فضلک فرماتے۔

عن عبداللّٰه بن عمربن العاص عن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم انه كان اذا دخل المسجد قال اعوذباللّٰه العظيم وبوجه الكريم وسلطانه القديم من الشيطان الرجيم. فاذا قال ذلك قال الشيطان حفظ منى سائراليوم. (ابوداؤد: ٦٧)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ جب مسجد میں داخل ہوتے تو یہ پڑھتے:

اعوذ باللّٰه العظيم وبوجهه الكريم وسلطانه القديم من الشيطان الرجيم.

پھر فرماتے جو شخص یہ پڑھے گا تمام دن شیطان سے محفوظ رہے گا۔

(ترغیب:۴۵۹، ابوداؤد:۹۳، بخاری)

ترجمہ: پناہ مانگتا ہوں اس اللہ سے جو بزرگ و برتر ہے اور اس ذات سے جو محترم ہے اور اس کی قدیم سلطنت سے شیطان مردود کے حملے سے۔

عن ابی هريرة رضى الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذادخل احدكم المسجد فليسلم على النبى صلى الله عليه وسلم وليقل اللهم افتح لى ابواب رحمتك واذاخرج فليسلم على النبى صلى الله عليه وسلم وليقل اللهم اجرنى من الشيطان الرجيم.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو اولاً نبی پاک پر سلام بھیجے پھر یہ پڑھے:

"اللهم افتح لى ابواب رحمتك"

اور جب نکلے تو سلام بھیجے اور یہ پڑھے:

"اللهم اجرنى من الشيطان الرجيم" (سنن كبرى: ٤٤٢)

"اے اللہ مردود شیطان سے ہمیں محفوظ فرما دے۔"

عن ابن عمر قال علم رسول الله صلى الله عليه وسلم الحسن بن على اذا دخل المسجد ان يصلى على النبى صلى الله عليه وسلم ويقول اللهم اغفرلنا ذنوبنا وافتح لنا ابواب رحمتك واذا خرج صلے على النبى صلى الله عليه وسلم وقال اللهم افتح لنا ابواب فضلك.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ آپ نے حضرت حسن کو یہ تعلیم دی کہ جب مسجد میں داخل ہو تو درود پڑھو پھر یہ دعا پڑھو:

اللهم اغفرلناذنوبناوافتح لنا ابواب رحمتك.

اور جب نکلے تو درود پڑھے پھر یہ دعا پڑھے:

اللهم افتح لنا ابواب فضلك. (کنزالعمال: ۶۶۰/۷، مجمع الزوائد: ۳۲)

عن المطلب بن عبدالله بن حنطب ان النبی صلی الله علیه وسلم کان اذادخل المسجد قال افتح اللهم لی أبواب رحمتك ویسرلی ابواب رزقك وفی روایة ابن عبدالرزاق سهل مکان یسر.

(۴۲۶)

حضرت عبداللہ بن اخطب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب مسجد میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

اللهم افتح لی ابواب رحمتك ویسرلی ابواب رزقك.

(ابن ابی شیبه: ۳۳۹)

اے اللہ ہم پررحمت کے دروازے کھولدے اور میرے لئے رزق کے دروازوں کوآسان فرما۔

عن علی بن طالب ان النبی صلی الله علیه وسلم کان اذادخل المسجد قال اللهم افتح لی ابواب رحمتك واذاخرج، اللهم افتح لی ابواب فضلك.

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو "اللهم افتح لی ابواب رحمتك" پڑھتے اور جب مسجد سے نکلتے تو "اللهم افتح لی ابواب فضلك" پڑھتے۔ (مجمع الزوائد: ۳۲/۶)

عن ابی بکرمحمدبن عمرابن حزم قال کان رسول صلی الله علیه وسلم اذادخل المسجدقال السلام علی النبی ورحمة الله اللهم افتح لی ابواب رحمتك والجنة واذاخرج قال السلام علی

النبی ورحمة الله اللهم اعذنی من الشیطان ومن الشر کله.

عمر بن حزم بیان کرتے ہیں کہ جب آپ ﷺ مسجد میں داخل ہوتے تو یہ فرماتے:

السلام علی النبی ورحمة الله اللهم اعزنی من الشیطان ومن الشر کله.

سلامتی اور خدا کی رحمت ہو نبی پر اے اللہ ہمیں شیطان اور اس کی تمام برائیوں سے محفوظ فرما۔ (ابن عبدالرزاق: ۴۲۵)

ان ابن عباس کان اذادخل المسجدقال السلام علینا وعلی عباده الله الصالحین.

حضرت ابن عباس جب مسجد میں داخل ہوتے تو یہ پڑھتے:

السلام علینا وعلی عبادالله الصالحین. (ابن عبدالرزاق: ۱/۱۲۷)

جب مسجد سے نکلے تو خاص کر کے کیا پڑھے

عبدالله بن سعید ابن ابی هند عن غیرواحدان النبی صلی الله علیه وسلم کان اذاخرج من المسجد. اللهم احفظنی من الشیطان الرجیم.

عبداللہ بن سعید نے متعدد صحابہ سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ جب مسجد سے نکلتے تو یہ پڑھتے: "اللهم احفظنی من الشیطان الرجیم." (مطالب عالیہ: ۱۰۴)

عن ابی امامه رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال ان احدکم اذا ارادان یخرج من المسجد تداعت جنود ابلیس واجلبت واجتمعت کما تجمع النحل علی یعسو بها فاذا قام احدکم علی باب المسجد فلیقل اللهم انی اعوذبك من ابلیس وجنوده فانه اذا

قالها لم يضره.

حضرت ابوامامہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد سے نکلنے کا ارادہ کرنا چاہتا ہے تو ابلیس کے لشکر اس کی طرف ٹوٹ پڑتے ہیں اس طرح اسے گھیر لیتے ہیں جیسا کہ شہد کی مکھی رس چوسنے کی جگہ گھیر لیتی ہے، لہٰذا جب تم مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو تو یہ پڑھو وہ نقصان نہیں پہنچائے گا۔

اللهم انى اعوذبك من ابليس وجنوده.

''اے اللہ میں ابلیس اور اس کی فوج سے پناہ مانگتا ہوں۔''

فَائِدَة: ان متعدد دعاؤں میں سے کسی کو پڑھ لے تو سنت ادا ہو جائے گی۔

(کنز العمال: ۲۶۰، ابن سنی)

جب مسجد نبوی میں داخل ہو تو کیا پڑھے

مسجد نبوی میں اولاً دایاں پیر داخل کرتے ہوئے یہ دعا ادب واحترام کے ساتھ پڑھے۔

❶ اعوذبوجه الله العظيم و بوجه الكريم وسلطانه القديم من الشيطان الرجيم بسم الله والحمدلله اللهم صل على محمد وعلى آل محمد وسلم اللهم اغفرلى ذنوبى وافتح لى ابواب رحمتك.

(الايضاح فى المناسك: ٤٤٨)

❷ بسم الله والصلوٰة والسلام على رسول الله رب اغفرلى ذنوبى وافتح لى ابواب رحمتك. (غنية المناسك: ٣٧٦)

❸ بسم الله والصلوٰة والسلام على رسول الله اعوذبالله العظيم وبوجه الكريم وسلطانه القديم من الشيطان الرجيم اللهم افتح لى ابواب رحتك. (اوضح المسالك الى احكام المناسك: ٢٤٠)

۴ اللهم صل علی محمد و علی آل محمد وصحبه وسلم اللهم اغفرلی ذنوبی افتح لی ابواب رحمتك. (مناسك علی قاری: ٥٠٦)

۵ محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ حضرات صحابہ مسجد نبوی میں داخل ہوتے تو یہ دعا داخل ہوتے ہوتے پڑھتے:

"صلی اللّٰہ وملائکته علی محمد السلام علیك ایها النبی ورحمته اللّٰہ وبرکاته بسم اللّٰہ دخلنا وبسم اللّٰہ خرجنا وعلی اللّٰہ توکلنا." (شرح شفا: ٢/١٥٥)

ان دعاؤں میں سے کسی ایک دعاء کو پڑھ لے۔

خیال رہے کہ مسجد نبوی میں باب جبرئیل سے داخل ہونا مستحب ہے۔

مسجد کے آداب اور امور ممنوعہ کا بیان

علامہ نووی نے شرح مہذب میں احادیث پاک سے اخذ کرتے ہوئے چند آداب اور کچھ ممنوعات بیان کئے ہیں جو ذیل میں مذکور ہیں:

۱ ناپاک مردوں اور عورتوں کے لئے مسجد میں جانا ٹھہرنا خواہ تھوڑی ہی دیر کے لئے ہو حرام ہے، البتہ شوافع کے یہاں صرف بلاٹھہرے گذرنا درست ہے۔

۲ مسجد میں احتلام ہو جائے، نہانے کی حاجت ہو جائے تو فوراً مسجد سے باہر نکلنا ضروری ہے اور مسجد کے دیوار کے علاوہ کسی الگ مٹی سے تیمّم کر کے نکلے (کہ مسجد کی دیوار وغیرہ سے تیمّم کرنا مکروہ ہے)

مسجد سے باہر آنے کے لئے اس طریقہ کو اختیار کرے جس سے کم از کم گذرنا پڑے اور مسجد سے نکلنے کے لئے اس کی مسافت کم ہو۔

۳ بلاوضو مسجد میں رکنا اور رہنا درست ہے لہٰذا اعتکاف کی حالت میں یا وعظ وقرآن وغیرہ کی سماعت اور نماز کا انتظار بلاوضو کے مسجد میں کرسکتا ہے۔

۴ مسجد میں سونے کی گنجائش ہے (احناف کے نزدیک غیر مسافر کے لئے جائز نہیں مکروہ ہے اور مسافر کو اجازت ہے۔

۵ معتکف کے لئے مسجد میں وضو کرنا جائز ہے بایں طور پر کہ مسجد میں رہ کر پانی باہر گرائے یا کسی بڑے برتن میں وضو کرے اور پانی باہر ڈال دے۔

۶ مسجد میں کھانے پینے کی گنجائش ہے اس طرح کہ کھانے کے اجزاء مسجد کے فرش پر نہ گریں بلکہ کسی کپڑے یا دسترخوان پر کھائے۔

۷ کسی بھی بدبودار اشیاء کا کھا کر مسجد میں آنا ٹھہرنا مکروہ ہے (اسی حکم میں بیڑی، سگریٹ پی کر آنا اور ریح خارج کرنا بھی داخل ہے کہ اس کی بدبو، پیاز لہسن سے زیادہ ہے جب پیاز لہسن کے بو کی اجازت نہیں تو اخراج ریح جو اس سے زیادہ باعث اذیت ہے کیسے اجازت ہوگی، البتہ اعتکاف واجب اور عشرہ اخیرہ کے اعتکاف میں ضرورۃ اس کی گنجائش ہے اس کے علاوہ تمام شکلوں میں ضرورت پر مسجد سے باہر اخراج کرے۔

۸ مسجد میں تھوکنا تھوتھو کرنا ناک کی ریزش نکالنا یہ سب ممنوع اور ناجائز ہے۔ لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ ناک کی خشک ریزش نکال کر مسجد میں ہاتھ سے گرادیتے ہیں بعض ناک کی ریزش مسجد کی دیوار یا صف سے پونچھ لیتے ہیں، یہ انتہائی قبیح حرکت ہے۔

۹ پیشاب کرنا، فصد لگانا، پچھنہ لگانا یہ سب مسجد میں ناجائز ہے اسی طرح جسم پر ایسا زخم ہے جس سے خون ٹپک رہا ہو خون نکل رہا ہو، یا پیپ کے نکلنے کا سلسلہ ہو کپڑے اس سے تر ہو رہے ہوں پٹی بھیگ رہی ہو تو مسجد میں آنا درست نہیں، ناپاک بستر اور کپڑے کا مسجد میں ہونا یا لانا درست نہیں، سخت منع ہے۔

۱۰ عین مسجد میں پودوں کا بونا مثلاً پھولوں کے پودوں کا بونا جائز نہیں (ہاں حدود مسجد کے باہر جہاں جماعت نہ ہوتی ہو وضو خانہ پیشاب خانہ کے حدود میں اور

اسی طرح مسجد کی مملوکہ یا موقوفہ زمین میں جو مسجد کے اردگرد ہو جائز ہے۔ اسی طرح مسجد سے متصل باغیچہ درست ہے مگر عین مسجد میں ایک پودہ بھی درست نہیں۔

۱۱ مسجد میں آوازوں کا بلند کرنا زور سے بولنا گمشدہ تلاش کرنا خرید وفروخت کرنا۔

۱۲ جانوروں پاگلوں اور کم عمر بچوں کا مسجد میں داخل ہونا ممنوع ناجائز ہے۔

۱۳ مسجد میں کسی دنیاوی کام صنعت وحرفت کا کرنا ناجائز ہے۔

۱۴ علمی، مجلس درس تدریس، حدیث، تفسیر، فقہ وغیرہ اور وعظ نصیحت کی مجلس اور اس کے حلقے جائز ودرست ہیں۔

۱۵ دینی اور زہد نصیحت کے اشعار ترغیب آخرت کے اشعار کا مسجد میں ہونا درست ہے۔

۱۶ مسجد میں صفائی، جھاڑو دینا کسی بھی قسم کی گندگی اور نظافت کے خلاف امور کا دور کرنا مستحب ہے۔

۱۷ شب برأت کی رات یا اور کسی دیگر راتوں میں مسجد میں زائد روشنی اور قمقمے کا انتظام کرنا مسجد کو سجانا منکر بدعتوں میں سے ہے جو بہت جگہ رائج ہے، ناجائز ہے اور اس سے اجتناب ضروری ہے یہ بہت سے مفاسد کا مجموعہ ہے۔

۱۸ عین مسجد میں ہتھیار اور آلہ حرب کے ساتھ داخل ہونا منع ہے کہ مبادا کسی کو لگ نہ جائے (اسی طرح آج کے دور میں پستول، بندوق لے کر داخل ہونا ممنوع ہے مسجد امن وسکون کی جگہ ہے)

۱۹ سفر سے آنے والے کے لئے مسنون ہے کہ اولاً مسجد میں دو رکعت نماز پڑھے۔

۲۰ مسجد میں جو شخص انتظار نماز کے لئے رکا ہو یا ذکر تلاوت کر رہا ہو یا وعظ پند کی

مجلس میں شرکت کر رہا ہو مستحب ہے کہ اعتکاف کی نیت کرے، خواہ تھوڑی دیر کے لئے کیوں نہ ہو (کہ اس سے اعتکاف کا ثواب بھی ملے گا)

۲۱ نماز کے اوقات کے علاوہ مسجد کو حفاظت کی وجہ سے بند کرنا تالا لگانا درست ہے (خصوصاً اس دور میں صف اور گھڑی وغیرہ کے چوری ہوجانے کا اندیشہ رہتا ہے شہروں اور قصبوں میں اس قسم کے واردات پیش آتے رہتے ہیں، اس لئے شہر کی مساجد میں اندرون مسجد مقفل کرنا درست ہے البتہ دیہاتوں کی مسجد میں عموماً یہ واقعات پیش نہیں آتے اس لئے مقفل نہ کرنا بہتر ہے۔

۲۲ قاضی یا امیر کو یا ارباب انتظام کو مسجد میں فیصلے کی مجلس کا قائم کرنا ممنوع ہے۔

۲۳ قبرستان اور قبروں کے متصل مسجد کا بنانا سخت منع ہے

۲۴ عین مسجد کی دیوار مسجد کے حکم میں ہے اس کا احترام بھی مثل مسجد کے ہے اسی مسجد کی چھت اور مسجد کا صحن یہ سب مسجد ہی ہیں اسی وجہ سے معتکف کا آنا اور رہنا درست ہے ان سب کا احترام واجب ہے۔

۲۵ مسجد میں داخل ہوتے وقت جوتوں کو جھاڑ لے اور اسے نجاست وغیرہ سے صاف کرلے تب مسجد میں جائے، سنت ہے۔

۲۶ اذان ہوجانے کے بعد مسجد سے باہر ہونا ممنوع ہے اب جماعت میں شریک ہونے کے بعد ہی جائے۔

۲۷ مسجد میں داخل ہوتے وقت دعاؤں کا پڑھنا مستحب ہے۔

۲۸ مسجد سے متعلق کسی بھی چیز کا مسجد سے باہر لے جانا مثلاً مسجد کی مٹی مسجد کا پتھر یا تیل موم بتی وغیرہ (خواہ برکت ہی کے بہانے سہی) ناجائز ہے (کہ یہ مسجد کی ملکیت ہے اسے مسجد کے استعمال میں ہی رہنا ہے۔

۲۹ مسجد کی تعمیر اور اس کی دیگر تعمیری ضرورتوں کا پوری کرنا تنگ ہونے پر اس کا اضافہ کرنا ضروری ہے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ضرورت پر مسجد کا

اضافہ فرمایا (یعنی زمین بغل میں مسجد کی نہ ہوتو زمین خرید کر مسجد بڑھا دی جائے۔

۳۰ مسجد کو مزین کرنا خوشنما کرنا مختلف رنگوں سے رنگنا، بیل، بوٹے بنانا سخت منع ہے کہ ایسی مسجدوں میں نماز پڑھنا منع ہے ہاں بلند وسیع مستحکم بنائے نقش ونگار اور خوبصورتی منع ہے۔ (کہ ایسا کرنا قیامت کی علامت ہے اور افسوس آج یہ علامت پائی جارہی ہے)

۳۱ عیدگاہ کا حکم عین مسجد کی طرح نہیں ہے۔ (شرح مہذب:۲/۱۷۲)

تمت لفضل اللّٰہ دعوته. انشاء اللّٰہ سیاتی المسائل الفقهية فی الجزء الثانی فعلیك الدعاء لبونق اللّٰہ تعالٰی بالاخلاص مع صحة وعافيه، لتكميل هذا الخير.